Osmania University Library

Call No. ۸۹۱٫۴۳۰۵
صطارق گ

Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۸۷

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

قیمت: پانچ روپیہ سالانہ مع محصول

باہتمام مسعود علی ندوی

مطبع معارف میں چھپکر

دفتر دار المصنفین اعظم گڈہ سے شائع ہوا

علامۂ شبلی نعمانی رح

سیرة النبی صلعم حصہ اول طبع دوم قیمت باختلاف کاغذ

ایضاً حصہ دوم، طبع اول قیمت باختلاف کاغذ

ایضاً حصہ دوم، طبع دوم قیمت باختلاف کاغذ

الفاروق حضرت فاروق اعظم کی لائف و طرز حکومت،

المامون خلیفہ مامون الرشید کے عہد سلطنت کے حالات،

الغزالی، امام غزالی کی سوانح عمری و انکا فلسفہ

سیرة النعمان، امام ابوحنیفہ کی سوانح عمری اور انکے اجتہادات و مسائل

سوانح مولانا روم، مولانا جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری مثنوی شریف اور دیگر تصنیفات پر تقریظ،

مقالات شبلی مولانا کے مختلف علمی مضامین کا مجموعہ

رسائل شبلی مولانا کے مختلف علمی مضامین کا مجموعہ

بیان خسرو، خسرو کے حالات زندگی، اور انکی شاعری پر ریویو،

شعر العجم حصہ اول شاعری کی حقیقت، فارسی شاعری کی ابتدا و قدما کا دور

ایضاً حصہ دوم، شعرائے متوسطین کا دور،

ایضاً حصہ سوم، شعرائے متاخرین کا دور،

ایضاً حصہ چہارم، فارسی شاعری پر ریویو

ایضاً حصہ پنجم، فلسفیانہ، صوفیانہ اور اخلاقی شاعری پر تبصرہ،

الانتقاد علی التمدن الاسلامی جرجی زیدان کی تمدن اسلامی پر عربی میں تنقید،

موازنۂ انیس و دبیر میر انیس کی شاعری پر ریویو

سفرنامۂ روم و مصر و شام مطبوعہ معارف پریس، قیمت،

مضامین عالمگیر شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پر اعتراضات اور انکے جوابات، قیمت باختلاف کاغذ و طبع

علم الکلام مسلمانوں کے علم کلام کی تاریخ، ابتدائی عہد سے [illegible] اور علمائے متکلمین کے نظریات اور مسائل طبع چہارم مطبوعہ معارف پریس،

الکلام مولانا کی مشہور تصنیف، جدید علم کلام جس میں عقلی دلائل سے مذہب کو فلسفہ کے مقابلہ میں ثابت کیا ہے اور ملاحدہ اور منکرین کے دلائل کا رد کیا ہے، طبع سوم مطبوعہ معارف پریس، قیمت

قصیدۂ امرتسر امرتسر کے اجلاس ندوة العلماء میں، جو فارسی قصیدہ پڑھا تھا طبع رنگین اعلی مطبع نامی کانپور،

مجموعۂ کلام شبلی، اردو۔

مثنوی صبح امید،

کلیات، مولانا کے تمام فارسی قصائد، غزلیات، مثنوی مجموعہ جو ابتک متفرق طور سے دیوان شبلی، دستۂ گل، بوئے گل کے ناموں سے چھپے تھے اس میں سب یکجا کر دیئے گئے ہیں، [illegible] کاغذ پر نہایت عمدہ چھپا ہے قیمت

مولانا حمید الدین صاحب بی اے

تفسیر سورۂ تحریم، جدید طرز پر عربی میں قرآن مجید کی تفسیر

تفسیر سورۂ والتین

تفسیر سورۂ والکوثر

تفسیر سورۂ عبس

الرای الصحیح فی من ھو الذبیح، عربی میں حضرت اسمعیل کے ذبیح ہونے پر ایک مدلل اور پرزور رسالہ،

اسباق النحو حصۂ اول و دوم، سہل طرز پر عربی گرامر،

دیوان حمید، مولانا کا فارسی دیوان مع تصویر،

خرد نامۂ منظوم، خاص فارسی زبان میں امثال سلیمان کا ترجمہ

مولانا سید سلیمان ندوی

ارض القرآن حصۂ اول، عرب کا قدیم جغرافیہ، عاد، ثمود، اصحاب الایکہ، اصحاب الحجر، اصحاب الفیل کی تاریخ اس طرح لکھی گئی ہے، قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات کی یونانی، رومی، اسرائیلی لٹریچر اور [illegible] قدیمہ کی تحقیقات سے تائید و تصدیق ثابت کی ہے، قیمت

ارض القرآن جلد دوم، اقوام قرآن یعنی مدین، ارم، [illegible] قوم ایوب، بنو اسمعیل، اصحاب الرس، اصحاب الحجر، بنو قیدار، انصار [illegible] کی تاریخ، اور عرب کی تجارت، زبان اور مذہب پر تفصیلی مباحث صفحات [illegible]

فہرست مضمون نگاران معارف

Checked 1965

1957

176

G 625

(جلد دوازدہم۔ جولائی ۱۹۲۳ء۔ دسمبر ۱۹۲۳ء)

بہ ترتیب حروف تہجی

اسمائے گرامی	صفحہ	نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
مضمون نگاران		۱۲	ڈاکٹر عبدالغفور صاحب بسمل بریلوی	۲۶۸-۲۷۵
جناب آزاد	۳۶۶ تا ۳۷۸	۱۳	مولوی خواجہ عبدالواجد صاحب ندوی	
مولوی ابوالجلال صاحب ندوی	۶۰ تا ۷۸، ۱۸۸ تا ۲۰۱، ۳۷۵ تا ۳۸۱		پروفیسر مشن کالج کانپور	۲۱۵-۲۲۴
مولوی ابوالحسنات صاحب ندوی	۳۷ تا ۵۰	۱۴	سید محمد کاظم صاحب بی اے ایل ایل بی	۴۴۰-۴۴۸
مولوی ابوالنصر بھوپالی مقیم قاہرہ	۱۷۵ تا ۱۸۷	۱۵	مولوی محفوظ الحق صاحب ایم اے	۱۴۹-۱۵۰
پروفیسر جمیل الرحمن ایم اے	۲۶۰-۲۶۷	۱۶	ڈپٹی سید مقبول احمد صاحب بی اے	۱۱۳-۱۲۷
نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن		۱۷	سررشتہ دار مولوی سید مقبول احمد صاحب	۱۳۹-۱۴۸
خان شروانی	۲۷۶-۲۷۸		ایم، آر، اے، ایس	۴۴۹-۴۵۶
جناب سید سبطین احمد صاحب بی اے	۳۵۷-۳۶۵	۱۸	”یکے از بھوپال“	۴۳۰-۴۳۹
مولانا سید سلیمان صاحب ندوی	۸-۳۰، ۲۴۷-۲۵۹		**شعراء**	
۳۲۳-۳۳۶، ۴۰۹-۴۱۵،		۱	ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال	۱۳۶
ظہیر احسن صاحب متعلم ندوۃ العلماء	۳۱-۳۶	۲	مولوی ابوالقدس صاحب توحیدی	۶۹
”طالب العلم“	۲۳۷-۲۵۶	۳	مولوی شبیر حسین صاحب جوش ملیح آبادی	۳۰۹
مولانا عبدالسلام صاحب ندوی	۸۹-۱۱۲، ۲۰۲-۲۱۴، ۴۱۶-۴۲۹	۴	مولانا محمد علی صاحب جوہر	۳۹۶

فہرست مضامین

جلد دوازدہم۔ جولائی ۱۹۲۳ء۔ دسمبر ۱۹۲۳ء

جلد سیزدہم | ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء | عدد اوّل

مضامین

ارض القرآن جلد اوّل قیمت ۶؎

سیرۃ عمر بن عبدالعزیز قیمت ۱۲؎

دوبارہ چھپ کر تیار ہے،

"منیجر"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شذرات

۔ ۱۹۲۴ء سے **معارف** کی زندگی کا نوان سال شروع ہوا، نو سال کی زندگی موافق آب و ہوا کے سایہ مین کچھ تعجب انگیز نہین، مگر اُردو کے شہرستان کی جو آب وہوا ہی اوس مین نو برس کی یکسان زندگی بھی کچھ کم حیرت زا نہین، **تہذیب الاخلاق** مرحوم نے کل ملا کر سات برس سے بھی کم زندگی پائی **الندوہ** جون تون آٹھ برس چلا، اور **حسن** وغیرہ تو چند برسونکی بھی عمر نہ پاسکے، دعا کیجئے کہ علم و فن کا یہ بے عمل واعظ کچھ دن اور جیتا رہے،

سنہ ۱۹۲۳ء مین **دار المصنفین** کی طرف سے ایک دو سے زیادہ نئی کتابین نہین نکلین اِس کی وجہ نئی تصنیفات کی عدم تیاری نہین، بلکہ یہ ہی کہ ہمارا مطبع گذشتہ سال زیادہ تر ختم شدہ کتابون کے نئے طبعات (اڈیشنز) کے اعادہ مین مصروف رہا، علم الکلام، الکلام، ارض القرآن، سیرۃ عمر بن عبد العزیز وغیرہ جن کے نسخے بالکل مفقود تھے اور ملک مین اون کی پیہم طلب جاری تھی، بحمد اللہ کہ وہ دوبارہ چھپ گئین اور اب مطبع پوری تیزی سے بعض نئی کتابون کی تیاری مین مصروف ہی،

زیر طبع کتابون مین **سیرۃ نبوی** کی تیسری جلد ہی، جس کے ڈھائی سو صفحے چھپ چکے ہین، اور اسی قدر ابھی اور باقی ہین، **ابن رشد** اور اوس کے فلسفہ پر ایک نہایت محققانہ اور مبسوط تصنیف بھی زیر طبع ہی، انقلاب فرانس کے قلمی ہیرو روسو کا ایک رسالہ بھی چھپ رہا ہی، مولانا سید عبدالحی

مرحوم کی عربی تاریخ ہند ٹائپ مین جامعۂ ملیہ کے مطبع مین چھپ رہی ہی، مولنا مرحوم کی دوسری تصنیف **گُلِ رعنا** (تذکرۂ شعرائے اُردو) کی کتابت شروع ہوگئی ہی،

علی گڈھ اسلامی تعلیمی کانفرنس کا خطبۂ صدارت نہایت جامع تھا، لیکن مانع نہ تھا، اوس کی خاص خوبی یہ تھی کہ وہ علمی، تعلیمی، سیاسی، مذہبی، غرض جس اسٹیج سے بھی اوس کو پڑھا جاتا وہ اوس کے لیے موزون ہو سکتا تھا، حتیٰ کہ اگر **سرسید** مرحوم کی برسی کے دن بھی اوس کو پڑھا جاتا تو اوس کی موزونی مین فرق نہ آتا، **عبدیت و نیابت** الٰہی کا فلسفہ جو صاحبزادہ صاحب کا خاص موضوعِ سخن ہو وہ بھی اِس خطبہ مین پوری طرح موجود تھا،

خطبہ مین بہت سی باتین عمیق فکر و کاوش کا نتیجہ تھین، اور اوس کے بہت سے مشورون سے ہم کو کامل اتفاق ہی، تاہم ہم یہ یقین نہین کر سکتے کہ جدید تعلیم ہی ہمارے تمام امراض کا واحد علاج ہی، اور تمام قوم اور تمام قومی کام کرنے والون مین جو کچھ ذہنی، دماغی، جسمانی، مالی قوت و استطاعت ہی وہ تعلیم اور صرف تعلیم کی راہ مین صرف کرنا چاہیئے، صاحبزادہ صاحب کا یہ مشورہ ہی کہ قوم کا ہر فرد سب کچھ چھوڑ حافظ کے مشورہ کے مطابق یہ کہتا ہوا صرف جدید تعلیم کی اِشاعت مین لگ جائے،

مصلحت دیدِ من آن است کہ یاران ہمہ کار   بگذارند و خمِ طرۂ یارے گیرند

لیکن مشکل یہ ہی کہ تعلیم جدید کے اب ایسے باوفا عشاق سے ہندوستان کی دنیا خالی ہوگئی،



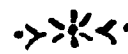
صاحبزادہ صاحب نے اِس امر پر اپنی پوری کوشش صرف کر دی ہی، کہ سرسید کے علمی تعلیمی سیاسی مذہبی اور روحانی عقائد کو اِس خطبہ مین پوری تفصیل و تشریح کے ساتھ یکجا کر دیا جائے، تاکہ "مرتدین" کے

شکوک وشبہات کو دور کرکے از سر نو اون کو سرسید کے مذہب کی دعوت دیجائے، اِس مذہب کے جن چند عقائد کو نمبر وار صاحبزادہ صاحب نے یکجا کیا ہی اور اون کو "غیر متزلزل یقین" کے ساتھ تسلیم کرنے کا قوم کو مشورہ دیا ہے گو چند سال پہلے اون پر لوگ بے دلیل ایمان رکھتے تھے، مگر اب کیا کیا جائے کہ قلوب ایسے بدل گئے ہین کہ ان پُرزور دلیلون سے بھی اون پر ایمان لاتے اون سے نہین بنتا، ہم کو یہ اعتراف ہی کہ صاحبزادہ موصوف سرسید کی شریعت کے بہترین مبلغ ہین، تاہم اب اون کو خود یہ "غیر متزلزل یقین" پیدا کرلینا چاہیے کہ اب وہ شریعت ہمیشہ کے لیے منسوخ ہوچکی، اور جس طرح سرسید نے اپنے پہلون کی طرز وروش ومقصد تعلیم مین تبدیلی کی ضرورت سمجھی تھی، چالیس برس کے بعد اب اون کے نائبین کو بھی اِن حالات مین تبدیلی کی حاجت ہی،



باایں ہمہ ہم تو مسلم یونیورسٹی پر خدا کی یہ رحمت سمجھتے ہین کہ صاحبزادہ صاحب امسال یونیورسٹی کے وائس چانسلر منتخب ہوئے، یاد ہوگا کہ اب سے دو سال پہلے معارف کے انھین صفحات مین، ہم نے صاحبزادہ صاحب کو اِس منصب کا بہترین حقدار لکھا تھا، کیونکہ اِس جماعت مین اِن سے بہتر کوئی شخصیت نہین، ہم نے اِس خبر کو بھی نہایت مسرت کے ساتھ سنا کہ صاحبزادہ صاحب نے انتظام کی باگ اپنے ہاتھ مین لینے کے ساتھ اصلاحات کا آغاز کردیا ہی، بڑی ضرورت اِس کی ہی کہ قوم اور یونیورسٹی کے درمیان بیگانگی کی جو خلیج حائل ہوگئی ہی، اوس کو پاٹا جائے، اور اوس خواب کو پورا کیا جائے جو سرسید مرحوم نے خود دیکھا تھا، اور قوم کو دکھایا تھا، شبلی مرحوم کے خواب کی تعبیر ملنے کا زمانہ تو ابھی بہت دور ہی، یعنی یہ　ع

کہ این سررشتۂ تعلیم با در دست ما باشد



صاحبزادہ صاحب نے یہ سوال نہایت بموقت کیا ہی کہ مسلمانون کی اِس شدید ضرورت کے ایام مین جب شدھی اور سنگھٹن کی مشکلین پیدا ہوئین اور ہین، کیا وجہ ہی کہ ایک طرف ہندؤن مین بیسیون بی اے

ایم اے، ایل ایل بی، بیرسٹر اپنی سادہ اور محنت کش زندگیون کے ساتھ اپنی قوم مین اِس سرے سے اوس سرے تک لگے ہوئے ہین، دوسری طرف مسلمانون مین اِن کامون کے لئے ایک مسلمان گریجویٹ بھی نظر نہین آتا (اِلّا ماشاء اللہ) صاحبزادہ صاحب اِس کی وجہ یہ بتاتے ہین کہ مسلمانون مین چونکہ یہ جدید افراد کم ہین، اور دوسرون مین زیادہ ہین، اِسلئے یہ صورت حال ہے، اور اسلئے مسلمانون کو چاہیے کہ مسلم یونیورسٹی مین طلبہ کو بھیجکر اپنے گریجوایٹون کی تعداد بڑھائین، لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ اِس اختلاف حال کی وجہ کمیّت اور تعداد کی کمی بیشی نہین، بلکہ کیفیت کی کمی بیشی ہے، اگر آج کسی اعجاز سے مسلمان گریجوایٹون کی تعداد دونی بھی ہوجائے مگر اون کی تعلیم و تربیت کی ذہنی و نفسی کیفیت یہی رہے تو بھی صاحبزادہ صاحب کو یہی افسوسناک منظر نظر آئیگا، کامیابی کا ذریعہ **تعداد** کی قلت و کثرت نہین، بلکہ **ایمان** کا ضعف و شدّت ہے، كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ،

اِس دفعہ کے مسلم یونیورسٹی کورٹ مین اِسلامی تعلیمگاہون کی طرف سے ایک رکن کا انتخاب پیش تھا، کسی غلط فہم دوست نے اوس کے لئے دار المصنفین کے ناظم اور دار العلوم ندوہ کے معتمد (یعنی خاکسار) کا نام پیش کیا، اِس پر اونھون نے بڑی کرامت یہ دکھائی کہ اپنی تائید مین ۱۴ رائین بھی حاصل کرلین، لیکن اِس کے بالمقابل علی گڈھ کے ایک نوجوان رئیس جو میرے دلی عزیز ہین، اونھون نے ۱۸ رائین پائین، جن پر اون کو مبارکباد دیتا ہون، لیکن اپنے دوستون سے پوچھتا ہون کہ کیا اونھین یہ معلوم نہ تھا کہ اِس عہدہ کے استحقاق کے لئے وہان کس شرط کی سب سے پہلے ضرورت ہے؟ اور وہ غریب ناظم دار المصنفین اور معتمدِ دار العلوم ندوہ کو کہان حاصل؟

یہ خبر گو حیرت کے ساتھ نہین لیکن افسوس کے ساتھ سُنی جائیگی کہ مسلم یونیورسٹی کے اُردو پروفیسر صدیقی صد صاحب

"فلسفۂ ازدواج" پر ایک مضمون اپنے خاص ظریفانہ انداز مین، نومبر ۱۹۲۱ء کے علی گڈہ میگزین مین لکھا تھا جس مین موجودہ یورپین آداب و رسوم متعلقۂ نسائیات کی تنقید اور شادی، پردہ، تعدد ازدواج وغیرہ مین اسلامی اُصول کی تائید کی تھی، سنا ہی کہ یہ مضمون بحق "سرکار مسلم یونیورسٹی" ضبط کیا گیا، اور لکھنے والے کو کوئی قانونی سزا دیجانے والی تھی، فرد قرار داد جرم یہ تھی، کہ اس مضمون نے "یورپین تمدن" کے خلاف ملک مین بغاوت کا اندیشہ ہے یہ بھی روایت ہی کہ معارف کے شذرات ملزم کی طرف سے صفائی مین پیش کیے گئے، مگر گواہ نامعتبر ٹھہرا، اور آخر ملزم نے معافی مانگ لی، اور اس طرح کسی بڑی سزا سے بری کیا گیا، یہ اسپین کا مشہور علمی استبداد (انکویزیشن) آخر ہمارے اس "قرطبہ" اور "غرناطہ" مین کب تک جاری رہے گا،

ہندوستان کے علماء مین قاضی ثناء اللہ پانی پتی (مصنف مالابدمنہ) کا جو رتبہ ہی وہ عیان ہی، قاضی صاحب کی تصنیفات مین اُن کی عربی تفسیر مظہری سب سے زیادہ اہم ہی لیکن وہ بوسیدہ اوراق کے پردہ مین نگاہون سے مخفی ہی، مولوی سید محمد یامین صاحب میرٹھی مرحوم نے اس کی طباعت کا سامان کیا، لیکن کچھ اجزا نکل کر کام رک گیا، اب اُن کے صاحبزادے مولوی سید جمیل الدین صاحب نئے سر سے اس کام کا آغاز کرنا چاہتے ہین، اور ساتھ ہی ساتھ اس کا اُردو ترجمہ بھی مستقل جلدون مین چھاپنا چاہتے ہین، مگر مشکل سرمایہ کی ہی،

یہ مشکل اس طرح حل کی گئی ہی کہ پانچ سو عربی اور پانچ سو اُردو نسخون کے خریدارون کی امداد حاصل کی جائے، مولوی جمیل الدین صاحب ہر دو زبانون کی پانچ پانچ سو درخواستون کے وصول ہونے پر کام شروع کردینگے، اُمید ہے کہ اہل علم قدردانی کا ثبوت دینگے، اس سلسلہ کے متعلق ہر قسم کی مراسلت مولوی صاحب سے دارالعلوم دیوبند (سہارنپور) کے پتہ سے کرنی چاہیئے، ہر ماہ کے شروع مین ایک ایک پارہ شائع ہوگا، اور ہر اشاعت کی قیمت ۱۲؍ مع محصول ہوگی،



ہمارے صوبہ کے پبلسٹی ڈیپارٹمنٹ کی شش ماہہ کارناموں کی ایک فہرست چھپکر شایع ہوئی ہے، اور ہمارے پاس پہنچی ہے، جنوری ۲۳ سنہ ء سے جون ۲۳ سنہ ء تک کل ۳۵ پمفلٹ یا رسائل شائع ہوئے جن کی فن وار تفصیل حسب ذیل ہے،

(۱) روداد مجالس قانونی سرکاری،	۶	(۲) تردید ترک موالات	۶
(۳) ریفارمس یا اصلاحات	۲	(۴) ٹریٹوریل فوج	۲
(۵) تعلیم	۲	(۶) بالشویزم	۱
(۷) مشرق ادنیٰ وٹرکی	۱	(۸) طب	۱
(۹) حفظان صحت	۴	(۱۰) جنگلات	۲
(۱۱) زراعت	۱	(۱۲) سیاسی	۶
(۱۳) عام	۳		

ان مین ہر رسالہ انگریزی، اُردو اور ہندی تین زبانون مین شائع ہوا ہے، انگریزی زبان مین علوم ومسائل کی ان ابتدائی ضروریات کے متعلق رسائل چھپوانے کی کوئی مصلحت سمجھ مین نہ آئی، کیا صوبہ متحدہ کے دیہاتی رقبون مین کسی ایک متنفس کی بھی مادری زبان انگریزی ہے؟ علوم وفنون کی تقسیم سے ناظرین مرعوب ہوگئے ہون گے، مگر انھین باور کرنا چاہیئے کہ یہ علوم وعنوانات کے نام تو مختلف ہین، مگر ان سب کا موضوع صرف ایک تھا، اور وہ ہر حیثیت سے موجودہ نظام حکومت کی مدح وستایش، اگر کاش پبلک خزانہ کی یہ لاکھون کی رقم ملک مین صحیح علم کے نشر واشاعت مین صرف کی جاتی تو حکومت کا ملک کی گردن پر کتنا بڑا احسان ہوتا، مگر یہ سچ ہے کہ اس سے پروپیگنڈے کی خدمت انجام نہ پاسکتی،

مقالات

ہندوستان مین اسلام کی اشاعت کیونکر ہوئی،

ہمارے آریہ دوستون کو تعجب ہے کہ ایک ہزار سال کے اندر ہندوستان مین جہان ایک بھی کوئی مسلمان نہ تھا، سات کروڑ مسلمانون کی تعداد کیونکر پیدا ہوگئی؟ لیکن کیا ان کو کبھی اس پر بھی تعجب آیا ہے کہ ہندوستان جہان کبھی ویدک دھرم مطلق نہ تھا، ہندوستان قدیم کی کمزور ون پرانی قومین کیونکر اس دھرم مین آگئین، پھر بودھ مذہب نے اسی سرزمین مین ویدک دھرم کو کیونکر شکست دی، اور بعدازین ویدک دھرم نے بودھ مذہب کو آگ، تلوار اور زبان سے کیونکر نیست و نابود کردیا؟ یہ سب پرانی باتین ہین، ان کو جانے دیجئے، چند صدیان پہلے یہان ایک عیسائی بھی نہ تھا، مگر اب یہان نصف کروڑ کے قریب عیسائی آبادی پیدا ہوگئی ہے، اور روز بروز پیدا ہوتی جارہی ہے یہ کیونکر؟

عیسائی مشنریون نے تمام دنیا مین یہ پھیلا رکھا ہے کہ مسلمانون نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا ہے، حالانکہ انھین اچھی طرح معلوم ہے کہ رومی سلاطین نے عیسائی مذہب کی اشاعت مین کیا کیا نہ کیا، اسپین، پرتگال، روس، ہولینڈ نے خصوصاً اور یورپ کی عام سلطنتون نے اس کے لیے کیا کیا راہین نہ اختیار کین، اور خود ہندو راجا دھرم کی خاطر کیا کیا نہ کر گذرے، اسی طرح اگر بعض مسلمان

بادشاہون سے ایسی باتین سرزد ہوئین، تو صرف وہی سرزنش اور ملامت کے مستحق کیون ہین؟

تمام دنیا کے مذاہب مین سے صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے یہ فلسفہ دنیا مین ظاہر کیا ہے کہ مذہب یقین کا نام ہے اور یقین تلوار کی دھار اور نیزہ کی نوک سے پیدا نہین کیا جاسکتا،

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ — مذہب مین کوئی زبردستی نہین،

آنحضرت صلعم کو تنبیہ ہوتی ہے،

اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ — اے پیغمبر کیا تو لوگون کو مجبور کریگا کہ وہ ایمان والے ہوجائین

خدا نے فرمایا، پیغمبر کا کام جبر واکراہ نہین، بلکہ صرف دعوت اور تبلیغ ہے،

لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ — اے پیغمبر تو ان کافرون پر حاکم بنا کر نہین بھیجا گیا،

فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ — اے پیغمبر تجھ پر صرف تبلیغ ہی فرض ہے۔

قرآن نے یہ بھی بتادیا ہے کہ اس کے مذہب کی تبلیغ دنیا مین کیونکر کیجائے،

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ — اپنے رب کے راستہ کی طرف تو لوگون کو دانائی سے اور اچھی نصیحت سے بلا، اور ان سے مناظرہ کر تو اس طریقہ سے جو بہترین ہے،

اگر یہ سچ ہے کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے پھیلا، تو **کارلائل** کے اس سوال کا کیا، جواب ہے؟ کہ اگر محمد نے تیغ زن سپاہیون کے زور سے اسلام کو پھیلایا، تو پہلے ان تیغ زن سپاہیون کو کس تلوار سے مسلمان بنایا؟ اس اصول کی بنا پر تو چاہئے تھا کہ ان ملکون مین اسلام کا سایہ بھی نہ پڑتا جہان تلوار نے اس کا ساتھ نہین دیا، حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ ملک حبش پر مسلمانون نے اس کے اس احسان کے بدلہ مین کبھی تلوار نہین اٹھائی، کہ اس نے ایک دفعہ اسلام کے ابتدائی سخت مصیبت کے ایام مین مسلمانون کو اپنے ہان پناہ دی تھی، تاہم آج وہان نصف آبادی مسلمان ہے، افریقہ

کے اُن خطون مین جہان مسلمان سپاہیون کا گذر بھی نہین ہوا تھا، وہان حلقہ بگوشان اسلام کی اتنی بڑی تعداد کیونکر نظر آتی ہے؟ چین پر مسلمانون نے فوج کشی نہین کی، مگر تین چار کرڑور مسلمان وہان کہان سے آگئے؟ جزائر ملایا مسلمان سلاطین کی تاخت وتاراج سے ہمیشہ محفوظ رہے، مگر آج وہان چار کرڑور مسلمان کس طرح پیدا ہوگیے؟ سیام، انام، اور مشرق اقصی کے دوسرے ملکون اور جزیرون مین جہان کسی مسلمان سپاہی کا قدم بھی نہین پہنچا، اسلام کا قدم وہان کیونکر پہنچ گیا؟ ترک وتاتار نے تو خود مسلمانون پر تلوار چلائی تھی، ان پر تلوار کس نے چلائی اور انکو مسلمان بنایا؟

دوسرے ملکون کو جانے دو، خود ہندوستان کو لو،یہان اسلامی فتوحات کا سیلاب درۂ خیبر سے ہوکر آیا، اور پنجاب سے کبھی آسام تک پہنچ گیا، مگر درحقیقت انکی قوت کا مرکز صوبۂ آگرہ، دہلی اودھ، بہار اور دکن رہا، مگر دیکھو کہ یہی وہ مقامات ہین، جہان آج بھی مسلمانون کی تعداد سب سے زیادہ کم ہے، یعنی آٹھ سو برس کے بعد بھی وہان ۱۵ فیصدی سے زیادہ نہ بڑھ سکے، برخلاف اس کے جہان اونکا اقتدار حکومت زیادہ مضبوط نہ تھا، وہان وہ حیرت خیز کثرت رکھتے ہین، بنگال، کشمیر، اور سندھ جیسے دور دست اطراف مین انکی تعداد اپنے ہمسایون سے مافوق ہے،

دکن پر مسلمانون کا ہمیشہ قبضہ رہا، بہمنی سلطنت پوری قوت سے مسلط تھی، اس کے بعد پانچ اسلامی سلطنتین معاصرانہ قائم ہوئین، اور اس وقت بھی دکن کے بڑے رقبہ پر ایک اسلامی سلطنت حکمران ہے، تاہم وہان مسلمانون کی تعداد سب سے زیادہ کم ہے،

سب اہل تاریخ مانتے ہین کہ راجپوتانہ کی ریاستون کو، کُلّی طور سے کوئی مسلمان بادشاہ زیر نہ کرسکا، انگریزون کے عہد تک وہان کے ہندؤن کے ہاتھون مین مسلمان بادشاہون کے مقابلہ کے لیے تلوارین تھین، مگر باوین ہمہ وہان کی کوئی ریاست آج ایسی نہین جہان تھوڑے بہت مسلمان نہ ہون، سیلون اور برما پر کبھی مسلمانون نے قبضہ نہین کیا، مگر وہان مسلمانونکی خاصی تعداد ہے،

ان گذشتہ واقعات کو بھی جانے دو، انگریزی عہد کے "پُرامن زمانہ" کو سامنے لاؤ، جب ہندوستان مین مسلمانون کی "بے نیام تلوار" ہمیشہ کے لیے کند ہو گئی ہے ۱۸۵۷ء کی بعد کی پہلی مردم شماری سے لیکر ۱۹۲۱ء کی مردم شماری تک کی ہر دہ سالہ تعداد کو دیکھو کہ مسلمان ستر اسّی برسون مین پانچ کروڑ سے سات کروڑ کے قریب کیونکر پہنچ گئے، ۱۸۹۱ء کی مردم شماری مین مسلمانون کی تعداد پانچ کروڑ ستر لاکھ تھی، ۱۹۰۱ء مین ۶ کروڑ ۲۰ لاکھ ہو گئی اور ۱۹۲۱ء کی مردم شماری مین ۶ کروڑ ستر لاکھ ہو گئی، تیس برس کے عرصہ مین ایک کروڑ مسلمان کس محمود، اور عالمگیر کی تلوار کی فتوحات ہین، اور آج بھی ملک کے ہر گوشہ مین نئے مسلمانون کا جو اضافہ ہو رہا ہے وہ کس جابرانہ قوت کا اثر ہے؟

ہمارے آریہ دوستون کو ہندوستان مین اسلام کی اشاعت پر سخت استعجاب اور حیرت ہے، اور اس کے اسباب و وجوہ کے جاننے کے لیے سخت بے چینی ہے، اور بے خبری یا تعصب سے وہ کبھی اسکا بڑا سبب غزنوی کی تلوار کو اور کبھی عالمگیر کے مظالم کو قرار دیتے ہین، ذیل کے صفحات مین ہم ان کے سامنے سے حقیقت کا پردہ اٹھانا چاہتے ہین، تاکہ اُنھین معلوم ہو کہ ہندوستان مین اسلام کی ترقی انھین طبعی طریقون سے ہوئی ہے، جن سے دنیا مین ہر داعی مذہب کی ہوئی ہے، ہوتی ہے اور ہو گی۔

ہندوستان مین اسلام کی اشاعت کا سب سے پہلا اور قدیم سبب، عربون اور ہندوؤن کا تجارتی میل جول تھا، عرب تاجرون اور سواحل ہند کے سوداگرون مین باہم تعلق نہایت قدیم سے قائم تھا، بلکہ اس کا آغاز اسلام سے بہت پہلے ہو چکا تھا، البتہ اسلام کے بعد عرب قوم کی تنظیم نے ان تعلقات کو اور زیادہ مستحکم اور مضبوط کر دیا، اب عرب تاجر پہلے کی طرح صرف رومی مال و اسباب اور عربی مصنوعات و پیداوار ہی ہندوستان نہین لانے لگے، بلکہ ساتھ ہی ساتھ اپنی سب سے بڑی دولت، اور اپنی سب سے قیمتی متاع جو عرصہ مین اس پیغمبر عربی کے وسیلہ سے اُنکو ملی تھی وہ بھی رفتہ رفتہ اپنے ساتھ لانے لگے، اور یہان سے اب وہ صرف مسالون، خوشبوؤن، تلوارون اور کپڑون کا سامان ہی نہین لیجانے

لگے، بلکہ نومسلموں کی کچھ تعداد بھی اپنے ساتھ لیجانے لگے، ملیبار، سندھ، گجرات، کچھ، کوکن، سواحل بنگال اور جزائر ہند کی قومون نے اونکو فرشتۂ رحمت سمجھکر قبول کیا، عربی سفرنامون اور جغرافیہ کی کتابون مین ان مقامات کے نام اور حالات بکثرت مذکور ہین،

ملیبار مین **موپلا** اور **نوایت** انھین عرب تاجرون کی یادگار نسل ہین اور یہی ہندوستان مین اسلام کی اشاعت کے سب سے پہلے داعی اور مبلغ ہین، انھون نے حسن آہستگی، سکون، اور خاموشی سے اس فرض کو انجام دیا، عیسائی مشنری اور انگریزی مورخین تک انکی اس قابلیت کے مداح اور ستائشگر ہین،

ہندوستان مین اسلام کے داخلہ کا دوسرا راستہ **سندھ** ہے، سندھ کا علاقہ مدت دراز سے شاہان ایران کا باجگذار تھا، اور جاٹ اور میڈی قوم کے لوگ انکی فوج کے سپاہی تھے، اس کے بعد، جب ایران کا تخت مسلمانون کے قبضہ مین آیا، تو گذشتہ سلطنت کے ترکہ کے طور پر سندھ کے تعلقات ان کو ہاتھ آئے اور اس وقت سے لیکر محمد قاسم فاتح سندھ کے زمانہ تک والی عراق اور رایان سندھ کے درمیان صلح و شکست کے واقعات پے در پے پیش آتے رہے، محمد قاسم کے فتوحات کی وسعت جو بلوچستان اور کراچی سے لیکر ملتان تک تھی، بہت جلد ختم ہوگئی یعنی اس نے سو برس کا زمانہ بھی نہین پایا ہے، لیکن اسلام کے مذہبی فتوحات کا سیلاب بدستور جاری رہا،

ہندوستان مین اسلام کی آمد کا تیسرا مشہور راستہ درۂ خیبر کا ہے، جدھر سے وہ پیدایش سے چار سو برس کے بعد محمود غزنوی کی تیغ خارا شگاف کے سایہ مین داخل ہوا،

ہمارے آریہ دوستون کو یہ غلط فہمی ہے، کہ ہندوستان مذہبی حیثیت سے پہلے بھی ویسا ہی تھا، جیسا آج ایک زمانہ سے وہ نظر آتا ہے، کہ ویدک دھرم نام ایک برہمنی مذہب کو ہر باشندۂ ہند کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے، عرب مین اسلام کی پیدایش اور ہندوستان مین بودھ مذہب

کا زوال ساتھ شروع ہوا، تاہم اس کو مٹتے مٹتے بھی ایک زمانہ لگ گیا، عرب مسلمان جب ملیبار، سیلون، سندھ، گجرات اور کوکن وغیرہ مین آئے ہین، تو انکا مقابلہ ویدک دھرم کے ہندؤن سے نہ تھا، بلکہ بودھ مت اور جین مت کے پیرؤن سے تھا، اس وقت ترکستان سے کابل تک اور پنجاب و کشمیر سے سندھ تک بودھ مت اور گجرات وغیرہ ادھر کے ساحلی علاقون مین جین مت غالب تھا،[1] اور ملیبار اور مدراس کے اطراف مین بھی ویدک دھرم یا برہمنی مذہب کے پیرو لوگ نہ تھے، بلکہ زیادہ تر ہندوستان کے پرانے باشندے تھے جنکو درۂ خیبر سے آنے والے مغرور برہمنون نے ہندوستان سے نکال دیا تھا یا وہ خود ان سے بھاگ کر دور دست علاقون مین چلے گئے تھے،

ہندوستان کے حدود مین اسلام کا پہلا قدم جنوبی ہند مین پڑا، بیان کیا جاتا ہے کہ ملیبار کے راجہ نے شق القمر کا معجزہ اپنی آنکھون سے دیکھا، یعنی ایک رات اس کو چاند شق ہوکر دکھائی دیا، اس نے ادھر ادھر لوگون کو تحقیق حال کے لیے بھیجا، بالآخر معلوم ہوا کہ عرب دیس مین ایک پیغمبر پیدا ہوا ہے اور اس نے یہ معجزہ دکھایا ہے، راجہ یہ سنکر مسلمان ہوگیا، اور عرب چلا گیا، ایک روایت مین ہے کہ وہ خود آنحضرتؐ کے زمانہ مین پہنچا، دوسری روایت مین ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت مین پہنچا اور بالآخر یمن مین اس نے انتقال کیا اور وہین مدفون ہوا،

ملیبار اور اس کے اطراف مین جو پرانی قوم آباد ہے، اس کو **نایر** کہتے ہین، یہ عام ہندؤن سے بالکل مختلف ہین، اور ان مین قدیم وحشت اور بربریت کے بہت سے اثرات پائے جاتے ہین، اور ان مین کوئی صحیح اور بانظام مذہب ایسا نہ تھا جو اسلام کا مقابلہ کرسکتا، ان کو عام برہمن نہایت ذلیل سمجھتے ہین، اور ان سے چھوت کرتے ہین، تاریخ تحفۃ المجاہدین مین ہے کہ اگر کوئی اونچی ذات

---

[1] اس بیان کی تصدیق کے لیے، دیکھو الیٹ کی تاریخ ہند جلد اول صفحہ ۴۰۵ سے ۵۰۰ تک، الیٹ نے عرب سیاحون اور جغرافیہ نویسون کے بیانات کے ساتھ چینی سیاحون کے بیانات اور دوسرے دلائل یکجا کردئے ہین،

کا ہندوان سے چھو جائے تو جب تک وہ غسل نہ کرے کھا نہین سکتا، اگر کھالے تو سردار اس کو اپنی برادری سے نکال کر انھین نیچ ذاتون کے ہاتھ بیچ دیتا تھا اور اسکی بقیہ عمر غلامی مین گذرتی تھی، یا وہ بھاگ کر دوسری جگہ چلا جاتا تھا، ایک کنوئین سے دوسرا پانی نہین پی سکتا تھا، پاس بیٹھ نہین سکتا تھا، آج بھی ان اطراف مین بالکل یہی حالت ہے، اور آپ روز سنتے ہین کہ مدراس مین برہمن اور نان برہمن کی لڑائیان برابر جاری ہین،

اسی طرح یہان کی عورتون پر یہ ظلم ہے کہ وہ بیک وقت چند شوہرون کی تابعدار ہین، اور ہرایک کی خوشدلی اُن کا فرض ہے، اس افسوسناک واقعہ کا امیرخسرو نے ایک شعر مین ذکر کیا ہے، میر جمال الدین حسین انجو نے اپنے لغت مین لفظ ملیبار کے تحت مین ان کے اس رسم کو بیان کیا ہے[۱]، غیر قومون مین شادی کرنے سے بھی ان کو چندان باک نہ تھا،

الغرض جب مسلمان تاجر ادھر آئے تو ان مظلوم فرقون کو اچھا خاصہ ایک امن کا سایہ ہاتھ آیا، مسلمان تاجرون نے انکو نوکر رکھا، ان سے تعلقات بڑھائے، ان کی عورتون سے شادیان کین، نیچ قوم کے لوگ اور نیز ذات سے خارج لوگون نے بھاگ بھاگ اسلام کے دامن امن مین پناہ لینی شروع کی، اور یہی لوگ جب مسلمان ہو کر دوسرے مسلمانون کے برابر حقوق حاصل کر لیتے تھے، تو دوسرے ہندو بھی اونکی عزت مین کمی نہین کرتے تھے، یہ دیکھکر یہان کی ادنی قومون کو اور بھی اسلام کی طرف رغبت ہوئی،

یہی حال اس ملک کا آج بھی ہے، اگر ان اطراف مین دفعتہً پرتگیز نہ پہنچ گئے ہوتے تو یہ پورا علاقہ دائرۂ اسلام مین آگیا ہوتا، لیکن پرتگیزون نے یہان آکر ادر دریا سے عربون کی تجارت کا راستہ روک کر ان کو تباہ کر دیا، اور آبادی کے مسلمانون کو عرب و مصر سے اپنے تعلقات کے توڑ دینے پر مجبور

---

[۱] فرشتہ جلد دوم ص ۳۷۰، نولکشور

کردیا، بالآخر عیسائیون نے غلبہ پایا اور اوس وقت سے ان مقامات مین اسلام کی جگہ عیسائیت نے لی ہے، چنانچہ تمام صوبون سے زیادہ وہان عیسائیت کو فروغ ہے، اور روز بروز وہان صلیب پرستون کی تعداد بڑھتی جاتی ہے، اور ٹراونکور اور کوچین کے علاقون کے لوگ تو گویا پورے کے پورے عیسائی ہوگئے ہین،

ذیل مین ہم تحفتہ المجاہدین (جو علاقہ ملیبار کی تنہا تاریخ ہے) کے چند اقتباسات پیش کرتے ہین، جن سے حقیقت حال ظاہر ہو گی،

"ہندوستان کے مغربی ساحل کے بندرگاہون مین مختلف ملکون سے تاجر بکثرت آتے ہین، اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نئے شہر آباد ہوگئے ہین، اور مسلمانون کی تجارت سے ان مین آبادی بڑھ گئی ہے، اور مکانات کثرت سے بن گئے ہین، یہان کے سردار اور راجہ مسلمانون پر سختیان کرنے سے پرہیز کرتے ہین، باوجودیکہ یہ سردار اور انکی سپاہ بت پرست ہے، مگر وہ مسلمانون کے مذہب اور ان کے شعائر کا بہت کچھ پاس و لحاظ کرتے ہین؛ .... بت پرستون اور مسلمانون کے اس اتحاد سے اس لیے اور تعجب پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانونکی تعداد کل آبادی کا دسوان حصہ بھی نہین"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عہد مین ان تاجرون کی مدد سے اس علاقہ کی آبادی کا کتنا حصہ اسلام کا حلقہ بگوش ہو چکا تھا،

"بحیثیت مجموعی ملیبار کے ہندو راجاؤن کا برتاؤ مسلمانون کے ساتھ عزت اور مہربانی کا ہے، کیونکہ ان کے ملک مین زیادہ شہرون کا آباد ہوجانا انھین مسلمان تاجرونکی بود و باش کا نتیجہ ہے"

اس اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اطراف کے ہندو راجا کیون عرب تاجرونکی اس قدر عزت کرتے تھے، اور ان کے کاروبار مین کوئی دخل نہین دیتے تھے،

"نائر قوم کے لوگ اپنے ایسے ہم قومون سے جو بت پرستی چھوڑکر مسلمان ہو جاتے ہین،

مزاحمت نہین کرتے اور نہ انکو دھمکیان دیکر ڈراتے ہین، بلکہ وہ ان کے ساتھ ایسی ہی عزت

کا برتاؤ کرتے ہین جیسے اور مسلمانون کے ساتھ، خواہ وہ نومسلم کیسی ہی نیچ ذات سے مسلمان ہوا ہو[1]

اس اقتباس نے اس راز کا پورا پردہ کھول دیا، کہ ان نیچ ذات کے لوگون کے اسلام

لانے کا سبب کیا تھا،

عرب جغرافیہ نویسون اور سیاحون نے ہندوستان کے جن حصون کا حال لکھا ہے وہ وہی

ہین جو عرب تاجرون کے بحری گذرگاہ تھے، وہ خلیج فارس کے بندرگاہون سے جن مین مشہور سیراف اور

بصرہ ہے، سندھ آتے تھے، اور یہان سے سمندر کے کنارہ کنارہ کوکن اور گجرات کے سواحل سے گذر کر

مدراس کے سواحل پر پہنچتے تھے، اور یہان سے لنگر اٹھا کر مشرقی بنگال اور آسام کو عبور کرکے چین کی

راہ لیتے تھے، راستہ مین مالدیپ، سیلون، جاوا، سماٹرا، سنگاپور اور دوسرے جزائر کی طرف بھی نکل جاتے تھے،

چنانچہ ان کے یہی تجارتی رہگذر انکی اشاعت اسلام کی کوششون کے مرکز تھے،

سواحل ہند پر سندھ سے لیکر حدود چین تک وہ متعدد ہندو راجاؤن اور سلطنتون کے نام

گناتے ہین، مگر یہ نام کچھ تو ان قدیم سلطنتون اور شہرون کے معدوم یا گمنام ہو جانے سے، کچھ عربی

مین تلفظ بدل کر، کچھ کتابون کے ناسخون اور کاتبون کے ہاتھون سے کچھ سے کچھ ہو کر بالکل غیر معروف

ہو گئے ہین، ان سلطنتون یا ملکون مین سے چند مشہور نام یہ ہین، جنکو تمام جغرافیہ دانون اور سیاحون

نے بالاتفاق نقل کیا ہے،

سلطنت **بلہرا**، **جرز**، **طافن**، **کشبین**، اور **رہمی**، ان کے علاوہ مانڈ

---

[1] تحفۃ المجاہدین کا نسخہ میرے سامنے نہین، کچھ تو فرشتہ نے ملیبار کی تاریخ مین نقل کیا ہے، مگر یہ اقتباسات ڈاکٹر آرنلڈ کی کتاب دعوت اسلام کے صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۳ سے یہان نقل کیے گئے ہین،

اور موگا وغیرہ کے علاقے آتے ہین، ہندوستان کے مستشرق مورخین مثلاً الیٹ، ٹاڈ، ریناؤ وغیرہ نے ان نامون کی اصل نکالنے مین بڑی دیدہ ریزی کی ہے، اونکی تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ **بلہرا** کی اصل بلبھ رائے ہے جو مالوہ کے حکمران خاندان کا نام تھا، عربون نے بھی اس کو شاہی لقب ہی بتایا ہے، **جُزر** تو ظاہر ہے کہ گجر یعنی گجرات ہے۔ **طافن** کی نسبت ان خصوصیات کی بناپر جو عربون نے بیان کئے ہین، ریناؤ کی رائے ہے کہ وہ اورنگ آباد دکن ہے، لیکن طافن کا حل وہ نہین کرسکا، میری رائے ہے کہ طافن نہین یہ لفظ طاقن ہے، چنانچہ اس کا املا طاکن بھی ریناؤ نے پایا ہے، اور طاقن اور طاکن، داکھن یا دکن یا دکھن کی خرابی ہے، کش ہین کو ٹاڈ کچھ بھوج (عربی مین چ، ش سے بدل جاتی ہے) اور ریناؤ میسور بتاتا ہے اور رہمی راج کو مشرقی بنگال قرار دیتا ہے[1]،

عربون نے سب سے زیادہ بلہرا یا بلبھ رائے کی سلطنت کا ذکر کیا ہے اور اس کے دارالسلطنت کا نام وہ مانکیر (مانگیر یا مہانگیر) بتاتے ہین اور کمکم نام ایک علاقہ بھی وہ اس مین شامل کرتے ہین، کمکم غالباً کوکن ہے، سب سے پہلا عرب سیاح جسکا سفرنامہ زمانہ کے دست برد سے محفوظ ہے، وہ عراق کے تاجر سلیمان سیرافی کا ہے، اس نے اپنا سفرنامہ تیسری صدی ہجری (آٹھوین صدی عیسوی) کے شروع مین لکھا تھا، فرانسیسی مستشرق ریناؤ REINAUD نے اس کو مع فرنچ ترجمہ اور حواشی کے ۱۸۴۵ء مین سلسلۃ التواریخ کے نام سے شائع کیا ہے،

اُس نے اپنا سفر انھین راستون سے کیا ہے، جنکا ذکر ابھی اوپر گذرا، وہ بیان کرتا ہے کہ ہندوستان اور چین کے لوگ بلا اختلاف یہ یقین رکھتے ہین کہ دنیا مین چار بادشاہ سب سے بڑے ہین، سب سے بڑا وہ **عرب** کے بادشاہ (خلیفۂ بغداد) کو سمجھتے ہین، کہ وہ سب سے دولتمند، سب سے زیادہ باجاہ و جلال ہے اور وہ سب سے بڑے **مذہب** کا بادشاہ ہے، جس سے بڑی کوئی چیز نہین، اس کے بعد

[1] دیکھو الیٹ جلد اول کے تاریخی اور جغرافی ضمیمے، ان نامونکی تصحیح اور تحقیق ایک دلچسپ موضوع ہے لیکن اس کیلئے اور موقع ہے،

خاقان چین، بعد ازین قیصر روم، پھر راجہ بلہرا، سوراخ کیے ہوئے کانون[1] والے آدمیون کا بادشاہ، راجہ بلہرا تمام ہندو راجاؤن سے زیادہ معزز ہے، اور گو ہندوستان کا ہر راجہ اپنی سلطنت مین مستقل ہے، مگر اسکی بزرگی کو سب تسلیم کرتے ہین، بلہرا کے راجاؤن کی عمرین بڑی ہوتی ہین، بلہرا کی رعایا کا یہ عقیدہ ہے کہ "ہمارے راجاؤن کی عمرین اس لیے بڑی ہوتی ہین کہ وہ عربون (مسلمانون) سے محبت رکھتے ہین.. تمام راجاؤن مین راجہ بلہرا سے زیادہ عربون (مسلمانون) سے زیادہ محبت رکھنے والا کوئی دوسرا نہین، اور اسی طرح اوسکی رعایا بھی محبت[2] رکھتی ہے"؛

کیا یہ سمجھا جائے کہ کوکن مین مسلمانونکی زیادہ بود و باش اور اسلام کی اشاعت بلہرا کے راجاؤن کی اسی بے تعصبی کا نتیجہ ہے؟ گجرات کے راجہ کی نسبت اوسکا بیان ہے کہ "وہ عربون (مسلمانون) کا دشمن ہے، با این ہمہ وہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ عرب کا بادشاہ (خلیفۂ بغداد) دنیا مین سب سے بڑا بادشاہ ہے، اور ہندو راجاؤن مین اس سے زیادہ اسلام کا کوئی دشمن نہین[3]" اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ "طاقن (یا دکمن) کا راجہ بھی عربون (مسلمانون) سے، راجہ بلہرا ہی کی طرح محبت رکھتا ہے[4]"؛

"چین والے داڑھی نہین رکھتے، اور وہ قدرۃً بھی اس سے محروم ہین، لیکن ہندؤنکی لمبی لمبی داڑھیان ہوتی ہین، مونچھین بھی نہین ترشواتے[5]...... چین اور ہندوستان کے لوگون کا یہ عقیدہ ہے، کہ کہ بدھ (بدھ) کے مجسّمے اور بت (بت کی اصلیت بھی بدھ یعنی بودھ ہے) ان سے باتین کرتے ہین، حالانکہ باتین ان کے پجاری کرتے ہین[5]" اور ان دونون ملکون کے لوگ جانور کو قتل کر کے کھاتے ہین، اہل چین مین خود اپنا کوئی مذہب نہین ہے، ان کا مذہب ہندوستان سے آیا ہے، اور وہ بیان کرتے ہین کہ ہندوستان ہی نے یہ بدھ کے مجسّمے ان کے لیے بنائے ہین، اور ہندو ہی اصل مذہب والے ہین،

[1] معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین ادھر کے لوگ کانون مین بالا پہنتے تھے۔ [2] سفرنامۂ سلیمان تاجر مطبوعہ پیرس ۱۸۱۱ء صفحہ ۲۶، ۲۷، [3] سفرنامہ مذکور صفحہ ۲۸، [4] ایضاً صفحہ ۲۹، [5] ایضاً صفحہ ۵۰، [6] ایضاً صفحہ ۵۵،

اور یہ دونون قومین تناسخ کی قائل ہین، صرف مذہب کی فروعی باتون مین انکا اختلاف ہے"......

اور جہان تک علم ہے ان دونون قومون کے لوگون مین کوئی مسلمان نہین ہے، اور نہ کوئی عربی بولتا ہے[1]

اس اقتباس سے یہ ثابت ہوتا ہے جیسا کہ مین نے پہلے کہا ہے کہ اسلام کا مقابلہ برہمنی دھرم سے نہین، لیکن بدھ مت سے تھا، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک ہندوستان کے جن علاقون سے وہ گذرا ہے وہان کوئی نومسلم ہندو اُسکو نہین ملا ہے، البتہ عرب تاجرون کی نوآبادیان اس کو ملتی جاتی ہین، جیسے دکھن اور کوکن کے علاقون مین،

عرب تاجرون اور سیاحون نے جزائر ہند مین سے "دیبجات" یعنی دیپ کے جزیرون کا جن سے ان کی مراد سرندیپ، سنگلدیپ اور مالدیپ ہین، بہت ذکر کیا ہے، خصوصاً سرندیپ (سیلون) جہان ایک پہاڑ پر ان کے اعتقاد کے مطابق حضرت آدم اور حوّا کے نقش قدم ہین، لوگ جو ادھر سے گذرتے تھے انکی زیارت کو جاتے تھے، سلیمان تاجر نے ان جزائر کے اثنائے ذکر مین کسی مسلمان آبادی کا ذکر نہین کیا ہے لیکن سلیمان کے بعد اس کے سفرنامہ کا ایک اور عرب تاجر ابوزید سیرافی نے تتمہ لکھا ہے، جو تیسری صدی ہجری کے وسط مین غالبًا لکھا گیا ہے، اس مین سرندیپ کے بیان مین یہ پوری تصریح ہے کہ عرب تاجرون نے یہان آباد ہونا شروع کر دیا ہے[2]،

تیسری صدی کے آخر اور چوتھی صدی کے شروع مین بزرگ بن شہریار ایک ایرانی مسلمان جہازران نے سالہا سال کے بحری سفرون کے بعد خود اپنے چشم دید اور دوسرے جہازرانون سے سُنے ہوئے واقعات **عجائب الہند** کے نام سے قلمبند کیے ہین، اور مطبع بریل لیڈن نے اُس کو چھاپا ہے، اس کتاب مین جابجا مسلمانونکی نوآبادیون کے تذکرے ملتے ہین، ایک ہندو جہازران کا حال ملتا ہے، جو مسلم تھا، اور اسی جہازرانی سے اس نے بڑی دولت کمائی تھی، اُس نے حج کیا تھا[3]، اتنے

---

[1] سفرنامہ مذکور صفحہ ۵۰ [2] ایضاً ۵۰ [3] تتمہ سفرنامہ مذکور صفحہ ۱۲۱ [4] عجائب الہند صفحہ ۱۹،

زمانہ مین زیمور یعنی ملیبار و کالی کٹ کے راجہ کے ملک مین مسلمانون کی اتنی بڑی تعداد ہوگئی تھی کہ ان کے لیے ایک مسلمان قاضی جسکو "ہنرمند" کہتے تھے، راجہ کی طرف سے منتخب[1] کیا جاتا تھا، جاوا مین بھی ہم کو اس عہد مین مسلمان تاجر ملتے ہین، اور اس طرح کہ وہان کے راجہ کے دربار مین مسلمان درباری رسوم و آداب سے معاف کیے جاتے ہین[2]، منگاپور کے راجہ کے دربار مین بھی مسلمان ملتے ہین[3] بمبئی کے قریب بھی مسلمان ملتے ہین[4] مانکیر کے علاقہ مین ایک مسلمان کو ایک درخت ملا ہے جس کے پتون پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے[5]، پتون پر لکھا ہو یا نہ ہو مگر اس سے دلون پر کلمہ طیبہ کا آغاز نقش تو ثابت ہوتا ہے، انڈمان کے جزیرہ مین حضرت سلیمان کا مقبرہ دکھائی دیتا ہے[6]،

عجائب الہند کی روایت کے مطابق تو ہندوستان کے جزیرون مین سے سب سے پہلے سرندیپ مین اسلام کا نور چمکا، عرب جغرافیہ نویسون نے اس جزیرہ کے لوگون کے جو مذہبی حالات لکھے ہین، ان سے یہ قطعاً ثابت ہوتا ہے کہ یہان کے باشندے بودھ مت کے پیرو تھے، بزرگ بن شہریار لکھتا ہے، کہ ہندوستان کے پجاریون، عابدون اور زاہدون (یعنی جوگیون اور بھکشوؤن) کی کئی قسمین ہین، ان مین سے ایک بیکور (بیکوڈا) ہین اور انکی اصل سرندیپ سے ہے، اور یہ مسلمانون سے بہت محبت رکھتے ہین، اور انکی طرف ان کا میلان بہت ہے، اور گرمی مین یہ ننگے رہتے ہین صرف چند انگل کی دھجی کمر مین باندھتے ہین، اور جاڑون مین چٹائی اوڑھتے ہین، دوسرے وہ ہین جو کپڑے پہنتے ہین، ان کے یہ کپڑے مختلف رنگ برنگ کے ٹکڑون کو سیکر بنائے جاتے ہین، اور اس سے انکا مقصود اپنا امتیاز اور شہرت ہے، اور بدن پر مردون کی ہڈیان جلا کر اسکی راکھ ملتے ہین، اور سر اور داڑھی کے بال منڈاتے ہین، لیکن بدن کے اور حصون کے بال ویسے ہی چھوڑ دیتے ہین، اور گلے مین کسی مردہ کی کھوپڑی لٹکائے رہتے ہین اور غیرت اور تواضع کے لیے اسی مین کھاتے اور پیتے ہین،

[1] عجائب الہند صفحہ ۱۴۳، [2] ایضاً صفحہ ۱۵۴، [3] ایضاً صفحہ ۱۵۰، [4] ایضاً صفحہ ۱۵۲، [5] ایضاً صفحہ ۱۰۰، [6] ایضاً صفحہ ۱۴۲،

"اہل سرندیپ کو جب آنحضرت صلعم کی بعثت کا حال (غالباً عرب تاجرونکی زبانی) معلوم ہوا
تو انھون نے اپنا ایک ہشیار آدمی تحقیق کی غرض سے عرب روانہ کیا، جب وہ وہان پہنچا تو حضرت عمر
کی خلافت کا زمانہ تھا، حضرت عمر نے اوسکو آنحضرت صلعم کا حال بتایا، اور باتین بتائین، وہ لوٹ کر آیا،
تو مکران (قریب بلوچستان) مین اوسکا انتقال ہوگیا، اس کے ساتھ اوسکا رفیق سفر غلام تھا، وہ صحیح
سلامت سرندیپ پہنچا، اور وہان کے لوگون کو سب حال سنایا، آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر کی جو
کیفیت سنی تھی وہ بتائی، اور حضرت عمر کے واقعات ان کو سنائے اور منجملہ ان کے یہ بھی کہا کہ وہ بھی پیوند
لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہین، مسجد مین سوتے ہین، اور نہایت خاکسارا زندگی بسر کرتے ہین، اب یہ لوگ
مسلمانون کے ساتھ جو یہ تواضع اور محبت کرتے اور یہ میلان خاطر رکھتے ہین، وہ اسی سبب سے ہے[1]،

اس تفصیل سے ظاہر ہوگا، کہ بدھ مت کے پیروون کو اسلام کے ساتھ ایک خاص مناسبت
پیدا ہوگئی تھی، اور جس چیز کو وہ تلاش کرتے تھے وہ انکو اس مذہب مین ملتی تھی،

اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ عرب تاجرون کے ساتھ درویشون کی کوششین بھی شامل ہوگئی تھین،
چنانچہ اونکی کوشش سے سراندیپ کے بعد اسلام کا نور ملیبار کے علاقہ مین چمکتا نظر آتا ہے، تاریخ فرشتہ
مین تحفۃ المجاہدین کے حوالہ سے یہ قصہ منقول ہے کہ ہجرت کی دو صدیان گذر چکی تھین، ہر مذہب کے
تاجرون اور سوداگرون کا یہان گذر تھا، کہ عرب و عجم کے چند مسلمان فقرار کا گذر ہوا، جو سرندیپ
حضرت آدم و حوّا کی قدمگاہ کی زیارت کو جارہے تھے، باد مخالف کی جھپٹ سے وہ ملیبار کے ساحل
پر پہنچ گئے، شہر کدانگلور (گرانگانور) مین جاکر وہ اترے، وہان کا راجہ جسکو سامری (زیمور)
کہتے ہین وہ نہایت عقلمند تھا، وہ ان بزرگون کی صحبت سے مستفید ہوا، اور ہر قسم کی گفتگو درمیان
مین آئی، منجملہ ان کے مذہب کی بحث بھی آئی، ان درویشون نے اپنا مذہب اسلام بتایا، زیمور نے

[1] عجائب الہند، مطبوعہ لیڈن صفحہ ۱۵۶-۱۵۷،

نے کہا کہ ہمارے ملک مین جو یہود و نصاریٰ اور ہنود ہین جو تمھارے مذہب کے مخالف ہین، اور دنیا کی
سیاحت کیے ہوئے ہین، ان سے سنا ہے کہ عرب و عجم اور ترکون کے ملکون مین یہ مذہب پوری طرح پھیلا ہوا
ہے لیکن اب تک مجکو مسلمانون کی صحبت نہین ملی ہے، اپنے پیغمبر کا کچھ احوال بیان کرو، ایک درویش نے
جو علم و صلاح سے آراستہ تھا، تقریر شروع کی، اور آپ کے معجزات کو اس خوبی سے بیان کیا کہ راجہ
متاثر ہوگیا، اور کلمۂ طیبہ ادا کر کے مسلمان ہوگیا، لیکن اپنے مذہب کو مخفی رکھا، اور مسلمانون کو بھی تاکید
کی کہ وہ اس راز کو فاش نہ کرین، اور یہ درخواست کی کہ سرندیپ سے واپسی مین پھر ادھر ہی سے
تشریف لیجائے، واپسی مین راجہ بھی حیلہ سے درویشون کے ساتھ چھپ کر روانہ ہوگیا، اور ملک
کو اپنے وزیرون کے سپرد کر گیا، راجہ عرب پہنچکر مرگیا، اور مرتے وقت وصیت کی کہ چونکہ ہم
سب کا مقصود ملیبار مین دین اسلام کی اشاعت ہے، اس لیے بہتر ہے کہ آپ لوگ تجارت
اور بیوپار کے ذریعہ سے وہان آمد و رفت کیجیے، اور وہان قیام کیجیے مکانات بنائے، تاکہ لوگ دین
محمدی کی طرف رجوع کرین، اس کے بعد اس نے اپنے مہری خطوط اپنی زبان مین لکھکر حوالہ
کیے کہ ملیبار جاکر وہان کے حاکمون کو دکھائے چنانچہ یہ لوگ ملیبار واپس آئے یہان کا حاکم خط
دیکھکر مہربان ہوا اور یہان اسلام کی اشاعت کی، پہلے کدنگلور (کرانگانور) مین مسجد بنائی، پھر کولم
مین مسجد بنی، پھر ہوبائی سوراوی گندارید (؟) چالیت (کالی کٹ ؟) باگنو، منگلور اور کانجر کوٹ مین
مسجدین بنائین، اور یہان مسلمانون کی عزت ہونے لگی[1]،

تیسری صدی کے آخر اور چوتھی صدی کے شروع مین مشہور مؤرخ اور سیاح **مسعودی**
بغداد سے ہندوستان آیا تھا[2]، وہ ہندوستان کے جنوبی ساحلی شہرون مین کھمبایت، تھانہ، گجرات

[1] تاریخ فرشتہ بحوالہ التحفۃ المجاہدین جلد ۲ صفحہ ۳۷۰ نولکشور [2] مروج الذہب مسعودی، جلد اول
صفحہ ۳۷۶، طبع پیرس،

طاقن یا دکھن، راجہ بلہرا یا بلبھہ رائے کی سلطنت اور اس کے دار السلطنت مانگیر، اور زمیور زمین لار (یا ملیبار) کے راجہ کا ذکر کرتا ہے، مسلمانون کی محبت وعداوت کی حیثیت سے وہ ہندو راجاؤن کی نسبت وہی خیالات کسی قدر اضافہ کے ساتھ بیان کرتا ہے جنکو سلیمان تاجر اپنے سفرنامہ مین اس سے ساٹھ پینسٹھ برس پیشتر ظاہر کرچکا تھا، اس عرصہ مین ان علاقون مین اسلام بہت کچھ آگے بڑھ گیا تھا،

مسعودی کی شہادت ہے کہ "سندھ اور ہند کے تمام راجاؤن مین سے راجہ بلہرا کے راج کی طرح اور کسی راج مین مسلمانون کی اتنی عزت نہین، **اسلام** اس راجہ کی حکومت مین معزز اور محفوظ ہے، اور ان کے ملک مین مسلمانون کی مسجدین اور جامع مسجدین بنی ہوئی ہین، جو آباد ہین، یہان کے بادشاہ چالیس چالیس اور پچاس پچاس برس حکومت کرتے ہین، یہان کے لوگون کا اعتقاد ہے کہ ہمارے راجاؤن کی عمرین اسی عدل اور مسلمانون کی عزت کرنے کی وجہ سے زیادہ ہوتی ہین[1]، گجرات کا راجہ مسلمانون سے اب تک وہی نفرت رکھتا ہے، دکھن کے راج مین مسلمانونکی عزت ویسی ہی ہے اور راجہ صلح پسند ہے[2]"،

مسعودی ۳۰۴ھ مین زمیور کے ملک مین اپنا آنا بیان کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ "یہان خالص اور مخلوط النسل مسلمانون کی جنکو یہان بیسر کہتے ہین، دس ہزار کی آبادی ہے، یہ سیراف، عمان، بصرہ اور بغداد اور دوسرے شہرون کے وہ لوگ ہین جو یہان آباد ہوگئے ہین، اور یہین انھون نے شادی بیاہ کر لیا ہے، اور یہین سکونت اختیار کر لی ہے، اور ان مین بعض نامی تاجر ہین، جیسے موسیٰ بن اسحق، اور آجکل یہان مسلمانون کا رئیس (ہنرمند) ابو سعید معروف بن زکریا ہے، اور بیسر وہ مسلمان کہلاتے ہین جو ہندوستان مین پیدا ہوئے ہین[3]"

اس اقتباس سے ظاہر ہوگا کہ مسلمانون کی تعداد عہد بعہد ترقی کرتی جاتی ہے، اور انکی

---

[1] مروج الذہب مسعودی، جلد اول صفحہ ۳۸۲ [2] ایضاً صفحہ ۳۸۳ [3] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۸۵-۸۶

ترقی کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ انھون نے اسی ملک کے لوگون مین شادی بیاہ شروع کر دیا ہے،

ابن سعید مغربی پانچوین صدی مین ملک مراکش مین بیٹھکر جغرافیہ فلکی کی ایک کتاب ترتیب دیتا ہے، اس کے بیچ بیچ مین کہین کہین جنوبی ہندوستان کے شہرون کے نام لیتا ہے، اور ان شہرون کی اسلامی آبادیون کی طرف اشارہ کرتا ہے، یہ وہ زمانہ ہے جب مسلمان گو پنجاب مین داخل ہوگئے ہین، لیکن بقیہ ہندوستان اب تک ان کے حملون سے سرتاسر محفوظ ہے، تاہم ابن سعید مغربی کہتا ہے کہ "**تھانہ** گجرات کا آخری شہر ہے اور ہندوستان کے اس ساحل پر سب کفار آباد ہین، جو بتون کو پوجتے ہین، لیکن وہ اپنے ساتھ مسلمانون کو بھی بساتے ہین، کھمبائت (گجرات) کے متعلق ابن سعید لکھتا ہے کہ "وہ ہندوستان کے ساحلی شہرون مین سے ہے، جہان تاجر جایا کرتے ہین، اور وہان مسلمان آباد ہین[۱]، **کولم** (مدراس) کے متعلق بیان کرتا ہے کہ، کولم مسالون والے ملک کا آخری شہر ہے، سمندر کے کنارہ واقع ہے، یہان مسلمانون کا ایک محلہ ہے اور انکی ایک جامع مسجد بھی ہے[۲]"،

اس بیان سے کم وبیش سوا سو برس کے بعد ابن **بطوطہ** ہندوستان آتا ہے، اور محمد تغلق سلطان دہلی کی طرف سے سفیر ہوکر، چین روانہ ہوتا ہے، وہ دہلی سے دولت آباد (دکن) ہوکر کرناٹک (معبر) کی راہ سے ملیبار، کولم اور کالی کٹ پہنچتا ہے، جہان سے اس زمانہ مین جہازات چین کو روانہ ہوا کرتے تھے، جہاز تباہ ہوتا ہے اور ابن بطوطہ واپس آکر جزائر مالدیپ، سرندیپ (سیلون) اور جاوہ وغیرہ کی سیر کرتا ہے اور پھر ملیبار آکر خشکی سے کنارہ کنارہ بنگال سے آسام ہوکر چین چلا جاتا ہے،

ابن بطوطہ ان تمام راستون مین جہان جہان مسلمانون کی آبادیان ملتی ہین یا مسلمان فرما

---

[۱] تقویم البلدان ابو الفدا صفحہ ۵۹ مطبوعہ پیرس ۱۸۴۰ء [۲] ایضاً صفحہ ۳۵۰، [۳] ایضاً صفحہ ۳۶۱،

سے ملاقاتین ہوتی ہین، ان سب کا تذکرہ کرتا ہے، لیکن اب یہ صاف نظر آتا ہے کہ مسلمان تاجرون کے ساتھ ساتھ مسلمان صوفیہ اور فقرار کے دستے بھی ملتے جاتے ہین، اور چونکہ ان فقرار کی ظاہری حالت ہندو جوگیون اور بدھ بھکشوون سے ملتی جلتی معلوم ہوتی ہے، اس لیے عوام مین ان کے ساتھ گرویدگی اور عقیدت نمایان ہے، اور اس کا اثر اسلام کی اشاعت پر جو کچھ پڑ سکتا تھا، وہ ظاہر ہے،

اس وقت سلطان دہلی کی حکومت اگرچہ گجرات، کرناٹک اور دکھن تک پہنچ چکی تھی، تاہم ابھی ساحلی علاقون مین اثر بہت کم تھا، اور ان جنوبی صوبون مین ہندو امرار بدستور فرمان روا تھے، کبھی کبھی جب وہ مجبور ہوتے تھے تو سالانہ خراج ادا کر دیتے تھے، مگر عرب تاجر اور عجمی صوفیہ برابر اپنے کاروبار مین لگے تھے، ابن بطوطہ دولت آباد اور ساگر ہو کر کھمبائت پہنچتا ہے، گو یہ بندرگاہ سلطنت دہلی سے اب ملحق پاتا ہے، مگر یہان کی تمام تجارت، کاروبار، اور اثر و استیلار، تاجرون اور جہاز رانون کے ہاتھ مین نظر آتا ہے، ایک نومسلم ہندو الیاس نامی ناخدا ہے، مسلمانون کی ہر طرف کثرت ہے، تاجرون کی بنائی ہوئی مسجدین اور صوفیہ کی خانقاہین آباد ہین، کہتا ہے، کہ "عمارات اور مساجد کی حیثیت سے یہ بہترین شہر ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ یہان کے اکثر باشندے دوسرے ملکون کے تاجر ہین، تو وہ ہمیشہ عمدہ مکانات اور خوبصورت مسجدین بناتے رہتے ہین، اور اس مین باہم مسابقت کرتے ہین، عالی شان عمارتون مین سے شریف سامری کا محل ہے، اس کے پہلو مین عظیم الشان مسجد ہے، اور ملک التجار گازرونی کا مکان ہے اور اس کے پہلو مین بھی مسجد ہے .... شہر مین حاجی ناصر دیار بکری صوفی کی خانقاہ ہے، دوسری خواجہ اسحٰق کی ہے، جہان لنگر قائم ہے"[1]

اس شہر مین اسلام کی آبادی اور ترقی کے اس معیار کو دیکھو جو اب اس سوا سو برس مین اس کو حاصل ہوگئی، اب ہندو نومسلم بھی جہاز ران بن کر وہی اعزاز و دولت حاصل کر رہے ہین، خانقاہین

---

[1] ابن بطوطہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۸، و ۱۲۹ مطبوعہ مطبعۂ خیریہ مصر،

آباد ہین، اور لنگر خانے جاری ہین، ابن بطوطہ کھمبایت کے بعد کاوی اور گندھار پہنچتا ہے، جہان ایک ہندو راجہ جالنسی حکمران ہے، تاہم مسلمان یہان آباد ہین، اور بعض راجہ کے دربار مین داخل ہین، یہان کا ناخدا ابراہیم چھ جہاز و نکا مالک ہے، یہان ہمارا مسافر جاگر نامی جہاز پر سوار ہوتا ہے، فوقہ (یا گوگا) نام شہر مین داخل ہوتا ہے، یہان کا راجہ دنگول ہندو ہے، تاہم یہان مسلمان ملتے ہین، ایک مسجد ہے جو حضرت خضر کی طرف منسوب ہے، اور حیدری فقرا کی ایک جماعت مع اپنے شیخ کے یہان گوشہ نشین ہے، یہان سے سنگاپور پہنچتا ہے، دیکھتا ہے کہ یہان ہندو راجہ ہریب کی ماتحتی مین ایک اسلامی ریاست سلطان جمال الدین ہنوری کی قائم ہے، مسلمانون کا آباد کردہ شہر رونق پذیر ہے، اور عظیم الشان جامع مسجد ہے، جو بغدادی مسجدون کا مقابلہ کر رہی ہے یہ ناخدا حسن کی بنوائی ہوئی تھی، اور سلطان جمال الدین ہنوری اسی ناخدا کا بیٹا تھا،

جزیرہ کے پاس ایک چھوٹا جزیرہ اور ہے، ہمارا سیاح جب وہان قدم رکھتا ہے تو دیکھتا ہے کہ ایک بتخانہ کی دیوار سے ٹیک لگائے، ایک جوگی مراقبہ مین مصروف ہے، آنکھین بند ہین، ابن بطوطہ نذر پیش کرتا ہے، وہ قبول نہین کرتا، اور الٹا خود کئی اشرفیان اسکو دیتا ہے، اور ایک اونٹ کے بالون کی بنی ہوئی عبا نذر کرتا ہے، اور ابن بطوطہ کے ہاتھ سے تسبیح لیکر اس کو ملتا اور سونگھتا ہے، اور پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اشارہ کرتا ہے اور پھر قبلہ کی طرف اشارہ کرتا ہے، جہاندیدہ سیاح ان اشارون سے پالیتا ہے کہ یہ جوگی کے بھیس مین کسی مسلم صوفی کی روح ہے، جو باشندگان جزیرہ کے خوف سے اپنے اسلام کو چھپائے ہے، چلتے وقت رازدان سیاح جوگی کے ہاتھون کو بوسہ دیتا ہے، اس کے رفقائے سفر معترض ہوتے ہین، اس پر جوگی ابن بطوطہ کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے، اسکو چومتا ہے، اور مسکرا دیتا ہے، اور واپسی کا اشارہ کرتا ہے اور چپکے سے چند اور اشرفیان ہدیہ دیتا ہے، باہر آکر ابن بطوطہ جوگی کے راز کو اپنے ہمراہیون کے سامنے فاش کرتا ہے،

اور کہتا ہے کہ یہ مسلمان[1] ہے،

سنگاپور سے لوٹکر وہ ملیبار آتا ہے، دیکھتا ہے کہ اس ملک مین چھوٹے بڑے بارہ راجہ حکومت کرتے ہین، ملک آباد ہے، ہر طرح امن وامان ہے، مسلمانون کی بڑی عزت ہے، مگر ہندو مسلمانون کے ساتھ کھاتے نہین اور نہ اپنے گھر کے اندر آنے دیتے ہین، راستہ مین دیکھتے ہین تو ہٹ جاتے ہین، مسلمان مسافرون کے لیے ہر جگہ سرائین ہین ہر جگہ مسلمانونکی آبادیان ہین[2]، سب سے پہلے جس شہر مین وہ داخل ہوا اسکا نام ابی سرور تبا تا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ ساحل پر بندرگاہ ہے' اور یہان کے مسلمان چودھری کا نام شیخ جمعہ ہے، یہ دولتمند اور بڑا مخیر ہے، اپنی تمام دولت غریبون اور محتاجون پر صرف کرتا ہے، آگے بڑھکر پاکنور مین وہ داخل ہوتا ہے، کہتا ہے کہ یہان مسلمانون کی ایک جماعت آباد ہے، یہان کے مسلمان چودھری کا نام حسین سلاط ہے، اور یہان قاضی اور خطیب بھی ہے' اور حسین کی بنوائی ہوئی ایک جامع مسجد بھی ہے، اور یہان کے راجہ کا نام باسدیو ہے، اس کے پاس تیس جنگی جہاز ہین، اور انکا کپتان مسلمان ہے، اس کے بعد وہ منگرور پہنچتا ہے، یہان فارس اور یمن کے مسلمان تاجر اوسکو ملتے ہین، یہان کے راجہ کا نام رام دیو بتاتا ہے، اور کہتا ہے کہ اس شہر مین چار ہزار مسلمان ہین، عام رعایا گو ان کے خلاف ہے، مگر راجہ تجارت کی مصلحت سے ان سے صلح رکھتا ہے، یہان کے مسلمان قاضی کا نام بدرالدین کرنائکی ہے، اور وہ یہان درس بھی دیتا ہے،

بعد ازین شہر ہیلی مین داخل ہوتا ہے یہان ایک عالیشان جامع مسجد ہے جسکی وجہ سے یہ شہر ہندؤن اور مسلمانون کے نزدیک متبرک ہے، جہاز والے اسکی نذر مانتے ہین خطیب حسین اس کا متولی ہے اور حسین وزان یہان کا چودھری ہے، اس مسجد مین طالب علمون کی ایک جماعت ہے جنکو مسجد کے خزانہ سے وظیفے ملتے ہین، اور اس کے متعلق ایک مطبخ ہے جس سے مسافرونکو

---

[1] ایضاً صفحہ ۱۳۱، ۳۲۰ [2] ایضاً صفحہ ۱۳۴ و ۱۳۵

اور غریب مسلمانوں کو کھانا ملتا ہے، یہاں مقدشوا (آفریقہ) کے ایک درویش سے ملاقات ہوئی، جو ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں، پھر یہاں سے جرنین یا گرین پہنچا، یہاں بغداد کے ایک عالم سے ملاقات ہوئی، ان کا ایک بھائی یہاں بڑا تاجر تھا، یہاں کے راجہ کا نام کویل ہے، یہاں سے فارس، عمان اور یمن کو جہازات جاتے ہیں، یہاں سے دہ پٹن گیا، یہ بھی راجہ کوئل ہی کی عملداری میں ہے، راجہ کویل کے باپ کی بنوائی ہوئی ایک جامع مسجد ہے، اور ایک عالیشان تالاب بھی ہے جس میں مسلمان نہاتے اور وضو کرتے ہیں، یہ تالاب راجہ کوئل ہی کے بزرگوں میں سے کسی نے بنوایا ہے، اور وہ مسلمان تھا، اس کے اسلام کا ایک عجیب قصہ لوگوں نے سنایا، اس جامع مسجد میں ایک خاص قسم کا درخت ہے، کہتے ہیں کہ ہر موسم خزاں میں اس سے ایک پتہ ایسا گرتا ہے جس پر دست قدرت سے لا الہ الا اللہ لکھا ہوتا ہے، یہ پتہ جب گرتا ہے تو آدھا مسلمان لے لیتے ہیں اور آدھا ہندو راجہ کے خزانہ میں جمع ہوتا ہے، درخت بیماریوں میں اس سے شفا حاصل ہوتی ہے، راجہ مذکور یہ کرامت دیکھکر مسلمان ہوگیا، اور اس پر ایک جامع مسجد اور تالاب بنوادیا، اس کے بعد راجہ کی اولاد مسلمان نہ ہوئی، اس نے اس درخت کو اکھڑوا دیا، خدا کی قدرت اس کے بعد یہ درخت پہلے سے بھی زیادہ شاندار طریقہ سے اگ آیا، اور راجہ فوراً مرگیا،

یہاں سے یہ پٹن پہنچا، یہ بھی بندرگاہ ہے اور سمندر کے کنارہ ایک مسجد ہے جس میں مسلمان مسافر ٹھہرتے ہیں، کیونکہ یہاں کوئی مسلمان نہیں، یہاں کے باشندے برہمن ہیں، جو ہندوؤں میں عالی مرتبہ ہیں، اور وہ مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں، اور اسی لیے یہاں مسلمان نہیں ہیں، یہ ایک جامع مسجد بھی جو باقی ہے، وہ اس وجہ سے ہے کہ ایک برہمن نے اسکی حیثیت خراب کردی تو اس کے گھر میں آگ لگ گئی جس میں وہ خود، اسکی اولاد اور گھر کا تمام اثاثہ جل گیا، اس وقت سے ہندو اس مسجد کو متبرک سمجھتے ہیں اور اس کو ڈر سے نہیں چھوتے، اس کے بعد یہاں سے نکل کر بندر فینا پہنچا، یہاں مسلمانوں کے تین محلے ہیں اور ہر محلہ میں ایک مسجد ہے، اور ساحل پر جامع مسجد ہے، اور عجب بہار پر ہے یہاں کا قاضی اور خطیب عمان کا ایک آدمی ہے، اسکا بھائی بڑا فاضل ہے، اس کے بعد کالی کٹ میں داخل ہوا، یہاں کا راجہ ہندو ہے اور سامری (زمورن) نام ہے، یہ دنیا کے

بڑے بندر گاہون مین سے ہے، چین، جاوا، سیلون، مالدیپ، یمن اور فارس کے جہازات آتے ہین، یہان کا ایک التجار ابراہیم شاہ بندر ہے، یہ بحرین کا باشندہ ہے، قاضی کا نام فخر الدین ہے اور یہان کی خانقاہ کے سجادہ نشین شیخ شہاب الدین گازرونی ہین، جنکی فتوحات کی کوئی حد نہین[1]،

کالی کٹ سے کولم جانا ہوتا ہے، یہان مسلمان تاجرون کی بڑی جماعت ملتی ہے، علما بھی ہین، اور مسلمانون کا رئیس محمد شاہ بندر ہے، ایک تاجر کی بنوائی ہوئی ایک جامع مسجد بھی ہے اور یہان مسلمان معزز اور محترم ہین، یہان کے راجہ کا نام تیردری ہے، یہ مسلمانون کی بڑی عزت کرتا ہے، اور ان کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آتا ہے[2]،

سیلون (سرندیپ) اور مالدیپ کو ہم بہت پیچھے چھوڑ آئے ہین، اب ان پر چند صدیان گذر چکی ہین، ہمارا سیاح اب مالدیپ پہنچا ہے، دیکھتا ہے کہ ان جزیرون مین صرف مسلمان ہی مسلمان ہین، اور وہ نہایت نیک اور پابند مذہب اور با ایمان ہین، یہان ایک عورت سلطانہ خدیجہ بنت صلاح الدین صالح بنگالی حکمران ہے، یہان کے لوگون کے مسلمان ہو جانے کا واقعہ یہ ہے کہ پہلے یہ سب کافر تھے، یہان ہر سال سمندر سے ایک عجیب بلا آتی تھی، اُسکا اقدیہ تھا کہ ایک کنواری لڑکی بلدان دیجاتی تھی، ایک دفعہ یہ واقعہ پیش آیا کہ لڑکیون پر قرعہ پڑا، ایک بڑھیا کی لڑکی کا نام نکلا، بڑھیا سخت بیقرار ہوئی، اتفاق سے اس بڑھیا کے یہان بربر کا ایک مسلمان ٹھہرا تھا وہ حافظ قرآن تھا، مسلمان نے کہا گھبراؤ نہین مین اسکی تدبیر کرتا ہون، اس رات کو وہ مسلمان عورت بنکر بت خانہ مین گیا، لوگ صبح کو گئے کہ اسکی لاش اٹھا لائین، دیکھا کہ وہ زندہ تلاوتِ قرآن مین مصروف ہے، یہ کرامت دیکھکر لوگ سخت متحیر ہوئے، بادشاہ کو خبر ہوئی، وہ بھی آیا، سبنے اسلام قبول کیا، اور اس نے وہان رہ کر سبکو اسلام کے آداب و احکام کی مالکی مذہب کے مطابق تعلیم دی، یہان کے جامع مسجد پر اب تک یہ عبارت لکڑی مین منقوش ہے، کہ "سلطان احمد شنورازہ، ابو البرکات بربری مغربی کے ہاتھ پر اسلام لایا[3]"،

یہ قصہ صحیح یا نہ ہو مگر یہ واقعہ ہے کہ جزیرۂ مالدیپ آج بھی مسلمانون سے آباد ہے، اور ایک مسلمان

[1] یہ تمام اقتباسات ابن بطوطہ جلد ۲ صفحات ۱۳۹۔۱۴۸ مین ہین، [2] ایضاً صفحہ ۱۴۲، [3] ایضاً صفحہ ۱۵۲،

سلطان زیر حفاظت برطانیہ حکمران ہے، ۱۹۱۱ء کی مردم شماری مین یہان مسلمانون کی تعداد تیس ہزار تھی، یہان کے مسلمانون مین عربی النسل بکثرت ہین، اور بودھ مت کے نومسلمون کی بھی تعداد کثیر ہے جو ملک کے اصلی باشندے ہین، اسی کے قریب سرندیپ جسکو سیلون اور لنکا بھی کہتے ہین، واقع ہے یہان بھی اسلام نے اپنا پورا دخل پیدا کرلیا، ۱۹۱۱ء کی مردم شماری مین یہان دو لاکھ مسلمان[1] تھے، یہان اسلام ابھی اپنی پرامن رفتار ترقی سے چل رہا تھا، کہ زمانہ نے تاریخ کا ورق اُلٹ دیا، اور مسلمانون کا زوال اور مسیحی یورپ کی ترقی کا آغاز ہوا، پندرہوین صدی عیسوی مین پرتگیزون نے اور پھر ڈچون نے آکر اسلام کا بیڑا غرق کردیا، اور اس وقت سے ان جزائر مین اور جنوبی ہند مین اسلام کی جگہ عیسائیت نے لی، اور وہ منظر آج بھی آپکے سامنے ہی،

صفحات بالا مین ہندوستان مین اسلام کے داخلہ کے تین راستون مین سے ایک راستہ کا نقشہ دکھایا گیا ہی اور صدی بصدی اسکی ترقی کی تصویر کھینچ دی گئی ہی، دیکھ لو کہ اس تصویر مین خون کی سرخی کہین نہین جھلکتی، بلکہ اسلام اپنی سادگی، مساوات اور حقانیت سے اپنا راستہ خود صاف کرتا گیا ہی، اور نیچ ذات اور معمولی لوگون کے دلون پر قبضہ کرتا ہوا بادشاہون اور راجاؤن کے قلوب تک پر قابض ہوگیا ہی، ان عرب تاجرون اور درویشون کے ہاتھون مین محمود اور عالمگیر کی تلوار نہ تھی، ان کے ذریعہ سے جو اشاعت اسلام ان اطراف مین ہوئی اس کے طریقے حسب ذیل تھے۔

(۱) عرب تاجرون نے خود آکر اپنی نوآبادیان قائم کین یہان کی نومسلم عورتون سے انھون نے شادیان کین،

(۲) نیچ ذات کے ہندو اور نابرہمن جو برہمنون کے دباؤ، ظلم، اور ترفع اور غروری نالان تھے، انھون نے اسلام مین آکر عزت پائی،

(۳) تاجرونکی فیضی اور انسانیت نوازی نے غریبون اور محتاجونکو اپنے دامن مین پناہ دی،

(۴) جو لوگ ذرا ذراسی باتون پر اپنی ذات سے خارج کردئے جاتے تھے، وہ اسلام کی برادری مین داخل ہوتے گئے،

(۵) بہت سے لوگ اپنے بچون کو غربت کے مارے عربونکے ہاتھ فروخت کردیتے تھے، وہ انکو لیکر اسلام کی تربیت دیکر اپنی اولاد کیطرح پالکر جوان کرتے تھے،

(۶) اسلام کی روحانی طاقت کی عجیب و غریب نشانیان انکی نگاہون سے گذرین جس نے انکو اسلام کے قبول پر مجبور کردیا،

(۷) علماء اور درویشون نے اپنی روحانی کشش کے جلوے دکھائے،

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مین سیلون اور مالدیپ کا مضمون،

جو خاندان علم و فضل مین نہایت ممتاز رہ چکے ہین ان کا بھی رویہ فارسی، اردو، اور عربی کی قلمی کتابونکی طرف سے نہایت غیر تشفی بخش ہے، خود مین اپنے خاندان کا ایک پرلطف قصہ بیان کرتا ہون، ہمارے چچا مرحوم کو جو ایک بیرسٹر تھے اور جنکی قابلیت اُن کے ساتھیون مین نہایت مشہور تھی، انسائکلوپیڈیا کی خریداری مین تھوڑے سے روپیہ کی ضرورت ہوئی آخر انھون نے فیصلہ کیا کہ فارسی اور عربی کی پرانی کتابون سے لائبریری کو خالی کرین، انھون نے مدرسہ کے مولویون کو بلا کر کتابین دکھائین اور دو سو روپیہ کا مطالبہ کیا، بیچارے مدرسین کے پاس ڈیڑھ سو روپیہ سے زیادہ نہ تھا، اور یہ معاملہ ہمارے خاندان کی خوش قسمتی سے طے نہ ہو سکا، اسی لائبریری مین ہمارے خاندان کا بہترین خزانہ ہے اور ہمارے آبا و اجداد کے اپنے ہاتھون کے لکھے ہوئے بہت سے قلمی نسخے ہین، یہ واقعہ اکثر جگہ ہوا ہوگا، خاندان کے بہترین خزانے لٹا دئے گئے ہین، صوبۂ بہار کی آب و ہوا بھی کتابون کے لیے کچھ مفید نہین ہے اور چونکہ کتابونکی طرف سے بے التفاتی برتی جاتی تھی اور بچانے کا مصالحہ کسی کو اب معلوم نہین ہے، اس لیے کتابین آئے دن برباد ہوتی جارہی ہین اگر فوراً کتابون کو نقل نہ کر لیا گیا تو بہت سی نایاب کتابین ہمیشہ کے لیے دنیا سے ناپید ہو جائینگی، اگر نقل مین بہت خرچ کی ضرورت ہے تو کم سے کم فہرست کی تیاری مین ہاتھ لگایا جائے، اور کتب خانون کے مالکون کو کتابون کی قیمت سے آگاہ کرنا چاہئے، میرا تو خیال ہے کہ اگر یورپ کے کتب خانون کے لیے یہ کتابین خرید لیجائین تو بہتر ہے، ناظرین کو تعجب ہوگا کہ مین اپنے ملک سے باہر کتابون کو کیون بھیجدینا چاہتا ہون، اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ کتابین ہندوستان مین خریدی نہین جائینگی تو بہتر ہے کہ کہین بھی محفوظ رہین، کیڑون کے پیٹ سے بہتر، امریکہ انگلستان، فرانس اور اطالیہ کے کتب خانے ضرور ہین، شاید جب ہندوستان مین اقبال کا دور دورہ ہو تو یہ کتابین یہان واپس آجائین، یہان کے امرار سے یہ بھی اُمید نہین کہ وہ اپنے اس خزانہ کو بھی کسی قومی لائبریری کو عطا کردین، ہان اگر حضور گورنر خود چٹھی لکھدین تو کتابین آپسے آپ بھیجدیجائینگی، اب سرگیٹ کے ایسا علم دوست گورنر ملنا مشکل ہے، اس لیے اس کی بھی کوئی امید نہین ہے کہ کتابین صوبہ کے

میوزیم ہال مین جمع کردیجائین، گورنر موصوف نے سنسکرت اور ہندی کی کتابون کو بہت جمع کرایا ہے اور ہندو راجگان سے بہت سے چندے اس کام کے لیے جمع کئے گیے تھے، اگر حضور موصوف اردو، فارسی اورعربی کی کتابون کے لیے اپنی توجہ کو مبذول کرتے تو بہت سی کتابین جمع کرلیجاسکتی تھین،

خدابخش خان مرحوم نے کتابونکو حاصل کرنے مین اتنی مستعدی دکھلائی تھی کہ بعض مرتبہ لین دین کے معمولی اصولون کو بھی آپنے نظرانداز کردیا تھا، مین نے جب اپنے ایک ہندو دوست سے فہمائش کی کہ وہ اپنے یہان کے نادر نسخون کو خدابخش خان لائبریری مین بھیجدین تو انھون نے اپنے والد کے ایک وصیت کا تذکرہ کیا جس مین انھین حکم دیاگیا تھا کہ "گنگا مائی کے سپرد کردینا، لیکن وکیل صاحب کی لائبریری مین نہ بھیجنا"

یہان کے ہرخاندان مین کم سے کم ایک دو قلمی کتاب ضرور ملے گی، جب ہم اور ہمارے دوست جناب قاضی عبدالودود صاحب اسی کوشش مین گھوم رہے تھے، تو اکثر خاندانون سے اس مسئلہ پر گفتگو کا موقع ملا، عموماً یہ حضرات اپنی لائبریری سے ناواقف تھے، اور ہم لوگون کے بے حد اصرار پر جب وہ لائبریری کے کمرہ مین تشریف لیجاتے تو انھین اپنے یہان کے جواہر ریزے کی خبر ہوتی تھی، ہمارا خیال ہے کہ پٹنہ مین ابھی دس ہزار قلمی کتابین موجود ہین اوران مین اکثر ایسی نادرالوجود ہین جو بڑی لائبریریون مین بھی نہین ملین گی،

سردست عظیم آباد کے مندرجہ ذیل بڑے کتب خانے ہمین معلوم ہین،

(۱) **کنور جگدیش**، جو سکھون کی سب سے بڑی عبادتگاہ کے پاس ہرمندل کی گلی مین رہتے ہین، ایک بہت بڑے کتب خانہ کے مالک تھے، کنور موصوف کے آبا واجداد فارسی اور عربی کے ماہرین مین گذرے ہین اوران لوگون کے متعلق شاہی باورچی خانہ کا انتظام تھا، آپکے یہان دہلی دربار کی بہت سی کتابون کا ذخیرہ تھا، مین نے جدو ناتھ سرکار کو ان سے روشناس کردیا تھا اور پروفیسر موصوف بھی ان کتابون کی بہت تعریف کرتے تھے، جس وقت ہم لوگ وہان گیے تھے تو کتابین نوکرخانہ کی الماریون مین ڈھیر تھین اکثر قران سونے اور چاندی کے حروف مین لکھے ہوئے مین نے خود دیکھے ہین، حاشیہ پر اکثر کتابون کے

زعفران سے مینا کاری کی گئی تھی، ایک کتاب میں دہلی کے تمام عمال کا روزنامچہ تھا اور بیگمات کا نام بنام تذکرہ تھا، کنور موصوف نے اپنی تمام کتابوں کو صادقپور کے کسی حکیم کو دیدیا ابھی تک مجھے حکیم صاحب کا پتہ نہیں لگا ہے، خدا کرے وہ اچھے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہوں،

(۲) **مولوی نظر الرحمن** صاحب کا کتب خانہ بھی گمنامی میں پڑا ہوا ہے، مولوی صاحب سر علی امام کے بڑے داماد ہیں، اور پٹنہ کے بہت بڑے رئیس، مولوی صاحب موصوف کو اپنی زمینداری کے اشتغال سے بہت کم وقت کتابوں کے ملاحظہ کا ملتا ہے، پہلے ان کی کتابیں اُن کے موضع پر تھیں، خود میں نے اکثر ان سے درخواست کی کہ کتابیں خدابخش خان لائبریری کو دیدیجائیں لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا، پھر میں نے بانکی پور میں منگا لینے کے لیے کہا، الحمد للہ کہ یہ درخواست منظور ہوئی اور وہ اب ان کے کمرہ کو زینت بخشتی ہیں، بہت سی کتابیں ضایع ہو چکی ہیں، لیکن اب انشاء اللہ امید ہے کہ ضایع نہیں ہونگی، اگر مولوی صاحب نے اجازت دی تو میں ایک فہرست اوسکی شایع کرونگا، اور مشہور کتابوں کے متعلق ریویو لکھوانے کی کوشش کرونگا، دیکھئے اس میں کہانتک کامیابی ہوتی ہے،

(۳) **نواب گذری** کا بھی کتب خانہ شہرۂ آفاق تھا، اب ان کے صاحبزادوں میں یہ کتابیں تقسیم ہو گئی ہیں، اگر اس خاندان کے کمسن حضرات مثلاً جناب میان صاحب، جناب مبارک علی صاحب (ممبر کونسل) جناب عباس علی صاحب (ممبر کونسل) کوشش کریں تو بہت سے نادر نسخے دستیاب ہوں کاش تھوڑی سی کاوش کر کے کتابوں کی فہرست بنا لیجائے تو بھی غنیمت ہے،

(۴) **رائے جگدیش بہادر**، مہراج گھاٹ کے یہاں بھی شاہی وقت کی بہت سی کتابیں ملیں گی، رائے صاحب رائے شتاب رائے کے خاندان کے رکن کہلاتے ہیں اور میں نے خود ان کے یہاں ایک تلوار دیکھی ہے جس میں لا الٰہ الا اللہ لکھا ہوا تھا، یہ ان کے خاندان کا بہترین ورثہ سمجھا جاتا ہے، رائے صاحب نے ہم سے تذکرہ کیا تھا کہ جب رائے شتاب رائے کو گنگا میں ڈوبانے کے لیے انگریز چلے

تو انھون نے برجستہ اشعار کہے ہین اور یہ اشعار ان کے پاس موجود ہین،

(۵) **ڈیانوان**، جو پٹنہ سے دس میل پر واقع ہے، وہان بھی ایک نہایت قیمتی لائبریری موجود ہے لیکن اوس کے متعلق بھی دنیا کو کچھ علم نہین ہے حالانکہ اس کے موجودہ مالک ایک روشن خیال اور تعلیم یافتہ بزرگ ہین، امید ہے کہ جناب سرور اپنی لائبریری سے دنیا کو باخبر رکھنے کی کوشش کرین گے،

(۶) **پھلواری شریف**، کا کتب خانہ صوبہ کا یکتا کتب خانہ ہے، یہ سجادہ صرف تصوف یا روحانیات کا سرچشمہ ہی نہین رہا ہے بلکہ یہان علم وفضل کی گرم بازاری بھی رہی ہے، اس سجادہ پر حضرت فرد سے یگانہ شاعر اور حضرت مجیب سے جید عالم بھی گذرے ہین، موجودہ سجادہ نشین مولٰنا شاہ بدرالدین مدظلّہ نہایت روشن خیال بزرگ ہین، معلوم نہین آپنے اپنے یہان کے کتب خانے کی کوئی مکمل فہرست تیار کرائی ہے یا نہین، ضرورت ہے کہ وہان کی قلمی کتابون سے ملک کو روشناس کیا جائے، بزرگان خانقاہ کی توجہ سے امید ہے کہ وہان کتابین نہایت حفاظت سے رکھی جاتی ہونگی کیونکہ غالب اور راسخ کے خطوط بھی آج تک وہان محفوظ ہین،

(۷) **نواب احمد** صاحب سنگی دالان کے یہان بھی ایک بہت بڑا کتب خانہ موجود ہے، لیکن ہم لوگون کی بدقسمتی سے یہ بہت دور ایک دیہات مین پڑا ہوا ہے، جناب نواب صاحب سے ہم لوگون نے درخواست کی کہ کتابین یہان منگالی جائین، لیکن ناکامیابی ہوئی معلوم نہین کتابون کا کیا حشر ہو رہا ہوگا

(۸) میری نظر سے کتابین مولوی حفیظ صاحب رئیس عمدرگلی، مولوی فصیح احمد صاحب رئیس لودی کٹرہ، جناب قاضی عبدالودود صاحب کی بھی گذری ہین، انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بعض کتابون کے متعلق استفسار کرکے پبلک مین ان کے متعلق اپنے معلومات پیش کرونگا، ہمارے یہان بھی تھوڑی سی کتابین بچ گئی ہین، بہت سی وصلیان تو مین نے زمین مین سے نکالی ہین، بعض بہت نادرالوجود ہین،

ایک نسخہ کشاف کا ۸۲۶ھ کا لکھا ہوا ہے، کاغذ مین حیرت انگیز پائداری ہے اور روشنائی مین غضب کی چمک یہ نسخہ نہجوان مین لکھا گیا تھا، تیس تیس کتابین اور علوم وفنون کی بھی ہین، ایک سفرنامہ اعتصام الدین کا ہے یہ سفیر بنکر جارج سویم کے یہان شاہ دہلی کی طرف سے گیے تھے اور اگر یہ کتاب شایع ہو جائے تو بہت سی تاریخی تاریکیان دور ہو جائین، آجکل یہ نسخہ مولانا ابو الکلام کے پاس ہے،

(۹) اخیر مین یہ تذکرہ کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ یہان ایک مارواڑی تاجر "جیلان" نامی عربی اور فارسی کی پرانی کتابون کو جمع کر رہے ہین، مین بابو صاحب کی کوٹھی پر حاضر ہوا آپ نے قلعہ کی مشہور تاریخی عمارت کو خرید لیا ہے اور دو لاکھ لگاکر پوری مرمت بھی کر ڈالی ہے، ان کے پاس پرانی اشیاء کا بہترین ذخیرہ موجود ہے، کتابین ابھی بیس پچیس سے زیادہ نہین ہین لیکن جو کتاب ہے وہ نادر ہے، ایک قرآن تین انچ لمبا اور ڈیڑھ انچ چوڑا نہایت باریک حروف کا قلمی ہے، ایک قرآن کل تیس صفحات پر مشتمل ہے مین اُن کے پورے ذخیرے پر مضمون لکھنے والا ہون، کاش یہان کے مسلمان رؤسا اس سے سبق لین اور کاش وہ اپنی پوری کوشش پر اتنی بھی رقم قیمت خرچ کرتے جتنی بابو صاحب ایک کتاب پر خرچ کرتے ہین، مین نے سنا ہے کہ انھون نے قرآن مجید کا صرف ایک نسخہ تیرہ ہزار روپیہ مین کلکتہ سے منگایا ہے، آپ کے پاس تصویرون سکون اور تمام پرانی اشیاء کا بہترین ذخیرہ ہے،

مین نے ان اوراق مین اپنی صرف چند روز کی کوششون کا حال لکھا ہے اگر دوسرے حضرات پٹنہ اور نواحی پٹنہ یا بہار کے کتبخانون پر قلم اٹھائین تو مجھ سے بہت زیادہ لکھ سکتے ہین، کیونکہ اس خطہ مین ہر شہر اور ہر دیہات کے ہر شریف اور خاندانی آدمی کے پاس دو ایک بھی قلمی کتاب ضرور ہے، اور انکی مجموعی تعداد خدا بخش خان مرحوم کے کتبخانہ سے سہ چند ہو جائیگی، کاش انکی فہرست ہی یکجا ہو جاتی اور وہ خدا بخش خان لائبریری مین محفوظ رہتی تاکہ اہل علم کے لیے ان کی طرف مراجعت کرنا ممکن ہوتا یہ ایک عظیم الشان علمی کام ہے، اور دار المصنفین کو ادھر توجہ کرنا ضرور ہے،

معارف: ہمارے دوست نے دار المصنفین کو جس فرض کی طرف متوجہ کیا ہے وہ اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہے، کتابونکی خریداری کے لیے وہ کم از کم ایک ہزار سالانہ خرچ کرتا ہے، مگر ظاہر ہے کہ یہ رقم

دار المصنفین کی بساط کو دیکھتے ہوئے گو کسی قدر زیادہ ہو لیکن ضرورت کے مقابلہ مین یہ بہت کم ہے، اگر اس مدین کافی روپیہ ہمارے پاس ہو تو اس سے بہت زیادہ کیا جا سکتا ہے،

ہمارے دوست یہ سنکر خوش ہونگے کہ عظیم آباد پٹنہ کے رقبہ کے اندر **دیسنہ** کے نوجوانون نے یہ عزم کیا ہے کہ وہ اپنے بزرگون کے پرانے اندوختہ کو محفوظ رکھین گے، چنانچہ وہ بوسیدہ اوراق کو جمع کر رہے ہین، ترتیب دے رہے ہین، اور انکو مرمت، اصلاح اور جلد بندی کے بعد اپنے "کتبخانۂ اصلاح" مین محفوظ کر رہے ہین، اُن کی علیحدہ فہرست بھی انھون نے ترتیب دی ہے،

علم الکلام

مولٰنا شبلی مرحوم کی وہ مشہور تصنیف جس مین علم الکلام کی تاریخ اور اس کے عہد بعہد کی ترقیان اور تدریجی رفتار اور ہر دور کے اکابر متکلمین کے مسائل و مجتہدات پر تبصرہ، مدت ہوئی کہ ناپید ہو گئی تھی، اب مطبع معارف نے نہایت عمدہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ چھاپا ہے قیمت عہ

حیات امام مالک

امام مالک کے سوانح، مدینہ کی علمی مجلسین، صحابہ اور تابعین کا علمی انہماک، حدیث کی تدوین، مدینہ کی فقہ، اسلاف کے اخلاق و سیرت اور حدیث کی پہلی کتاب موطا کی خصوصیات اس کتاب مین نظر آئین گی، قیمت عہ

"منیجر"

مترجمات

فینلینڈ میں عربی زبان

مترجمہ: مولوی ابوالحسنات ندوی

دنیا کی دوسری قوموں کی طرح عرب بھی اپنے عہد ماضی کی یاد تازہ کر رہے ہیں، زمانہ سابق مین ان کا تمدن، انکی تہذیب، ان کے علوم و فنون جن ممالک تک پھیلے تھے اور جس طرح پھیلے تھے اوسکی تفصیل و تشریح کر رہے ہین، ذیل کا مضمون اسی قسم کی کوشش کا نتیجہ ہے اصل مضمون فینلینڈ کے ایک صاحب قلم نے لکھا ہے لبنان (شام) کے رہنے والے ارشید باکون توما دیو المعلوف نے جو فینلینڈ کی سیر و سیاحت کی غرض سے وہان گئے تھے اس کا عربی مین ترجمہ کیا، یہ ترجمہ شام کے مشہور علمی رسالہ مجلۃ المجمع العلمی العربی مین شایع ہوا، ہم نے اس کا ترجمہ اسی عربی مضمون سے کیا ہے،

(ابوالحسنات ندوی)

سرزمین فینلینڈ بحر منجمد کے شمال سے بحر بالٹک کے جنوب تک اور مشرقی روس سے سوئڈن کے مغربی حصہ تک پھیلی ہوئی ہے اس ملک کے باشندوں کی تعداد تین لاکھ سے کچھ زیادہ ہے، سودم انکی ملکی زبان مین فینلینڈ کا نام ہر جس کی طرف انتساب کے ساتھ وہ اپنے تئین سودمی کہتے ہین، یہان کے تمام باشندے مسیحی مذہب رکھتے ہین یہان کی زبان یورپ کی تمام زبانون مین ہنگری زبان کے سوا اور کسی کے ساتھ کوئی مناسبت نہین رکھتی، لیکن اس کے صرفی قواعد تمامتر ترکی زبان کے صرفی قواعد سے مشابہ ہین، حالانکہ ان دونون زبانون کے الفاظ مین قطعاً کوئی مناسبت و مشابہت نہین ہے،

لیکن ایک عرب کے لیے سب سے زیادہ تعجب انگیز اس ملک مین خالص عربی نامونکا مقبول عام ہونا ہے، مثلاً یہان بکثرت مردون کے نام سالم، عمر، اور علی وغیرہ اور عورتون کے نام عدلہ، سلمی، سلیمی، لیلی اور فریدہ وغیرہ ہین، اس مین کوئی شبہہ نہین کہ ۱۸۰۹ء سے پہلے یعنی جب سے یہ ملک حکومت سویڈن کے قبضہ مین آیا، اس ملک کے ساتھ عربون کے تجارتی تعلقات قائم تھے جسکی شہادت وہ عربی سکے دیتے ہین جن پر خط کوفی مین تحریرین ہین اور یہ سکے آج تک اس ملک کے پایہ تخت ہیلسینگفورس کے عجائب خانہ مین محفوظ ہین، اور ان چیزون مین سے جو اس ملک کے ساتھ عربون کے تجارتی تعلقات کو ثابت کرتی ہین، وہ چاندی کے چھ سو سکے ہین جو کوہتلا، " Kahtala " کے علاقہ مین پائے گیے ہین، یہ سکے جو پتھریلے کوئلے کی ایک کان مین چھپے ہوئے تھے بہ ترتیب دوسری تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے سکے ہین یہ سکے ابھی ۱۹۲۱ء کے موسم سرما مین پائے گئے ہین،

۱۸۰۹ء مین سویڈن کی حکومت کا خاتمہ ہونے کے بعد روسی حکومت کا علم اس پر سایہ فگن ہوا لیکن ۱۹۱۷ء مین جب روس مین فتنہ و فساد شروع ہوا اور روسی حکومت کمزور ہوگئی تو اس کمزوری کے زمانہ مین قیصر کے چنگل استبداد سے جو مظلوم و مغلوب ممالک آزاد ہوے ان مین سے ایک ملک فنلینڈ بھی ہے، اس آزادی و استقلال کے بعد یہان جمہوری حکومت قائم ہوگئی،

گذشتہ چند سال مین فنلینڈیون نے یورپ کی اکثر قومون پر جسمانی ریاضتون اور اولمپی کھیلون مین اپنا تفوق ظاہر کیا ہے چنانچہ ان کھیلون مین انکا مقابل انگریزون اور امریکنون کے سوا اور کوئی نہین فنلینڈیون نے ان کھیلون مین تنوع بھی پیدا کیا ہے،

علوم و فنون کے ساتھ فنلینڈیون کو بیحد شغف ہے اس لیے اونکی آبادی کا ایک چھوٹا سا گاؤن بھی ایسا نہین ہے جہان متوسط یا ابتدائی درجہ کا مدرسہ نہ ہو، سب سے اعلی درسگاہ اور علمی مرکز ان کا کالج ہے جسکی بنیاد خاص پایہ تخت مین ۱۶۴۲ء مین پڑی تھی، اسی کالج مین وہ عربی زبان و فنون کی تعلیم حاصل کرتے ہین، اور روز بروز جس طرح دیگر علوم و فنون مین ترقی کر رہے ہین عربی لٹریچر کے ساتھ بھی انکا شغف و انہماک بڑھتا جاتا ہے

اس سلسلہ مین سب سے زیادہ مستحق ذکر مرحوم جارج اوجسٹ ولین ہین جنھون نے گذشتہ صدی میں عربی زبان کی تعلیم کی مستقل شاخ اس کالج مین قائم کی تھی، اس واقعہ سے پہلے فنلینڈ کے علما عربی زبان کی صرف اتنی تعلیم کے لیے اہتمام کرتے تھے جتنی کہ عبرانی توراۃ کے متن کے سمجھنے مین انھین مدد دیتی تھی، لیکن مرحوم جارج ولین ان مین سب سے پہلے شخص تھے جنھون نے اس زبان مین پوری مہارت حاصل کی بدقسمتی سے یہان اُن کے بعد اس مین اُنکا کوئی صحیح جانشین پیدا نہ ہوا،

۱۸۱۱ء مین پروفیسر جارج ولین فنلینڈ کے مغربی جزائر الینڈ مین پیدا ہوے، اور فنلینڈ کے مذکورہ بالا کالج مین تحصیل علم کی تکمیل کی، اور وہین لاطینی زبان مین ایک کتاب لکھی جس کا نام "متقدمین عرب اور متاخرین کے لب ولہجہ مین اہم فرق" ہے، یہان سے ۱۸۴۱ء مین روس گیے اور پایۂ تخت مملکت روس کے پٹرسبرگ کالج مین داخل ہوکر خاص عربی زبان کی تکمیل کرتے رہے انھون نے اس کالج کے پروفیسر عربی شیخ طنطاوی سے اچھی طرح استفادہ کیا، شیخ طنطاوی کی تحریک وتشویق سے ان مین عربی کی نشر واشاعت کی سرگرمی پیدا ہوئی یہانتک کہ خود ان ممالک تک پہنچکر تکمیل عربی کا جذبہ پیدا ہوا جہان عربی زبان ملکی زبان ہے ۱۸۴۳ء مین وہ فنلینڈ سے روانہ ہوے اور اس زمانہ کے ان مشکلات سفر کی جو ریلون اور جہازون کے نہ ہونے کی وجہ سے پیش آتی تھین، انھون نے کوئی پروانہ کی، سب سے پہلے وہ مصر آئے، یہان سے انھون نے وہابیون کے مقبوضہ علاقون (نجد، عسیر، یمامہ وغیرہ) کا سفر کیا، پھر بغداد، اصفہان، بصری اور دمشق کی سیاحت کی ان تمام اطراف مین وہ چھ برس تک رہے، انھون نے بدوی طرز زندگی انکی زبان اور لب ولہجہ اُن کے عادات واخلاق کو سیکھنے اور ان پر عمل پیرا رہنے کی پوری کوشش کی، ان اطراف ملک کی طبعی اور جغرافی حالات کا غور سے مطالعہ واستقصا کرتے رہے، پروفیسر مرحوم نے اس سفر مین اپنے ساتھ دواؤن اجڑی بوٹیون اور دوسرے آلات طبیہ کا کافی ذخیرہ ساتھ لے لیا تھا، وہ طب اور فن معالجہ سے واقف تھے اس لیے ان کو قبائل عرب مین بڑی ہردلعزیزی حاصل ہوگئی، شیوخ قبائل اُنکی بڑی عزت کرتے تھے، خود پروفیسر

مرحوم کو بھی ان سے اتنی محبت و یگانگت ہوگئی کہ انھون نے ان لوگون کا طرز معاشرت، عادات و اخلاق یہان تک وضع لباس بھی اختیار کرلیا، اور نہ صرف اتنا ہی بلکہ اپنا نام بھی بدلکر عبدالولی رکھا، اور مرتے دم تک اپنے کو عبدالولی ہی لکھتے رہے،

۱۸۴۹ء اور ۱۸۵۰ء مین وہ لندن مین مقیم اور بلاد عرب کا جغرافی نقشہ کھینچنے مین شریک رہے، اس کے بعد ۱۸۵۱ء مین اپنے ملک کے ہیلسنگفورس کالج مین عربی زبان کے پروفیسر مقرر ہوئے، کالج مین نوجوانان فینلینڈ کی بڑی جماعت انکی بے نظیر عربی دانی سے فائدہ اٹھانے اور عربی کی تحصیل و تکمیل کے لیے پہلے تو بڑی ہمت اور نشاط شباب کے ساتھ اٹھی لیکن افسوس ہے کہ پروفیسر ممدوح کی موت ۱۸۵۲ء کے بعد انکی تمام سرگرمیان بالکل ٹھنڈی پڑگئین، مرحوم پروفیسر کو ہیلسنگفورس کے ایک قدیم مقبرے مین دفن کیا گیا، اور اُن کی قبر پر ایک پتھر مین صرف ان کا نام "عبدالولی" عربی رسم خط مین کھدوایا گیا، ہیلسنگفورس کالج مین آج تک انکی ایک تصویر موجود ہے اس مین وہ اسی عربی ملبوس مین ہین جو برابر پہنا کرتے تھے یعنی عمامہ، قبا اور پٹکا،

پروفیسر عبدالولی نے اپنے ہاتھ سے ابن الفارض کا قصیدہ حائیہ جس کا مطلع "اومیض برق بالابیرق لاحا" ہے اس کی شرح (از شیخ عبدالغنی النابلسی) کے ساتھ لکھا اور لاطینی زبان مین اس کا ترجمہ کرکے ہیلسنگفورس کے سنگی مطبع مین چھپوا کر شایع کیا تھا، پروفیسر مرحوم نے اپنے شاگردون کی آسانی کے لیے اپنی طرف سے بھی اس پر حواشی و تعلیقات لکھے تھے، اس کے علاوہ انکی اور بھی عربی تحریرین ہیلسنگفورس کالج کے کتبخانہ مین موجود ہین اگر موقع ہوا تو انشاءاللہ ہم ان کو بھی ناظرین کی خدمت مین پیش کرینگے، لیکن ان مین سب سے زیادہ قابل ذکر انکی "روزمرہ کی یادداشتین" ہین جو وہ اپنے سفر بلاد عرب کے دوران مین لکھا کرتے تھے اس مین وہ تمام عجیب و غریب اور دلچسپ واقعات جمع ہین جو ان کو اثنائے سفر مین پیش آیا کیے، یہ "یادداشتین" پانچ جلدون مین انکی موت کے بعد شایع ہوئی ہین، اس مین کوئی شبہہ نہین کہ آج تک ان کا مطالعہ سرد ملک کے باشندون کے دلون مین عرب کی گرمی محبت اور ان خوبصورت ممالک کے سفر و سیاحت کا مزید شوق و ولولہ پیدا کرتا ہے

فینلینڈ کے رہنے والے پروفیسر عبدالولی سے پہلے فینلینڈ کے ساتھ عربون کے قدیم تعلقات، یہان کے تمدن واخلاق پر عربون کے اثرات اور اپنے اباواجداد کے آداب وتہذیب مین عربونکی تاثیرات کو بالکل بھول گئے تھے، اور اس قدر بیگانہ بنگئے تھے کہ عربون کے تمدن وتہذیب اور ان کے ملک کے حالات تک سے قطعاً ناآشنا تھے البتہ عربون کے جو ضمنی تذکرے توراۃ اور انجیل مین آگئے ہین اُن سے کسی حد تک واقف تھے، لیکن پروفیسر عبدالولی ہی تھے جنھون نے اپنی قوم مین عربون کے اخلاق وعادات اور انکی تہذیب وتمدن کی یاد تازہ کی، اور اب فینلینڈ کی قوم مین عربون کے تمدن واخلاق اور اُنکی زبان کے قبول عام کا یہ حال ہے کہ حال مین ایک فینلینڈ کی انجنیر نے ایک کشتی بنائی جو دوسری کشتیون سے مقابلہ کے موقع پر سرعت رفتار میں سب سے اول آئی اس کا "الطیر" نام رکھا،

افسوس ہے کہ پروفیسر عبدالولی کے شاگردون مین کوئی ان کا صحیح جانشین نہین ہوا، بعضون نے توان کے بعد عربی کے ساتھ دلچسپی لینا قطعاً چھوڑ دیا اور بعضون نے صرف اس قدر عربی حاصل کی جس قدر کہ توراۃ عبرانی سمجھنے اور پروفیسر تلکوسیت کی ہدایت ورہنمائی مین بابل اور اشور کی اینٹون کی تحریرین پڑھنے کے لیے کافی ہوئی. ہان ملک بھر مین چند اشخاص نے اُسکی طرف توجہ کی اور عربی مین مہارت تامہ حاصل کرنے کے لیے ہمت ونشاط اور پوری جدوجہد سے کام لیا مثلاً ان میفالی حنا آفندی تلغرین جنھون نے اسکی تحصیل وتکمیل مین اپنی پوری ہمت وکوشش صرف کی، انھون نے حال مین ایک کتاب لکھی ہے جس مین وہ تمام عربی الفاظ جمع کردئے ہین جو اسپینی زبان مین پائے جاتے ہین، اس کتاب مین اندلسی عربون کے حالات، اسپین پر ان کے اثرات، ان کے تمدن وتہذیب، علوم وفنون، اخلاق وعادات اور رسم ورواج سے متعلق بہت سے مفید معلومات ہین،

یہ ہماری زبردست توقع ہے کہ اہل فینلینڈ نے علوم وفنون اور تمدن وتہذیب کی تکمیل مین یورپ کے مقابلہ مین جیسی غیر معمولی سرگرمی دکھائی ویسی ہی سرگرمی عربی زبان وفنون کی تحصیل وتکمیل اور اپنے ملک

مین اس کی توسیع واشاعت مین بھی دکھائینگے تاکہ علوم وفنون مین بے نظیر ترقی کا جو درخت انھون نے لگایا ہے عنقریب اُس کا لذیذ ترین ثمر حاصل کرسکین، ہماری اس توقع کے لیے ایک فال نیک روسی مقبوضات سے تاتاریون کا ترک وطن کرکے فنلینڈ مین اقامت پذیر ہونا بھی ہے، کیونکہ ان مہاجر مسلمانون کو شعائر دین اسلامی کی حفاظت اور اپنے مذہبی فرائض کے ادا و تکمیل کے لیے اس بلیغ زبان کی تحصیل کی لازمی ضرورت ہے اور اس ضرورت کے مطابق ان مین صریح جذبہ و ولولہ موجود ہے، اس لیے اُن کی یہ آمد اس ملک مین عربی زبان کی وسعت و ترقی کا بہترین ذریعہ ہوگی،

یوحنّا ہتینین کرسکو فنلینڈی،

بہادر خواتین اسلام،

گذشتہ مسلمان خاتون کے شجاعانہ کارنامون کا تاریخی مرقع، قیمت ۱۳ر

سیر الصحابیات

از

مولوی سعید انصاری

جس مین نہایت مستند حوالون سے، ازواج مطہرات رض، بنات طاہرات رض، اور عام صحابیات کے سوانح اور ان کے اخلاقی، مذہبی، اور علمی کارنامے درج ہین، لکھائی چھپائی کاغذ اعلی ضخامت ۵۲۲ قیمت عہ/ ۱۳ر

"منیجر"

تلخیص و تبصرہ

فن جراحت کی حیرت انگیز ترقی

موجودہ عہد مین فن جراحت کی ترقی نے اس کے عملی نتائج کو بالکل معجزہ کی صورت مین پیش کیا ہے، آج سے سو برس پہلے فن جراحت صرف فصد اور معمولی پھوڑون کے چیرنے پھاڑنے تک محدود تھا، یورپ نے دوسرے فنون کی طرح اسکو بھی ترقی دی اور گذشتہ پچیس تیس سال کے اندر اس کو بہت زیادہ نمایان وسعت و ترقی حاصل ہوئی، لیکن جنگ عظیم کے زمانہ سے آج تک جو ترقی اس فن مین ہوئی اس نے اسکو اعجاز کی حد تک پہنچا دیا ہے، ڈاکٹر میشیل سمعان (مصر) ابھی جرمنی اور اسٹریا مین ایک سال تک رہ کر آئے ہین انھون نے اسٹریا مین اس فن کے جو حیرت انگیز نتائج عمل دیکھے ان مین سے بعض کو الہلال مصر مین شائع کیا ہے، وہ لکھتے ہین،

(۱) دیانا کے ایک شفاخانہ مین قیدخانہ سے ایک قیدی بھیجا گیا جس کے پیٹ مین شدید درد و نفخ تھا اور قے بھی ہوتی جاتی تھی، طبی معائنہ اور قیدی کے بیان سے معلوم ہوا کہ بریموس پٹرول کے بکس کے اسکرو کا قبضہ اور سرڈین (ایک قسم کی انگریزی مچھلی جو ڈبون مین بند ہوتی ہے) کا ڈبہ کھولنے کا آلہ نگل گیا ہے، مریض قیدی نے اعتراف کیا کہ اس نے قیدخانہ سے چھوٹ کر اپنی مدت قید اسپتال مین گذارنے کے لیے ایسا کیا ہے، ڈاکٹرون نے پیٹ چاک کرکے ان چیزون کا نکالدینا ضروری قرار دیا کیونکہ ان تکالیف کے علاوہ مریض کی آنتون مین سخت سوزش بھی تھی، چنانچہ جب پیٹ چاک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اوسکی آنت کے ایک حصہ مین جا بجا سوراخ ہو گئے ہین، ان سوراخون کے ہر چہار طرف سخت اورام ہین، اور یہی اس سوزش کا سبب ہین،

ان خرابیون کی وجہ سے ڈاکٹرون نے اوسکی آنت مین سے تقریباً چھ ہاتھ اور پندرہ سنٹمیٹر آنت کاٹ دی اس عمل نازک کے ٹھیک تین ہفتہ بعد یہ مریض بالکل صحتیاب ہوکر شفاخانہ سے نکلا لیکن یہ قیدی جرائم کا سخت عادی تھا اس نے اس واقعہ کے تین ہی مہینہ بعد پھر جرم کیا، ماخوذ ہوکر قیدخانہ مین داخل ہوا اور پہلے مرتبہ کی طرح پھر اُسنے بریلوس پٹرول کے اسکریو کے تین قبضے کھالیے اس مرتبہ پھر اس کا پیٹ چاک کرکے وہ قبضے نکالے گئے، آنت کا کچھ ٹکڑا کاٹ کر الگ کردیا گیا اور کچھ دنون مین شفایاب ہوکر وہ آزاد ہوا لیکن ابکی ابھی تین مہینے بھی نہین گذرے تھے کہ پھر وہ کسی جرم مین ماخوذ ہوا اور حسب عادت قیدخانہ مین لوہے کے پانچ چھوٹے ٹکڑے اور ایک پندرہ سنٹیمٹر کی کانٹی نگل گیا، ابکی مرتبہ جب وہ اسپتال مین داخل ہوا تو اوسکی حالت بظاہر ایسی نازک تھی کہ قریب قریب مردہ معلوم ہوتا تھا، بہرحال اس پر عمل جراحی کیا گیا اور اوسکی آنت کا پھر کچھ حصہ کاٹ کر وہ نگلی ہوئی چیزین نکالی گئین اور حسب معمول تھوڑے ہی دنون مین اچھا ہوگیا، مجھے معلوم ہوا کہ اسی طرح یہ سخت جان انسان اپنی تئین تھوڑے تھوڑے دنون کے بعد اب تک تین مرتبہ اور مبتلائے آلام کرچکا ہے اور ہر مرتبہ عمل جراحی اسکا کیا گیا اور اچھا ہوکر نکلا، کسقدر حیرت انگیز امر ہے کہ یہ عجیب وغریب مخلوق ہنوز زندہ اور صحیح و سالم ہے،

(۲) ایک تاجر نے تجارت مین سخت نقصانات اٹھائے، عالم یاس و حزن مین اس نے اپنے تئین ہلاک کرلینے کے قصد سے اپنے سینہ سے بندوق لگا کر چھوڑ لی، گولی اس کے سینہ کے بائین جانب اس زور سے لگی کہ سینہ کے ڈھیچر کو توڑ دیا گوشت اور بعض ہڈی تک ریزہ ریزہ ہوگئی ایک بڑا سا سوراخ جسکا طول ۲۵ سنٹیمیٹر اور عرض ۵ سنٹیمیٹر تھا ہوگیا اس کی آنتین باہر نکل پڑین، پیٹ اور سینہ کے اندرونی اعضا ایک دوسرے مین مخلوط ہوگئے اور نہایت کثرت و سرعت کے ساتھ خون نکلنے لگا، زخمی تاجر اسپتال مین بھیجا گیا اور وہ بندوق لگنے کے ٹھیک ایک گھنٹہ بعد وہان پہنچا، معائنہ کے بعد معلوم ہوا کہ اُس کے سینہ اور پیٹ کے بیچ کا پردہ جو دونون کے اعضا کو الگ رکھتا ہے پھٹ گیا ہے، قلب کی تھیلی بھی پھٹ گئی ہو اسکے گرد و پیش اس کثرت سے خون جمع ہوگیا ہے کہ قلب کی حرکت سست پڑگئی ہے اور بائین پھیپھڑے کے نچلے حصہ مین متعدد زخم لگے ہین،

ضروری صفائی کے بعد پہلے آنتین اپنی جگہ پر رکھدی گئین اور وہ سوراخ جو پیٹ اور سینہ کے درمیان مین تھا بند کر دیا گیا، قلب کے آس پاس کا خون خوب دھو دینے کے بعد اسکی تھیلی سی دی گئی، پھیپھڑے کے زخمون مین بھی ٹانکے لگا دئے گئے اور اس کو ہوا دیگئی جس سے اس مین حرکت پیدا ہوگئی اور وہ اپنا کام کرنے لگا، اس تکمیل عمل کے بعد پھر اندر سے شدت کے ساتھ خون آنے لگا جسکی وجہ سے اسکا پیٹ دوبارہ کھولا گیا معلوم ہوا کہ طحال بھی پھٹگیا ہے، ڈاکٹر نے طحال کو جڑ سے کاٹ کر نکالدیا اور اس کے بعد پھر پیٹ بند کر دیا گیا، تیمار داری ونگرانی کے تمام موجودہ وسائل کام مین لائے گئے، یہان تک کہ مریض تا جر دو مہینے مین پوری صحت پاکر نکلا اور اب اسکا وزن علالت کے پہلے کے وزن سے سات کیلوگرام زیادہ تھا،

(۳) ایک شخص اسپتال مین آیا جسکی عمر پچیس برس کی تھی لیکن اوسکا جسم ایسا تھا کہ وہ بارہ تیرہ برس کا معلوم ہوتا تھا، چہرہ پر ساٹھ برس کے بوڑھون کی طرح جھریان پڑی ہوئی تھین اور اس کے تمام اعضا چھوٹے چھوٹے، دبلے پتلے اور اتنے کمزور تھے کہ وہ کچھ کام کاج کرسکنے کی قوت نہ رکھتا تھا، اس کا باپ جو ساتھ آیا تھا اسکی بیماری سے سخت پریشان تھا، اس نے تمام ڈاکٹرون سے علاج کرایا تھا اور کوئی دوا ایسی نہ چھوڑی تھی جو اس کو بتائی گئی ہو، اور اس نے استعمال نہ کرائی ہو، اس نے مدتون اس کو پہاڑ پر بھی رکھا، لیکن ان مین سے کسی تدبیر سے اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا، اسپتال کے ڈاکٹر نے مرض یہ تشخیص کیا کہ اس کے دماغ کے سخت اور ٹھوس غدود مین سے ایک غدہ متورم ہے اسکی تائید رونتجن شعاعون سے بھی ہوئی ڈاکٹر نے نشتر لگانا تجویز کیا، مریض اور اس کا باپ دونون خوشی سے راضی ہوئے، مریض کی کھوپڑی کھول کر غدہ کے ورم پر نشتر لگایا اور ورم زائل کر دیا گیا، اس عمل پر پورے چھ مہینہ بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ مریض بالکل اچھا ہوگیا اُسکی صورت بارہ تیرہ برس کے لڑکے سے ایک جوان آدمی کی صورت مین متغیر ہوگئی اور اب وہ پورا جوان نظر آنے لگا جسم کے ساتھ ساتھ اسکی عقل، اس کے ادراک اور اس کے شعور مین بھی ترقی ہوئی اور وہ ہر قسم کے کام کرسکنے کے قابل ہوگیا،

فن جراحت کی موجودہ ترقی نے اس کو متعدد مزمن امراض مین بھی نہایت کامیاب ثابت کیا ہے مثلاً سل، امراض قلب اور کسی عضو کا شل ہو جانا وغیرہ، سل ریوی (پھیپھڑے کا سل) کے متعدد مریضون پر یہ عمل جراحت کامیاب ثابت ہوا کہ مریض کے اس پھیپھڑے کے جانب کے اضلاع جو مرض سے متاثر ہے الگ کر دئے گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ایک جانب کا پھیپھڑا بالکل سمٹ گیا، اس مین کے تمام گندے اورام خود بخود مندمل ہو گئے اور اسی اندمال کے ساتھ ساتھ تمام جراثیم بھی ہلاک ہو گئے اور وہ مریض صرف ایک ہی پھیپھڑے کے ساتھ اس موذی مرض سے بے خوف وخطر زندہ رہا، اس طریق عمل کی کامیابی کی وجہ سے مین نے دیکھا کہ مرض سل کے مخصوص ماہر ڈاکٹر بھی اکثر حالت مین مریض کو اپریشن ہی کا مشورہ دیتے ہین اور مریض اپریشن سے بالکل صحتیاب ہو جاتا ہے، جدید طریقہ علاج مین بعض امراض قلب کا علاج بھی اپریشن ہی سے کرتے ہین، چنانچہ ذبحہ قلبیہ (قلب کے آس پاس مین ایک قسم کی چبھن) جو نہایت تکلیف دہ اور دفعتہً پیدا ہو جانیوالا درد ہے اس کا علاج بھی اپریشن ہی کے ذریعہ سے کامیاب ثابت ہوا ہے، اتنا معلوم ہے کہ اس کا سبب قلب کی تھیلیون کا انقباض ہے، اس بنیاد پر قلب کے ایک مخصوص و ماہر ڈاکٹر نے عضلات قلب مین سے ایک عضلہ کو کاٹ کر علیحدہ کرنا تجویز کیا تاکہ اس مین انقباض پیدا ہی نہ ہو، چنانچہ اس تجویز کے مطابق ڈاکٹر نے عمل کیا اور اب تک تین مریضون پر یہ عمل جراحت اچھی طرح کامیاب وسودمند ثابت ہو چکا ہے،

رنتجن شعاعون کی مدد سے یہ امر اچھی طرح واضح ہو گیا ہے کہ بہت سے مریض جن کے اعضائے اسفل مفلوج معلوم ہوتے ہین، اس مفلوجیت کی وجہ ان کے اعصاب مین کسی خرابی کا پیدا ہو جانا نہین ہوتی بلکہ صرف ان اعصاب پر خارجی طور پر کوئی دباؤ اسکا سبب ہوتا ہے مثلاً پیٹھ کے اعصاب کے سلسلہ مین کسی ورم کا ہو جانا یا اوسکی ہڈیون کے اندرونی حصّہ مین کسی دمل کا پیدا ہو جانا وغیرہ، ایسے مریضون پر اپریشن ہی کامیاب ہوتا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے یکبارگی وہ دباؤ زائل ہو جاتا ہے، تم اس مریض کے تعجب وحیرت کا کیا اندازہ کر سکتے ہو جو مدتون اپنے پاؤن کو حرکت تک نہ دے سکتا تھا لیکن اس عمل کے بعد وہ نقل وحرکت کے قابل اور

دوسرونکی طرح چلنے پھرنے اور دوڑنیکے لائق ہوگیا ہو،

اس وقت سب سے زیادہ قابل توجہ اپریشن کے ذریعہ سے مثانہ، گردہ اور پروستاتا وغیرہ مسالک بول کے امراض کا علاج ہے، آج سے کچھ دنون بیشتر تک معالج گردہ کے عمل جراحت کے وقت سینکڑون قسم کے اندیشے کرتا تھا، لیکن آج نہایت اطمینان اور کامیابی کے ساتھ یہ عمل کیا جاتا ہے، جوانون کو چھوڑ و بوڑھون تک پر یہ عمل نہایت کامیاب ثابت ہوتا ہے، ایک مریض کا ذکر سننے کے لائق ہے، ایک جوان جسکی عمر اٹھائیس برس کی تھی شفاخانہ مین آیا، اس کے بائین پہلو مین درد کی مزمن تکلیف تھی، پیشاب مین درد کے ساتھ مواد آتا تھا، معائنہ طبی اور پیشاب کی جانچ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اس کے بائین گردہ مین سل کے جراثیم و جروح موجود ہین اور مرض کا اثر بڑھکر مثانہ تک کو متاثر کر چکا ہے، ڈاکٹر نے گردہ کو کاٹ کر الگ کر دینا تجویز کیا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن مثانہ اسکی ضرورت و احتیاج کی وجہ سے باوجود مرض اس امید پر باقی رہنے دیا گیا کہ مریض جوان ہے عقاقیر کے ذریعہ سے اسکو شفا ہو جائیگی، لیکن کچھ دنون علاج کے بعد معلوم ہوا کہ مثانہ پر علاج کا کوئی مفید اثر نہین پڑتا، اسکی تکلیف بڑھتی جاتی تھی یہانتک کہ وہ پیشاب کو بالکل نہ روک سکتا تھا، اب ناچار مثانہ پر بھی عمل جراحت کیا گیا، وہ اس طرح کہ مثانہ پورا نکالکر مجری بول داہنے گردہ کی طرف داہنے پہلو مین پیٹ کے نیچے ایک بڑا سوراخ کر کے بنا دیا گیا، اس بڑے سوراخ مین کاوتشوک (غالبا ربڑ کی قسم کی کوئی چیز ہے) کی ایک تھیلی رکھدی گئی جس مین پیشاب گرا کرے، یہ عمل اچھی طرح کامیاب ثابت ہوا، مریض کو پوری صحت ہوگئی، اس کے قوے مضبوط ہوگیے اور وہ ہر طرح کے کام کاج کر کے دوسرونکا بار اٹھانے کے قابل ہوگیا، حالانکہ اس سے پہلے وہ خود دوسرون پر بار تھا،

علاج الجراحتہ کے ان بیشمار نتائج حسنہ مین سے جو ان ممالک مین روزمرہ وقوع پذیر ہوتے رہتے ہین یہ چند واقعات اسکی حیرت انگیز کامیابی کے ثبوت مین غالبا کافی ہونگے، مین نے آغاز تحریر مین ان کو معجزات سے تعبیر کیا ہے، کیا اس کے سوا کسی اور لفظ سے بھی ہم اسکی تعبیر کر سکتے ہین؟ موجودہ زمانہ مین صحت کی خرابیون اور آئے دن گوناگون امراض کی پیدائش کے باوجود ہمارے مشرقی اطبا نے فن جراحت کی طرف سے جس طرح چشم پوشی کرلی ہے، کیا چشم پوشی صحیح اور مناسب

رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی صدسالہ سالگرہ

گذشتہ جولائی کے تیسرے ہفتہ مین، اسے ۲۰ تک رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے لندن مین، اپنے عمر کی ایک صدی کی تکمیل پر شاندار طریقہ سے سالگرہ منعقد کی، کئی مہینون تک تیاریان ہوتی رہین، مختلف علمی مجالس کو دعوت دیگئی تھی جن مین قابل ذکر، برٹش اکیڈمی، (لندن) رائل اکیڈمی، (بلجیم) کانکلیج انسٹیٹیوٹ (ہالینڈ) اسکول آف اورنٹیل اسٹڈیز، فرنچ اسکول آف فارالیسٹ، اسکول آف اورنٹیل لنگوجز، اور اسکول آف اورئنٹل لیٹریچر آف رومہ ہین، شرکائے مجلس مین سفیر جاپان، وزیر افغانستان اور تقریباً ۸۰ علمی مجالس کے نمائندے تھے، مجلس نے عام جلسہ کے بعد سہولیت وآسانی کے لیے تمام مباحث کو چار شعبون پر تقسیم کر دیا تھا شعبۂ اول کا نام مجلس مشرق بعید تھا اور اس مین چین، جاپان، انڈو چائنا، سیام اور ملایا کے ممالک داخل تھے، اس شعبہ کے صدر مسٹر ایل، سی، ہاپکنس تھے، اس مین پہلے دن رومہ یونیورسٹی کے پروفیسر جی، دکاکا، "تیرہوین صدی کی ایک انجیل" پر اور مسٹر بلیرسن کا، "ملایا کی ایک قدیم ترین تحریر" پر مضمون پڑھے گئے، دوسرے دن ایم پال پیلیاٹ پروفیسر ڈبلو، ای، سوتھ ہل، ڈاکٹر سٹین کونو نے تقریرین کین اور مباحث مین حصہ لیا، تیسرے دن مسٹر ایل، سی ہاپکنس اور مسٹر ار، ایل، ہابسن، کا مشترکہ مضمون پڑھا گیا، پروفیسر الگزف، ڈاکٹر لینن گائل، پروفیسر ایسن، اور مسٹر جی، آر، ایس میڈ نے اپنے مضامین پڑھے اور مباحث مین حصہ لیا، اس کے آخری اجلاس مین پروفیسر کارنیلیس پی برنڈلی نے اپنا فاضلانہ مضمون سنایا اور اس کے بعد ایچ، ڈی، چوسی چو سفیر چین نے اپنی تحریر سے حاضرین کو مستفید کیا، دوسرے شعبہ کا نام مجلس اقوام قدیمہ تھا، اور یہ سامی، سمیری، مصری، وغیرہ پر مشتمل تھی، اس کے صدر پروفیسر لنگڈن تھے، پہلے دن پروفیسر برسٹیڈ نے مصری طب پر ایک تحریر پڑھی، ڈاکٹر بلیک مین نے اس تحریر پر اظہار رائے کیا اور اس کے بعد ڈاکٹر ہال نے ارالعبید اور بحرین کی برطانوی تحقیقات کے متعلق ایک مصور لکچر دیا، دوسرے دن ایم تھرو ڈینین (مسٹر ڈرائور، مسٹر گڈ، پروفیسر واٹرین اور پروفیسر ہاگوبین نے

تقریرین کین، پروفیسر لنگڈن نے پروفیسر لکن بل کا مرسلہ مضمون "اولین انڈو یورپین" پڑھ کر سنایا، تیسرے دن ڈاکٹر ڈانیخ ڈاکٹر گسٹر، پروفیسر کرخو، مسٹر فریڈ لینڈر، نے اپنے مضامین پڑھے جنکو بہت دلچسپی سے سنا گیا، تیسرا شعبہ ہندوستان کے متعلق تھا، اور اس کے صدر مشہور پروفیسر اے، اے، مکڈونل تھے، پہلے دن سر جارج گریرسن کی غیر متوقع علالت سے کوئی کارروائی نہ ہوسکی، دوسرے دن ڈاکٹر ایف، ڈبلو ٹامس نے چار سنسکرت تمثیلات پر اپنا مضمون پڑھا، ایم سیلوئن لیوی، اور ڈاکٹر سٹین کونو نے اس پر اظہار رائے کرتے ہوئے مضمون نگار کی بڑی تعریف کی، اس کے بعد پروفیسر اے، وی ولیم جیکسن نے اپنا مضمون پڑھا، بعد ازان ڈاکٹر سٹن نے قدیم ختن کا ایک عہد شاہی" کے موضوع پر ایک تحریر سنائی، تیسرے دن مسٹر این سی چٹرجی نے "ہندوستان قدیم کے طریقہ حرب" پر ایک مضمون سنایا، اور اس کے خاتمہ پر مسٹر پی، جے، تھومانے "ابتدائی ہندی مسیحیت" پر تقریر کی، جناب صدر، مسٹر اتیھوون، سر جان ولیس، وغیرہ نے بحث مین حصہ لیا، چوتھے دن مسٹر جسٹن، ای، ایبات نے سیواجی کے متعلق پرتگالی تاریخ پر ایک مضمون پڑھا، اس کے بعد ڈاکٹر ولیم کرک کا مضمون، اس شعبہ کے ناظم مسٹر ڈیو ہرسٹ نے پڑھکر سنایا،

آخری شعبہ، مجلس اسلامی کے نام سے موسوم تھا، اور اکسفورڈ یونیورسٹی کے مشہور ادیب پروفیسر مار گولیس اس کے صدر تھے، فاضل مستشرق، ڈاکٹر ای، جی براؤن نے حاظرین وشرکائے مجلس کا خیر مقدم کیا، بیرونی دنیا کے جن اشخاص نے اس مین حصہ لیا ان مین لائق ذکر پروفیسر جین ڈنیس، پروفیسر مسگنن، پروفیسر منارزکی اور پروفیسر کرسٹن زن، اور پروفیسر ونسنک ہین، پہلے دن ڈاکٹر نکلسن نے مولانا رومی کی تصنیف "فیہ ما فیہ" پر روشنی ڈالی، اس کے بعد مسٹر اے، ایچ ہارسے نے زین الانصاری کی کتاب فتوحات الٰہیہ پر جو تصوف مین ہے ایک مضمون پڑھا، ڈاکٹر براؤن نے الفخری کے ایک فارسی ترجمہ کے متعلق جس کا ابھی ابھی پتہ چلا ہے، مختصر الفاظ مین تذکرہ کیا، پروفیسر دی، منارزکی نے "ایران مین ترکی السنہ" پر ایک عالمانہ خطبہ دیا اور کپتان کرسول نے تصاویر کے ذریعہ قلعہ قاہرہ کے اثریات پر لکچر دیا، پنجشنبہ کے دن دمسٹر ای، جے ہولیارڈ علالت کی وجہ سے غیر حاضر

کی کیمیا، کی ابتدار" پر تقریر نہ کرسکے اور مسٹر کرنکو نہایت ہی اطمینان سے "عربی لغت کی ابتدار" اور ایام جاہلیت کی شاعری" پر مضامین پڑھنے کا موقع مل گیا، انھین مضامین پر بحث شروع ہوئی، اور اس کے دوران مین معلوم ہوا کہ پروفیسر بون عنقریب دیوان جریر شایع کرنے والے ہین، جمعہ کی کارروائی پروفیسر گیولامی کے مضمون سے جو بعض مباحث درمیان علمائے اسلام و مسیحیت" کے زیر عنوان تھا، شروع ہوئی، یہ مضمون ابوقرہ راہب حران کی ایک کتاب مجادلہ پر مبنی تھا، پروفیسر موصوف اس کتاب کو بہت جلد اڈٹ کرنے کے بعد شایع کرنے والے ہین، آخری مضمون مسٹر ار، پی، ڈبو ہسرسٹ کا تھا، اس مین انھون نے عربی و فارسی عروض کے مطالعہ کے چند نتایج پیش کیے تھے اور متنبی، سعدی اور حافظ پر زیادہ زور دیا تھا،

تنجور کا شاہی کتب خانہ

انسائیکلوپیڈیا کی ۹ دین اشاعت کی جلد ۱۴ صفحہ ۵۲۲ مین ہم پڑھتے ہین کہ

"ہندوستان کی قابل ذکر لائبریری تنجور کا شاہی کتبخانہ ہے، جو سولھوین صدی کے اواخر یا سترھوین صدی کے اوائل مین، جبکہ یہ علاقہ تلنگو نایکون کے قبضہ مین تھا، قائم ہوا تھا، ان لوگون نے ان سنسکرت کتابون کو جو تلنگو حروف مین ہین جمع کیا، اٹھارہوین صدی مین مرہٹون نے اس علاقہ کو فتح کیا اور اس وقت سے یہ کتبخانہ برابر ترقی کررہا ہے، اس کا ایک بڑا حصہ سرفوجی بھونسلا نے اپنے قیام بنارس (۱۸۲۰ء) کے دوران مین حاصل کیا تھا، اس کے جانشین سیواجی نے بھی چند کتابین جمع کین لیکن وہ کوئی اہمیت نہین رکھتین، اس وقت اس کتب خانہ مین تقریباً اٹھارہ ہزار کتابین ہین یہ کتابین دیوناگری، نندی ناگری، تلنگو، کنڑا، گرنتھا، ملایالم، بنگالی، پنجابی، کشمیری، اور اڑیہ زبانون مین ہین، ان مین سے آٹھ ہزار پتون پر لکھی ہوئی ہین، ڈاکٹر برنل نے ۱۲۳۷۵ کتابون کا اپنی فہرست کتب مین تذکرہ کیا ہے،

اب یہ کتب خانہ، سرفوجی محل لائبریری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، حکومت نے عام استفادہ کیلئے اسے پبلک کتبخانہ بنا دیا ہے اور وہی اس کے مصارف کی کفیل ہے، اپنے وسعت مباحث، کثرت تعداد اور تنوع السنہ

کے لحاظ سے ہندوستان مین اس کی شاید کوئی نظیر نہین حکومت ہند نے اس ذخیرہ کی اہمیت ۱۸۶۶ء مین سمجھ لی تھی، اور اس کے زیر ہدایت مدارس حکومت نے مسٹر بگیفورڈ پروفیسر سنسکرت کو تنجور کے قلمی نسخون کی فہرست ترتیب دینے کے لیے مقرر کیا، مسٹر بگیفورڈ نے بہت کم کام کیا، اور ۱۸۷۱ء مین ڈاکٹر برنل سیشن جج اس خدمت کے لیے نامزد ہوئے، ڈاکٹر موصوف نے نہایت ہی انہماک و جوش سے کام شروع کیا اور ۱۸۸۰ء تک ایک فہرست کتب شایع کرتے رہے لیکن ۱۸۸۰ء سے ۱۹۱۸ء تک اس کتب خانہ کی حالت نہایت ہی ابتر و خراب رہی، اس کے لاتعداد نسخے اس خزانہ سے نکل کر دوسری جگہ چلے گئے، اور صرف ڈاکٹر برنل کی فہرست انکی موجودگی کا ثبوت ہے، اور حال مین تو اس بیش بہا مجموعہ کو یورپ کے ہاتھون بیچ دینے کا سامان بھی ہو چکا تھا، لیکن نہ معلوم کیون، یہ گفتگو دفعتہً ختم ہو گئی، جب سے یہ کتب خانہ ایک قومی ملکیت ہوئی ہے، اس نے سنبھالا لیا ہے، اور اسی قلیل عرصہ مین، علم دوست اصحاب نے اسے قلمی نسخون کے تین بیش بہا مجموعے پیش کیے ہین، یہ گنگکر، جمبوناتھ بھٹ لنداگی، اور پتن اودھوتا کے جمع کیے ہوئے ذخائر ہین اور انکی تعداد ۲۳۱۱ ہے، ۱۹۲۰ء سے ہر سال تقریباً ۳۰ ہزار اشخاص اوسکی زیارت کو جاتے ہین اور ایک ہزار قلمی نسخے دیکھے جاتے ہین، اس ذخیرہ کی مابہ الامتیاز خصوصیت یہ ہے کہ اس مین سنسکرت زبان کے تقریباً اہم نسخے جو مختلف زبانون مین ہین موجود ہین، سولھوین سترھوین اور اٹھارھوین صدی کے جنوبی ہندوستان کے مصنفین کی تصانیف بکثرت موجود ہین، تاریخی تصانیف، تمثیلات، قصائد، جینی مذہب کے متعلق تصانیف، شاسترونکی تفاسیر اور دیگر مذہبی کتب کے حواشی اس کتب خانہ کی زینت بڑھاتے ہین،



اخبار علمیہ

سنہ ۱۹۲۳ء مین، ۹۲۹،۹ اشخاص برطانوی عجائب خانہ دیکھنے گیے، یہ تعداد گذشتہ سال سے ۸۰۰۰۰ زائد ہے، صرف اتوار کے جانیوالون کی تعداد ۳۴۴۹۰۶ ہے،

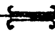


۴ اگست سے ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء تک ۴۰۰۰۰ بلجیم سپاہی، لڑائی مین کام آئے اور ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء سے ۲۵ جون سنہ ۱۹۲۳ء تک ۴۵۰۰۰ زخمی سپاہیون مین سے ۱۰ فی صدی گیس کے اثر سے مرگیے،



علاقہ کنسنگٹن مین عورتون کی تعداد مردون سے ۴۰۰۰۰ زائد ہے،

اس وقت انگلستان مین ۹۷۰۸۰۰ موٹرین ہین، دو سال کے اندر یہ تعداد بڑھی ہے پہلے صرف ۵۰۰۰۰ تھی،



گذشتہ سال انگلستان مین ۱۱۸۶۴۷۹۰۰۰ اشخاص نے ریل کا سفر کیا، ان مین سے صرف ۵ حادثہ کی وجہ سے ہلاک ہوئے، سنہ ۱۹۲۱ء مین ۱۲۵۲۰۵۶۳۸۶ مسافرین مین ۱۹ کی جانین تلف ہوئی تھین،

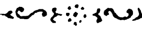


سوئیڈن کے ایک کارخانۂ ارکشی کے مالک نے دعوی کیا ہے کہ وہ لکڑی کی بیکار چیلیون اور برادہ کو بجائے ایندھن جلا کر گیس پیدا کرسکتا ہے، اس طرح سے تقریبًا ۸۰ فی صدی ایندھن بچ جائیگا،

بکس اور ڈبے بنانے مین اس وقت تک لکڑی یا کاغذ کے موٹے تختے استعمال کئے جاتے تھے، لیکن اب روسی کارخانہ نے برادہ اور راکھ سے ایک ایسا قوام تیار کیا ہے جس سے لکڑی اور کاغذی تختے بنائے جاسکتے ہین، اس کے ساتھ ہی یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس کو سخت و نرم دونون رکھ سکتے ہین،



اس وقت پیرس، مغربی دنیا کے فیشن کا مرکز ہے، اس سے پہلے یہ عزت اطالیہ کے ایک شہر میلن کو حاصل تھی،



انسان وحیوان ہی کو خداوند تعالیٰ نے قوت بینائی عطا فرمائی تھی، اب ماہرین سائنس نے بیجان چیزون مین بھی یہ خصوصیت پیدا کردی ہے، اس آلہ کا نام "برقی چشم" ہے، اس سلینیم سے بہت کچھ کام لیا گیا ہے، ڈاکٹر البرٹ نیوبرگر کے سر اس ایجاد کا سہرا ہے،



گذشتہ چار سالون مین دو بہت بڑے برف کے پہاڑ سمندر مین بہتے ہوئے پائے گیے ہین، ان مین سے ایک ۷۰۰ فٹ بلند تھا، اس مین سے ۲۸۰ فٹ سطح آب کے اوپر تھا، دوسرا ۱۶۵ فٹ بلند پانی کے اوپر اور ۱۶۰۰ فٹ لنبا تھا اس کا وزن ...... ۳۶۰ ٹن تھا، اور جہاز ٹیٹنک سے ۵۰۰ گنا بڑا تھا،



اگرچہ اس وقت تک مختلف غیر سلکی آلے موسم کے حالات معلوم کرنے کے لیے بنائے جاچکے اور کچھ نہ کچھ کامیاب بھی ثابت ہوچکے تھے تاہم دور کے موسم کے لیے اب ایک آلہ بنایا گیا ہے ٹینیسی کے پروفیسر ٹروٹے کے اس آلہ کے ذریعہ، دور دراز کے طوفان کی وسعت سختی، اور تخریبی قوت نہایت آسانی سے معلوم کیجاسکتی ہے



اسپین کے بادشاہ، امرار و علمار کے سامنے مارس ڈی سنتا کارا کے سسٹر کے نے ایک عجیب تجربہ کی نمائش کی ہے، وہ دھات کے پتھر کو اپنی آنکھوں پر باندھ لیتا ہو اور پھر جو چیز بھی اس کے سامنے رکھ دیجائے اس کو پڑھ دیتا ہے، کمال اتنا ہی نہین ہو بلکہ وہ ملفوف خط کے مضمون کو بھی بلا کھولے ہوئے پڑھ دیتا ہے، ماڈرڈ دار السلطنت اسپین کے سائنسدان اس مسئلہ کے حل کرنے کی فکر کر رہے ہین،

ہر شخص کو اس کا علم ہے کہ ریل مین کوئلہ کا ایک بڑا حصہ صرف ہوتا ہے، اور کوئلہ کی کمی و گرانی پر اس کا بڑا اثر ہے، اب سویڈن کے ایک موجد نے جس کا نام جنگ ستارم ہے اس کا حل نکالا ہے، اس نے انجن کے ہر عضو کو چھوٹا کر دیا ہے، اور اس طرح انجن کا پیٹ بھی کم ہوگیا ہے مگر اس سے انجن کی چال یا تیزی مین کوئی فرق نہین آتا اور کوئلہ کی ایک بڑی مقدار بچ جاتی ہے،



پولیس نے مجرمین کی شناخت کے لیے انگوٹھے کے نشان کو ایک خاص اہمیت دے رکھی ہو، ماہرین کا خیال ہے کہ کبھی بھی ایک آدمی کے نشان دوسرے آدمی سے نہین مل سکتے اور اس طرح اصلی مجرم کا پتہ چل سکتا ہے، مگر حال ہی مین ایک واقعہ ایسا پیش آیا ہے جس نے اس خیال کو باطل ثابت کیا ہے، اور معلوم ہوا ہے کہ جعلی نشانات بھی بنائے جا سکتے ہین، مسٹر ایم ابرتیلان نے اب دعویٰ کیا ہے کہ انگوٹھون کے بجائے کان کی ساخت سے مجرم کا پتہ لگانا زیادہ صحیح ہے،



برسون کی مسلسل کوشش کے بعد ایک ایسی دھات کے بنانے مین کامیابی ہوئی ہے، جو المونیم کی طرح سبک اور لوہے کی طرح سخت ہے، اس کا نام ڈورالومن ہے،

پانی سے بجلی حاصل کرنے کے لیے سیڑھی نما اونچی دیوارین بنائی جاتی ہین اوران پر سے پانی کی چادرین گذرتی ہین، پانی کے گرنے اور بہنے سے بجلی پیدا ہوتی ہے، دنیا کی سب سے بڑی دیوارین حال ہی مین ریاست کالفورنیا مین بنکر تیار ہوئی ہین، یہ دیوارین سطح چشمہ سے ۸۲ فٹ بلند ہین،

ٹیلیفون سے گفتگو کرنے مین اب تک دو آدمیون کی ضرورت ہوتی تھی اور بسا اوقات مخاطب کی غیر حاضری کام مین رکاوٹ ڈالدیتی تھی، اب جرمنی کے علمی رسالہ نے ایک ایسے آلہ کے حالات شایع کیے ہین، جو مخاطب کی غیر حاضری مین متکلم کے الفاظ کو لکھ دیا کرے گا،

بحر اطلانطک کے جہازات سب سے زیادہ صابون صرف کرتے ہین، چنانچہ تین جہازون کو سال بھر تک صاف رکھنے کے لیے ۵۰۰۰ گیلن رقیق صابون ۷۰۰۰۰ پونڈ نرم صابون، ۶۳۰۰۰ پونڈ سفوف صابون اور ۴۵۰۰۰ پونڈ سوڈے کی ضرورت ہوتی ہے،

حال ہی مین ایک چھوٹے سے جہاز نے جو صرف ۱۰ ٹن کا تھا، دنیا کے گرد ۱۱۳۱۵۹ میل کا سفر طے کیا ہے، یہ جہاز ۶ ستمبر ۲۲ء کو روانہ ہوا تھا، اور ۶ آدمی اس مین سوار تھے،

مسٹر کلیفورڈ بیرس کا بیان ہے کہ دنیا مین جتنی خودکشیان ہوتی ہین ان مین سے ۳/۴ خرابی دماغ کا نتیجہ ہین، اور جب تک ہر جگہ اس مرض کے مخصوص مرکز نہ بن جائینگے یہ صورت حال قائم رہیگی،

ہوائی پیمائش کے ذریعہ کاشت کی پیداوار کے اندازہ لگانے کا جو طریقہ ایجاد کیا جا رہا ہے، امریکہ نے اس مین ایک حد تک کامیابی بھی حاصل کر لی ہے،

ادبیات

افکار ماجد

ہمارے دوست مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی کی نسبت یہ سبکو معلوم ہے کہ وہ ایک پرزور خطیب، اور ایک رنگ خاص کے انشا پرداز ہین، مگر یہ شاید کم لوگون کو معلوم ہے کہ وہ ایک دیوان شعر کے بھی مالک ہین، مولانا اردو مین اکثر اور عربی وفارسی مین گاہے گاہے بطریق سلف اظہار راز کیا کرتے ہین، ذیل کی غزل مولانا نے میرے لیے ذاتی طور پر تحفۃً بھیجی تھی، لیکن مین تھوڑی جرأت کرکے یہ تحفہ تمام ناظرین مین تقسیم کرتا ہون، "اڈیٹر"

رونا غم فرقت مین کیا رنگ دکھاتا ہے ۔۔۔ آنسو کے ہین قطرے یا دامن پہ کلیجا ہو

ویران کدہ دل مین اب میرے دھرا کیا ہو ۔۔۔ کچھ داغ ہین حسرت کے کچھ خون تمنا ہو

ہلچل ہو زمانہ مین، عالم تہ و بالا ہے ۔۔۔ ہو وقت مدد مولا وہ وقت اب آیا ہو

ہو عزم طلب صادق تو یاس نہین ہوتی ۔۔۔ جس نے تجھے ڈھونڈا ہو اس نے تجھے پایا ہو

ہے نقش فنا تیرا ہر شعبدۂ صنعت ۔۔۔ ہستی تری ای دنیا کچھ بھی نہین دھوکا ہو

آنے کے یہ معنی ہین جانیکے لئے آئے ۔۔۔ جینے کا یہ مطلب ہو اک دن ہمین مرنا ہو

تم دل سے اگر پوچھو تو دل کو مرے پوچھو ۔۔۔ درد و غم الفت کی ٹیسون مین مزا ہو

غیرونکی شکایت کیا انہون مین نہین الفت ۔۔۔ یہ وقت ہی ایسا ہے ایسا ہی زمانا ہو

ہنستے ہوئے اٹھے ہین وہ خواب سے اے ماجد ۔۔۔ شاید کسی بیکس کو روتا ہوا دیکھا ہو

"نذر سلیمان"

(مولانا راغب بدایونی)

کسی کو شوق سے عیش جہان نہین ملتا — نشاطِ یاس یہی ہے کہ "ہان نہین ملتا"

کچھ اُن کے فیض سے جز امتحان نہین ملتا — خوشی کہان کہ غمِ جاودان نہین ملتا

یہ حال ہے کہ مجھے بھی ہے اتفاق اُن سے — کہ میرے حال سے میرا بیان نہین ملتا

نقاب اُلٹتے ہین دیکھ نگاہ چھینکے ہوش — زبان ملتی ہے لیکن بیان نہین ملتا

نتھی تلاش تو ملتے تھے سو نشان اوسکے — ہوئی تلاش تو اپنا نشان نہین ملتا

خدا کا نام ہے کیا فتنہ عہد کافرین، — حرم کہان کہین دار الامان نہین ملتا

خزان کے رنگ سے ملتی ہوئی بہار تو ہے — مگر بہار سے رنگ خزان نہین ملتا

بلند نیزۂ قاتل پہ سر نہ ہو جب تک — جبینِ دل کو ترا آستان نہین ملتا

یہ ہر نفس نئے خطرے نئے ہین اندیشے — کہ آشیان مین مجھے آشیان نہین ملتا

فریب عجز تمنا کا نام ہے فردوس — مراد وسعی سے آرامِ جان نہین ملتا

نگاہ چاہیے حسن آشنا کہ ذوق نگاہ — جسے یہان نہین ملتا وہان نہین ملتا

یہ نور عرش "سلیمان" کی نذر ہے راغب
کہ عرش کوئی پئے ارمغان نہین ملتا

"خطاب بہ حیات"

(مولوی سید وہاج الدین احمد صاحب شمیم، اسسٹنٹ پروفیسر اورنگ آباد کالج)

ہر چیز مین جہان کی جلوہ ہے عام تیرا — تیرنگیون مین دیکھا نقشِ دوام تیرا

شکلِ فنا مین نہان، تیری بقا کا عنصر — ہر فرق مین نمایان، اک التیام تیرا

دنیا کا ہر تغیر، تیرے ابد پہ شاہد — فطرت کی ہر خموشی، گویا پیام تیرا

موجون کی کشمکش مین، دیکھا تجھے نمایان — کہسار کی فضا مین، پایا قیام تیرا

کانٹون نے چبھ کے تیری تلخی بتائی ہم کو — پھولون نے ہنس کے بھیجا ہم کو سلام تیرا

غنچون نے تیری سن گن بادِ صبا سے پائی — بلبل نے بوئے گُل سے، پایا پیام تیرا

تارون کی انجمن مین، تو نُور بنکے چمکی — بالائے بام چمکا، ماہِ تمام تیرا

موجِ نسیم بن کر کلیون کو گدگدایا — خرمن کو جب جلایا، تھا برق نام تیرا

ہر خار کی کھٹک مین، ہر شمع کی چمک مین — ہر درد کی کسک مین، پایا پیام تیرا

خمخانۂ ازل مین پیرِ مغان نے جس دن — ق — تو بجلیون سے کھینچا اک تلخ جام تیرا

کیا کیف روح پرور تجھ مین بھرا ہوا تھا — جس جس کو تو نے تاکا، وہ تھا غلام تیرا

مٹی پہ تجھ کو چھڑکا، وہ پھول بنکے مہکی — ذرے سے بنکے جگنو، چمکا یا نام تیرا

خاکی ترے اثر سے، مسجودِ نوریان تھا — ق — ذرے کو طور کرنا۔ ادنیٰ تھا کام تیرا

سارے جہان نے چکھا، خالی ہوا نہ لیکن — گردش مین آج تک ہے پہلا وہ جام تیرا

اے آب روح پرور، ہر چند تو وہی ہے — ق — رندون مین پر کہان ہے. ذکرِ مدام تیرا

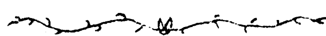
جو عاشقِ جفا تھے، ذوقِ طپش کو بھولے — بیگانۂ اثر ہے سوزِ تمام تیرا

پھر تیری شورشِ قُم، مُردون مین جان ڈالے — سوتون کو پھر جگا دے شورِ خرام تیرا

اے شمع بزمِ ہستی! پھر آرزو یہی ہے — جلنا ہوا کام میرا، تڑپانا کام تیرا

چھوڑا شمیم تونے انداز عاشقانہ

مقبول کس طرح ہو، طرزِ کلام تیرا



باب التقریظ والانتقاد

اخبار الاندلس

(جلد دوم)

اخبار الاندلس کے نام سے منشی محمد خلیل الرحمان صاحب (لاہور) ایس پی اسکاٹ صاحب کی تصنیف ہسٹری آف دی مورش امپائر ان یورپ (یورپ مین مسلمانونکی سلطنت کی تاریخ) کا جو مسلسل ترجمہ شائع کر رہے ہین، اُسکی دوسری جلد شائع ہوئی ہی، پہلی جلد پر گذشتہ سال کے کسی پرچہ مین ہم تبصرہ کرچکے ہین، اس وقت لائق مترجم کے کارنامہ کی دوسری قسط پیش نظر ہے،

مسٹر اسکاٹ اس عہد کے زندہ مصنفین مین ہین اور انھون نے ازراہ لطف ہندوستان کے مسلمانون کو ان کی زبان مین اُن کے دور دست بھائیون کے عروج و زوال کی جو داستان لکھی ہے، اس کے سنانے کی اجازت مترجم موصوف کو دی ہی، مسٹر اسکاٹ اپنی تصنیف کے ان اوراق مین اکثر بے تعصب اور رحمدل نظر آتے ہین، مسلمانون کے مسرت افزا واقعات جب وہ لکھتے ہین، تو وہ خود بھی ہنسنے لگتے ہین، اور جب غمناک سوانح پر پہنچتے ہین تو اونکی آنکھون سے بھی آنسو کے قطرے ڈھلکتے معلوم ہوتے ہین، البتہ یورپ کی تاریخ نویسی کے عام اصول سے اونکا طرز بھی مستثنیٰ نہین یعنی یہ کہ واقعات کے سلسلۂ بیان مین جہان جہان کڑیان ٹوٹتی ہین، یا علل واسباب کی تلاش کی جہان ضرورت پیش آتی ہے اپنے قیاس وگمان کو وقائع کا رنگ دینے کی کوشش کرتے ہین،

پیش نظر جلد آٹھ بابون پر مشتمل ہے، جو پندرھوین باب سے شروع ہوکر بائیسوین باب پر ختم ہوتی ہے، یہ آٹھون باب تعلیقات وحواشی کو چھوڑکر ۲۰۲ صفحون کو محیط ہین، ان ۲۰۲ صفحون مین یورپ مین اسلامی حکومتون

کی تاریخ ۷۲۲ء سے شروع ہوکر ۱۴۹۲ء پر تمام ہوتی ہے، یہ آٹھ باب اسلامی حکومتون کے حسب ذیل انقلابی دورون پر منقسم ہے،

باب ۱۵، سسلی (اٹلی) پر اغلبیون کی حکومت اور خاتمہ،

باب ۱۶، اندلس کے چھوٹے چھوٹے مختلف حکمران اور عیسائیون کا خروج،

باب ۱۷، مرابطین کا عروج، جنھون نے ان متفرق اجزار کو متحد کرکے عیسائیون کا مقابلہ کیا، اور انکو شکست دی

باب ۱۸، موحدین کا ظہور، مرابطین کا خاتمہ، عیسائیون سے معرکہ آرائی کا آغاز،

باب ۱۹، مسلمانون کا ضعف، اور عیسائیون کی کامیابیان،

باب ۲۰، عیسائیون کی اندلس کی بازیافت کے لیے سعی،

باب ۲۱، غرناطہ سے آخری جنگ،

باب ۲۲، بازیافت کی تکمیل اور خاتمہ،

اندلس کی تباہی پر رندی نے جو پر درد عربی مرثیہ لکھا ہے، اس پر کتاب ختم ہوجاتی ہے،

ہر باب مین اشخاص اور مقامات کے جو غیر معروف نام آئے ہین، مترجم نے تحقیق کرکے ہر باب کے آخر مین ان کی تصیح کی ہے، اور ان کے حالات لکھے ہین، مگر معلوم نہین مترجم نے صفحہ ۱۰، مین فاس کو فیض کیون لکھا ؟ یہ غلطی آجکل اخبارات مین عام ہے، اسی طرح مصنف کے بیانات مین جہان کہین مترجم کو اعتراضات یا اغلاط نظر آتے ہین، یا اسلام کے متعلق مصنف کو جہان غلط فہمیان پیش آئی ہین، مترجم نے ذیلی حاشیون مین اونکی تصیح کی ہے اور ان کے جوابات دئے ہین،

ترجمہ اکثر سلیس اور بامحاورہ ہے بعض الفاظ پر گرفت کیجاسکتی ہے مثلاً "مال مغروتہ"، مغروتہ غارت سے اسم مفعول بنایا گیا ہے، مگر یہ صریحًا غلط ہے، اسی طرح فارسی اضافت کی حالت مین "جنگہا" "جزیرہ نما" لکھنا صحیح نہین، "جنگہائے" اور "جزیرہ نمائے" چاہئے، "ہمدردی ہمدگری" (صفحہ ۳۳۱) بھی ٹھیک نہین، علی ہذا ایک ہی فقرہ

مین ایک لفظ کا واحد و جمع استعمال کرنا بھی اعتراض کے قابل ہے "مرابطین کا بقیۃ السیف گروہ جو اپنے موجودہ حکام سے ناخوش تھے،، (صفحہ ۳۰۷ نیز صفحہ ۲۹۰) لفظ "غیر" کی ترکیب سے صفت بنتا ہی مصدر نہین، اس بنا پر یہ کہنا، "غرض علما کے غیر مسامحت اور وحشیانہ ظلم سے" صحیح نہین صفحہ ۲۹۹ "عدم مسامحت،، کہنا چاہئے؛ "مراسم اداکین" (صفحہ ۳۷۴) مراسم مذکر ہے، مؤنث نہین "کندہ کاری" (صفحہ ۲۰۷) اور اس قسم کے اور قابل اعتراض لفظ بھی مل سکتے ہین، بااین ہمہ مترجم کی محنت، کاوش، اور ترجمہ کی عام طور سے سلاست اور روانی، مدح و تعریف کی مستحق ہے،

اردو مین اندلس مرحوم کی تاریخ کا اچھا خاصہ ذخیرہ مہیا ہو گیا ہے، مگر تفصیل اور تحقیق کے لحاظ سے اخبار الاندلس بہترین کتاب ہے، اور اس کو اردو مین منتقل کرکے مترجم نے ہماری زبان اور ہماری قوم دونون پر احسان کیا ہے، کتاب کی تیسری جلد بھی غالباً تیار ہو چکی ہے، اور عنقریب شایع ہو گی، یہ پورا سلسلۂ تاریخی ہر کتب خانہ مین موجود رہنا چاہئے، کہ یہ اسلام کی سب سے بڑی عبرتناک داستان ہے۔ اور اس کو جس قدر دہرایا جائے اتنا ہی اچھا ہے، خصوصاً اس کتاب کے اوراق مین یورپ مین اسلامی حکومتون کے عروج و زوال کی مسرت انگیز اور حسرتناک دونون قسم کی تصویرین ایسی خوبی سے تیار کی گئی ہین، کہ مصنف و مترجم دونو کی صنعت کی تعریف کرنی پڑتی ہے،

لکھائی چھپائی، کاغذ عمدہ، ضخامت ۲۲۰ صفحے، قیمت پتہ: - نصیر کا ٹیج، ربانی روڈ، لاہور



مطبوعات جدیدہ

آل ذوَرعین۔ پنجاب اور صوبۂ متحدہ مین ایک بڑی اور معزز برادری ہے جو ہندو مسلمان دونون طبقون مین منقسم ہے، اور جس کو عموماً رائی یا رائین کہا جاتا ہے، اس قوم کے مسلمان ذی علمون کا دعویٰ ہے کہ یہ قوم خاص عربی نسل سے تعلق رکھتی ہے، اس کا سلسلۂ نسب عمالقۂ عرب کے اُس خاندان سے ملتا ہے جو ہک سوس یا دولتہ الرعاۃ کے نام سے مصر مین مدتون حکومت کرچکا ہے، اسی مناسبت سے اس قوم کے مسلمان افراد اپنی قوم کو راعی یا راعین کہتے ہین، اور اس نام کی ان کی ایک کانفرنس ہے، ایک اخبار ہے، اور اُسکی تاریخ بھی لکھی گئی ہے، حال مین آل ذوَرعین کے نام سے منشی محمد ابراہیم صاحب محشر انبالوی نے اس قوم کی ایک تاریخ لکھی ہے جس مین یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ یہ قوم یقیناً عرب سے آئی مگر اوس کا تعلق عمالقہ سے نہین، بلکہ اذوائے یمن کے ایک خاص خاندان، یعنی یریم ابن حرث ذوَرعین کی نسل سے ہے، حضرت مسیح سے ۱۲۰۴ سال قبل سبائے اصغر یعنی حارث الرائش نے ہندوستان پر حملہ کیا اور ایک حصے پر قبضہ کرلیا جس کے انتظام کے لیے اپنے ایک ہم خاندان سردار یعفر بن عمر بن حجر ذی رعین کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ چھوڑ گیا، پھر اس کے بعد جب خاندان سبا کے اصلی مرکز یمن پر حبشیون کا تسلّط ہوا، اور وہ طرح طرح کے مظالم کرنے لگے تو اس خاندان کے کچھ لوگ اور ہندوستان مین آئے اور اپنے بچھڑے ہوئے بھائیون سے مل گئے، جناب منشی صاحب کا دعویٰ ہے، کہ ہندوستان کے رائین درحقیقت وہی آل رعین ہین، جو آج سے ۱۳ سو سال قبل ہندوستان مین آئے تھے، مصنف کے دعوی کی صداقت کے تولنے کے لیے مستقل تبصرہ کی ضرورت ہے، لیکن اوسکی محنت اور جانفشانی کی داد دینا ہمارا ضروری فرض ہے، زبان اور طریقۂ بیان کا انجمن اصلاح کا طالب ہے :- قیمت فی جلد ۱؎، پتہ :-

منشی محمد ابراہیم محشر کوٹھی مہاراجہ جنید شہر انبالہ

ابطال اعجاز مرزا، مرزا غلام احمد قادیانی، فرقۂ احمدیہ کے بانی نے عربی زبان مین ایک قصیدۂ اعجازیہ لکھا تھا جس کے متعلق ان کا دعویٰ تھا کہ یہ قصیدہ الہامی ہی اور اس کا جواب نہین ہو سکتا، اسی بنا پر انھون نے علمائے اسلام کو دعوتِ مقابلہ بھی دی تھی مگر مناظر علما تک قصیدہ کے پہنچنے سے پہلے میعاد مقرر یعنی بیس دن گذر چکے تھے، حال مین بہار کے ایک فاضل بزرگ مولوی حکیم سید غنیمت حسین صاحب اشرفی (مخدوم چک مونگیر) نے اس کے رد مین ابطال اعجاز مرزا کے نام سے ایک رسالہ تصنیف کیا ہی جس کے دو حصے ہین، پہلے حصہ مین مرزا صاحب کے قصیدہ مین جو صرفی، نحوی، عروضی اور ادبی خامیان ہین، ان کا استقصا کیا ہے، جس وقت یہ قصیدہ شایع ہوا تھا، اڈیٹر معارف کی طالب علمی کا زمانہ تھا، لیکن یہ غلطیان اس قدر صریح تھین کہ سرسری سی مطالعہ سے وہ معلوم ہونے لگین، دوسرے حصہ مین مجیب نے اوسی بحر و قافیہ مین، قصیدۂ اعجازیہ کا جواب دیا ہے جو ہر صاحب نظر کی نگاہ مین ادبی حیثیت سے مرزا صاحب کے اعجازی قصیدہ سے زیادہ معجز ہے، معترض نے کہین کہین مجادلانہ شان بھی اختیار کی ہے جو صحیح نہین، مثلاً مرزا صاحب کا شعر ہے،

و اعطاھم الرحمن من قوۃ الوغی   و ایدھم روح امین فابشروا

اس پر معترض کا اعتراض یہ ہے کہ اعطاء کا صلہ من نہین آتا، مگر درحقیقت یہان **من** صلہ کا نہین، بلکہ تبعیض کا ہے، یعنی لڑائی کی کچھ قوت، البتہ اس شعر مین روح امین کی تنکیر اور فابشروا کا الف قطع فصیح نہین، اگر ادسکو ہمزہ وصل پڑھا جائے تو شعر وزن سے گر جاتا ہے، بہرحال مصنف نے اس رسالہ مین قابل ستائش محنت اور قابلیت سے کام لیا ہے، دوسرے حصہ کی قیمت ۸ر پہلے حصہ کی قیمت درج نہین، پتہ: مطبعہ رحمانیہ مخصوص پور، مونگیر،

نظامیہ تقویم، یہ ایک جنتری ہے، جسے مدرسہ نظامیہ مبلبئی کے طلبہ ترتیب دیتے ہین، اس وقت ۱۳۴۲ھ کی تقویم پیش نظر ہے، اس جنتری مین خاص خوبی یہ ہے کہ یہ اسلامی تعلیمات، اور مسلمانون کی تاریخ کا اجمالی نقشہ برابر پیش نظر رکھتی ہے، صفحہ نو پر مسلمانون کی چھ زبانون اردو، فارسی، عربی، ترکی، پشتو، اور بنگالی کے مرادف الفاظ اور جملے جمع کیے گئے ہین، یہ سلسلہ برابر جاری رہا تو ہندوستانی طلبہ کے لیے زیادہ مفید ہوگا، مگر طباعت کے متعلق

سخت احتیاط اور نگرانی کی ضرورت ہو، مثلاً عربی الفاظ کثیر، یحییٰ، کم کی جلد پر کثیر، یحیٰی ادنعم لکھا ہے، ترکی اور پشتو کے الفاظ پر اعراب دینا نہایت ضروری ہے، چھ آنے کے ٹکٹ بھیجنے پر جناب محمد الدین صاحب خادم مدرسہ نظامیہ بمبئی نمبر ۹ کے پتہ سے مل سکتی ہے،

مذہب اور تلوار، آریون اور عیسائیون کی طرف سے عموماً اسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ مذہب تلوار کے زور سے پھیلایا گیا، اس کے جواب مین مولوی اکبر شاہ صاحب نجیب آبادی نے مذہب اور تلوار کے نام سے ایک مختصر رسالہ لکھا ہے، جس مین یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام کے علاوہ تقریباً ہر مذہب نے اپنی اشاعت کیلئے تلوار اٹھائی ہے، مسلمانون کی بہت سی قومین خود بخود اسلام لائین، مسلمانونکی تقریباً تمام مشہور جنگون کے اسباب وعلل کو بیان کرکے یہ دکھایا ہے کہ مسلمانون نے عموماً مدافعانہ، اور مظالم کی روک تھام کے لیے تلوار اٹھائی کتاب کے سرورق پر کتاب کا خلاصہ مباحث ذیل کے لفظون مین تحریر ہے،

"جس مین اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہو کہ تلوار کا استعمال مذہب مین قطعاً ناجائز ہے"

مگر نہ تو یہ واقعہ ہے، اور نہ خود مصنف کی تحریر کا یہ صحیح خلاصہ ہے، طباعت اور مضمون دونون اعتبار سے یہ کتاب اچھی ہے اور مفید ہے، قیمت ۹ر پتہ منیجر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاء الدین پنجاب،

دختر سمرنا، ترکی کی مشہور ادیبہ خاتون خالدہ ادیب خانم کے مشہور ناول "قمیص من نار" (آتشین کرتا) کا اردو ترجمہ ہے جس مین فاضلہ موصوفہ نے ترکی اور یونان کی گذشتہ جنگ اور ترکون کے صحیح کیرکٹر کا نقشہ قصہ کے پیرایہ مین پیش کیا ہے، مترجم مولوی غلام ربانی صاحب لودھی (علیگ) نے بامحاورہ اور سلیس اردو مین ترجمہ کیا ہے، قیمت عہ؍ پتہ: منیجر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاء الدین پنجاب،

تیغ کمال، یہ ایک ناول کا نام ہے، جس مین جناب مولوی راشد الخیری صاحب نے ترکونکی فتوحات اور اتحادیونکی دماغی پریشانی کو افسانہ بنا کر پیش کیا ہو، مولوی خیری صاحب نے زنانہ ادبیات کے بجائے عام فسانہ نگاری کی راہ مین پہلی دفعہ قدم رکھا، قیمت عہ؍ پتہ منیجر صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاء الدین پنجاب،

انجمن ترقی اُردو کی کتابین

(دفتر دار المصنفین اعظم گڈھ سے طلب کیجئے)

تاریخ تمدن، مسٹر ٹامس بکلس کی مشہور کتاب کا انگریزی ترجمہ، جس مین مصنف نے نہایت فلسفیانہ غور و فکر سے تمدن کی تاریخ مرتب کی ہی، اور اوس کے اسباب و علل کی تحقیق کی ہے، قیمت جلد اول عہ، جلد دوم عا۔

مقدمات الطبعیات، طبعیات (سائنس) کے ضروری ابتدائی مسائل پر محققانہ تالیف، قیمت عا۔

القمر، چاند کے فلکی حالات، اوس کے طلوع و غروب، گھٹنے، اور بڑھنے کے اسباب کی تشریح، قیمت ۱۰۔

اُردو کا قاعدہ، بچون کو سہل طریقہ سے اُردو پڑھانے کا قاعدہ، ۲۔

کلید قاعدہ، قاعدہ مذکور کو پڑھانے کے لیئے ہدایات، ۴۔

فلسفہ تعلیم، ہربرٹ اسپنسر کی تصنیف، جس مین مصنف نے تعلیم کے فلسفہ کی خوبی سے تشریح کی ہی، اور اوسکے متعلق اپنے فلسفیانہ اُصول کی تفصیل کی ہے، اُردو مین اس موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے، قیمت ۳۔

دریائے لطافت، اُردو علم ادب، لغت، اور قواعد پر اس زبان کی پہلی کتاب ہی، سید انشا اسکے مصنف ہین، قیمت عہ

طبقات الارض، علم طبقات الارض پر اردو مین یہی ایک کتاب موجود ہی، قیمت عا۔

مشاہیر یونان و روما، یونانی اور رومی مشاہیر کے حالات و سوانح پر پلوٹارک کی مشہور تصنیف کا اُردو ترجمہ، قیمت جلد اول ع، جلد دوم ع۔

علم المعیشت، فن معاشیات یا اقتصادیات (پولیٹکل اکانومی) پر اُردو مین سب سے مبسوط اور جامع تصنیف، ضخامت ۶۰۰ صفحے، قیمت عہ۔

تاریخ اخلاق یورپ، لیکی کی مارل ہسٹری آف یورپ کا ترجمہ، جس مین فلسفۂ اخلاق پر ضمنی مباحث کے علاوہ یورپ کی تدریجی اخلاقی رفتار کی تشریح کی ہے، قیمت جلد اول ع، جلد دوم ع۔

تاریخ یونان قدیم، اُردو مین اس موضوع پر تنہا تصنیف، عا۔

انتخاب کلام میر، میر صاحب کے کلام کا یہ انتخاب سب سے بہتر ہی، عا۔

رسالہ نباتات، علم نباتات کے مسائل کی تشریح مع تصاویر، عہ۔

دیباچہ صحت، علم حفظان صحت پر اُردو مین سب سے مبسوط تصنیف، للعہ۔

نکات الشعراء، میر تقی میر مرحوم دہلوی نے شعرائے اردو کا یہ تذکرہ لکھا ہی، قیمت عا۔

فلسفۂ جذبات، جذبات انسانی کی تشریح، علم نفسیات کی اس شاخ پر ہماری زبان مین سب سے پہلی تصنیف، قیمت عا۔

وضع اصطلاحات، اردو مین اصطلاحات کیونکر وضع کیئے جائین، اس موضوع پر پروفیسر وحید الدین صاحب سلیم نے اپنے خیالات ظاہر کیئے ہین، قیمت للعہ۔

نفح الطیب، اندلس کی سب سے جامع عربی تاریخ کا ملخص ترجمہ، کتاب ضخیم ہی، قیمت ہے۔

محاسن کلام غالب، ڈاکٹر عبد الرحمن بجنوری مرحوم نے غالب کی شاعری پر یہ تبصرہ لکھا تھا، قیمت عہ۔

تاریخ ملل قدیم، بابلی، کلدانی، وغیرہ قدیم قومون کی تاریخ، ع۔

بجلی کے کرشمے، بجلی کے خواص و کیفیات پر ابتدائی تصنیف، زبان سہل اور سلجھی ہوئی، قیمت عا۔

تذکرۃ الشعراء میر حسن، میر حسن دہلوی کا تذکرہ شعرائے اُردو، عہ۔

لغات جدیدہ، چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری، عہ

دروس الادب، عربی کی پہلی ریڈر طبع سوم مع ترمیم ۲ر

دوسری ریڈر طبع دوم، ۴ر

رسالۂ اہل سنت الجماعت، فرقۂ اہل السنۃ الجماعت کے اصولی عقائد کی تحقیق، طبع دوم ۱ر

حیات مالک امام مالک کی سوانح عمری و موطاء مالک پر تبصرہ، عہ

خلافت و ہندوستان، آغاز اسلام سے اس عہد تک مسلمانان ہند اور خلفاء اسلام کے تعلقات اور سلاطین ہند کے سکون اور کتبوں سے انکا ثبوت، ۸ر

دنیائے اسلام اور خلافت، موجودہ عہد میں خلافت عثمانیہ کے قیام و بقا کے لیے دنیا کی مسلمان قومیں کیا جد و جہد کر رہی ہیں مصنف کے سفر یورپ کے دلچسپ معلومات ہیں، ۶ر

خلافت عثمانیہ اور دنیائے اسلام اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ خلافت عثمانیہ نے مسلمانوں اور اسلامی ملکوں کی گذشتہ صدیوں میں کیا خدمتیں انجام دی ہیں، عہ

بہادر خواتین اسلام، مسلمان عورتوں کے جنگی اور اخلاقی بہادری کے کارنامے، طبع سوم ۴ر

مولانا عبد السلام ندوی

اسوۂ صحابہ جلد اول، صحابہ کے عقائد، عبادات، اخلاق اور معاشرت کی صحیح تصویر اور قرون اول کے اسلام کا عملی خاکہ، اس کا مطالعہ ہر مسلمان کا فرض ہے، ضخامت ۵۰۰، بے

اسوۂ صحابہ جلد دوم، صحابہ کے سیاسی، انتظامی اور علمی کارناموں کی تفصیل ضخامت ۴۵۰، قیمت للعہ

انقلاب الامم، ڈاکٹر لیبان کی مشہور کتاب "قوموں کی ترقی و تنزل کے قوانین نفسی" کا خلاصہ طبع دوم، قیمت عار

اسوۂ صحابیات، صحابیات کے مذہبی اخلاقی اور علمی کارناموں کا مرقع قیمت عہ

سیرت عمر بن عبد العزیز، حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفۂ اموی کے سوانح حیات اور ان کے مجددانہ کارنامے طبع دوم قیمت عہ

مولوی عبد الباری ندوی

برکلے اور اوسکا فلسفہ، مشہور فلاسفر برکلے کے حالات زندگی اور اوس کے فلسفہ کی تشریح، مجلد عار غیر مجلد عہ

مبادی علم انسانی، مادیت کی تردید میں برکلے کی مشہور کتاب پرنسپلس آف ہیومن نالج کا نہایت فصیح و سلیس ترجمہ جس میں حواس انسانی پر بحث کر کے مادیت کا ابطال کیا ہے، مجلد عار

مولوی عبد الماجد بی اے

مثنوی بحر المحبت، شیخ مصحفی کی ایک نایاب مثنوی مع سوانح مصحفی، ۱۲ر

فلسفۂ جذبات، جذبات انسانی کی نفسیاتی تشریح، عار

پیام امن، موسیو رچرڈ پال ایک فرانسیسی مصنف کے خیالات در بارۂ امن عالم، و اخوت انسانی و خون آشامی اہل یورپ کی ترجمانی ہے اور اس کے بعد مولوی صاحب موصوف کا تبصرہ ہے جس میں انہیں مسائل پر انجیل اور قرآن کی تعلیمات کی تفصیل ہے، اردو میں بالکل نئے خیالات ہیں، ۱۲۰ صفحے عہ

مکالمات برکلے، برکلے کے ڈائلاگس کا ترجمہ جس میں مکالمہ کی صورت میں برکلے نے مادیت کا ابطال کیا ہے قیمت باختلاف کاغذ عہ و عہ

مولوی سعید صاحب انصاری

تفسیر ابو مسلم اصفہانی (عربی) معتزلہ کی مفقود اور نادر الوجود عقلی تفسیر قرآن کے اجزا جو نہایت دیدہ ریزی سے امام رازی کی تفسیر کبیر سے جمع کیے گئے ہیں عمدہ ٹائپ میں چھپی ہے قیمت عار

سیر الصحابیات، ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور عام صحابیات کی سوانح عمریاں اور ان کے علمی اخلاقی کارنامے، عار

پروفیسر سید نواب علی ایم اے

معارج الدین، جدید علم کلام پر ایک محققانہ تصنیف فلسفہ جدیدہ اور مذہب کی باہمی تطبیق پر بہترین تبصرہ،

تاریخ صحف سماوی، توراۃ انجیل و قرآن مجید کی جمع و ترتیب کی تاریخ کا باہمی موازنہ اور مخالفین اسلام کے جمع قرآن کے اعتراضات کا جواب، قسم اول بے، دوم عہ

شمع سخن، پروفیسر نواب علی کی اخلاقی قومی اور فلسفیانہ نظمون کا مجموعہ، ۸ر

مولوی محمد یونس مرحوم فرنگی محلی

روح الاجتماع، موسیو لیبان کی کتاب جماعتہائے انسانی کے اصول نفسیہ کا اردو ترجمہ جس مین انسانی جماعت کے اخلاق و عادات، مذہبون کی خصوصیات، اور جماعتون کی بقا اور بگڑنے کے قوانین مفصل بیان کیے گئے ہین، صفحہ ۳۳۴، عا ر

ابن رشد، مشہور مسلمان اندلسی حکیم جو مسلمانون مین ارسطو کے فلسفہ کا بہترین شارح سمجھا جاتا ہے، اور جس کی تصنیفات مدتون تک یورپ کی یونیورسٹیون مین پڑھائی جاتی تھین اوس کے سوانح اور اوس کے فلسفہ پر تبصرہ اور اسی ضمن مین مسلمانون کے علم کلام پر بھی، نیز یورپ مین اسلامی علوم کی اشاعت کی تاریخ اور فلسفہ جدیدہ و قدیمہ کا موازنہ بھی آگیا ہے، ابن رشد کے متعلق اتنا بڑا ذخیرۂ معلومات کسی مشرقی زبان مین کیا کسی مغربی زبان مین بھی نہین مل سکتا، ضخامت ۴۰۰ صفحے، قیمت ہے

مفتی انوار الحق صاحب ناظم تعلیمات بھوپال

حقائق اسلام، اسلامی مسائل کی فلسفیانہ عقلی تشریح، عا

تذکرۃ الحبیب، یعنی رسول اللہ صلعم کے اخلاق کا مفصل بیان، عہ

مذہب کی باتین، بچون اور بچیون کی تعلیم کے لیے ۲ر

رسالہ قوت خیال، روحی اخلاق کے باب مین ایک مشہور انگریزی رسالہ کا ترجمہ، ۲ر

اثبات واجب الوجود، یعنی ذات وصفات واجب الوجود پر عقلی پہلو سے ایک نظر، عہ ر

تاریخ ابو البشر، کیفیت آغاز نوع انسانی حسب تحقیقات جدیدہ، عہ

منشی محمد مہدی صاحب نائب مہتمم تاریخ بھوپال

انسان، علم خواص الاعضاء کے ابتدائی مسائل سلیس و عام فہم زبان مین، ۵ر

رموز فطرت، فلسفہ کے ابتدائی مسائل سلیس عبارت مین، ۱۰

منشی محمد امین صاحب مہتمم تاریخ بھوپال

بیگمات بھوپال، مصور، مجلد، ے ر

گیارہ قصے، اخلاقی، معاشرتی، مذہبی، ۸ر

نعت، بہترین عربی فارسی و اردو کی چند نعتیہ نظمون کا مجموعہ، ۸ر

پروفیسر محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی

آلات الدلال، اس مین علم منطق کے اصول نہایت خوبی و عمدگی کے ساتھ سلیس زبان سہل طریقہ سے بیان کیے گئے ہین صفحے ۱۲۱، ے

الانسان، اس مین انسان کے تمام قوائے نفسانی جسمانی خصوصیات طبعی کی عملی تشریح کی گئی ہے صفحہ ۳۰۰، قیمت عا ر

تسہیل البلاغت، اردو زبان مین فن فصاحت و بلاغت اور بدیع پر دلکش اور سہل اور آسان کتاب، ے ر

حکمت عملی، فن اخلاق پر جدید و قدیم معلومات کی جامع کتاب، ے

متفرق کتابین

یاد ایام، مولانا عبد الحی مرحوم ناظم ندوۃ العلماء نے اس کتاب مین گجرات کی اسلامی تاریخ کے مختلف پہلو دکھائے اور وہان کے امراء وزراء علماء اور مشائخ کے حالات و علوم و فنون کی ترقی نہایت تاریخی تحقیق و تفصیل سے لکھے ہین، عہ ر

سیاحت قسطنطنیہ، مولانا شبلی مرحوم کی فرمائش سے خواجہ سید رشید الدین صاحب نے مشہور پروفیسر ویمبری مورخ کے سفرنامہ قسطنطنیہ کا اردو مین ترجمہ کیا ہے، عا ر

بدیہہ گوئی، جناب ہوش بلگرامی نے اس کتاب مین عربی، فارسی، اور اردو کے شعراء اور اردو دیوان کی بدیہہ گوئی کے دلچسپ واقعات یکجا کیے ہین، قیمت عہ ر

الندوہ کی جلدین موجود ہین، قیمت فی جلد ہے ر
قیمت فی نمبر ۳ر یہ نادر ذخیرہ کمیاب ہے،

مینیجر

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۸۱

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

قیمت: پانچ روپیہ سالانہ مع محصول

باہتمام مسعود علی ندوی

مطبع معارف میں چھپکر

دفتر دار المصنفین اعظم گڈھ سے شائع ہوا

کتبخانہ دار المصنفین اعظم گڈھ

علامہ شبلی نعمانی رح

سیرۃ النبی صلعم حصہ اول طبع دوم قیمت باختلاف کاغذ

ایضاً حصۂ دوم، طبع اول قیمت باختلاف کاغذ عـہ، ـعـہ

ایضاً حصۂ دوم، طبع دوم قیمت باختلاف کاغذ

الفاروق، حضرت فاروق اعظم کی لائف و طرز حکومت،

المامون خلیفہ مامون الرشید کے عہد سلطنت کے حالات،

الغزالی، امام غزالی کی سوانح عمری و انکا فلسفہ

سیرۃ النعمان، امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری اور تنقیح اجتہاد و مسائل

سوانح مولانا روم، مولانا جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری مثنوی پر ریویو اور دیگر تصنیفات پر تقریظ،

مقالات شبلی مولانا کے مختلف علمی مضامین کا مجموعہ

رسائل شبلی مولانا کے مختلف علمی مضامین کا مجموعہ

حیات خسرو، خسرو کے حالات زندگی اور اونکی شاعری پر ریویو،

شعر العجم حصہ اول شاعری کی حقیقت، فارسی شاعری کی ابتدا و قدما کا دور

ایضاً حصۂ دوم، شعرائے متوسطین کا دور،

ایضاً حصۂ سوم، شعرائے متاخرین کا دور،

ایضاً حصۂ چہارم، فارسی شاعری پر ریویو

ایضاً حصۂ پنجم، فلسفیانہ، صوفیانہ اور اخلاقی شاعری پر تبصرہ،

الانتقاد علی التمدن الاسلامی جرجی زیدان کی تمدن اسلامی پر عربی تنقید،

موازنۂ انیس و دبیر میرانیس کی شاعری پر ریویو،

سفرنامۂ روم و مصر و شام مطبوعہ معارف پریس قیمت،

مضامین عالمگیر، شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پر اعتراضات اور انکے جوابات، قیمت باختلاف کاغذ طبع

علم الکلام، مسلمانوں کے علم کلام کی تاریخ، اسکی عہد بعہد کی ترقیاں اور علمائے متکلمین کے نظریات و مسائل طبع چہارم مطبوعہ معارف پریس،

الکلام، مولانا کی مشہور تصنیف، جدید علم کلام، جس میں عقلی دلائل سے مذہب کو فلسفہ کے مقابلہ میں ثابت کیا ہے اور ملاحدہ اور منکرین کے دلائل کا رد کیا ہے، طبع سوم مطبوعہ معارف پریس، قیمت

قصیدۂ امر قیصر، امر قیس کے اجلاس ندوۃ العلماء میں مولانا نے جو فارسی قصیدہ پڑھا تھا مع تضمین اعلیٰ، مطبع نامی کانپور،

مجموعۂ کلام شبلی، اردو

مثنوی صبح امید،

کلیات، مولانا کے تمام فارسی قصائد، غزلیات، مثنویات، قطعات کا مجموعہ جو اب تک متفرق طور سے دیوان شبلی، دستۂ گل، بوئے گل، برگ گل کے ناموں سے چھپے تھے اس میں سب یکجا کر دیئے گئے ہیں، ۲۰ پونڈ کے ولایتی کاغذ پر نہایت عمدہ چھپا ہے قیمت

مولانا حمید الدین صاحب بی اے

تفسیر سورۂ تحریم، جدید طرز پر عربی میں قرآن مجید کی تفسیر

تفسیر سورۂ والتین ״ ״

تفسیر سورۂ والکوثر ״ ״

تفسیر سورۂ عبس ״ ״

الرأی الصحیح فی من ہو الذبیح، عربی میں حضرت اسمٰعیل کے ذبیح ہونے پر ایک مدلل اور پرزور رسالہ، ۱۰ر

اسباق النحو حصہ اول و دوم، سہل طرز پر عربی گرامر،

دیوان حمید، مولانا کا فارسی دیوان مع تصویر،

خرد نامۂ منظوم، خاص فارسی زبان میں امثال سلیمان کا ترجمہ

مولانا سید سلیمان ندوی

ارض القرآن حصہ اول، عرب کا قدیم جغرافیہ، عاد، ثمود، سبا، اصحاب الایکہ، اصحاب الحجر، اصحاب الفیل کی تاریخ اس طرح لکھی گئی ہے جس سے قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات کی یونانی، رومی، اسرائیلی لٹریچر اور موجودہ آثار قدیمہ کی تحقیقات سے تائید و تصدیق ثابت کی ہے قیمت

ارض القرآن جلد دوم، اقوام قرآن یعنی مدین، اصحاب الایکہ، قوم ایوب، بنو اسمٰعیل، اصحاب الرس، اصحاب الحجر، بنو قیدار، انصار اور قریش کی تاریخ، اور عرب کی تجارت، زبان اور مذہب پر تفصیلی مباحث صفحہ ۴۲۰

مجلد سیزدہم	ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ مطابق ماہ جون ۱۹۲۴ء	عدد ششم

مضامین

رسول عربی

ایک تعلیم یافتہ غیر متعصب نیک دل سیکھ گورو دت سنگھ دارا بیرسٹر ایڈوکیٹ لاہور، اڈیٹر انڈیا لندن نے آنحضرت صلعم کی سوانح عمری پورے جوش محبت مین لکھی ہے، مسلمان اُس کو خود پڑھین اور اپنے غیر مسلم دوستون مین تقسیم کرکے ثواب حاصل کرین، قیمت عہ،

"منیجر"

شذرات

گذشتہ ماہ کا سب سے بڑا علمی اور تعلیمی حادثہ سر آسوتوش مکرجی کی وفات ہے، بنگال کا یہ سپوت فرزند گو ایک نامور بیرسٹر، ایک قابل جج ہائیکورٹ، ایک بڑا مصنف، ایک مشہور ریاضی دان تھا، تاہم اُس کی ناموری، قابلیت، بڑائی اور شہرت کا سب سے بڑا مظہر یہ تھا کہ اُس نے تقریبًا بیس برس تک ہندوستان کی سب سے بڑی درسگاہ کلکتہ یونیورسٹی پر بحیثیت وائس چانسلر سب سے عمدہ اور بہتر حکمرانی کی، اُنکی اس تعلیمی فرمان روائی کا زمانہ بنگال کی تعلیمی ترقی، اور امتحانات کی وسعت اور یونیورسٹی کے انتظامات کی خوبی اور معاملات تعلیمی مین حکومت کے مقابلہ مین پوری قوت کے ساتھ اپنے حقوق کی حفاظت کے لحاظ سے ہندوستان کا تعلیمی عہد زرین کہا جاسکتا ہے، موصوف نے اپنے بست سالہ عہدِ فرمان روائی مین یہ ثابت کردیا کہ جہان تک یونیورسٹی کا تعلق ہے بنگال حکومت کی بیجا قید سے آزاد اور خود مختار ہے، ۲۵ مئی سنہ ۱۹۲۴ء اُن کی وفات کا دن بنگال کے دائرۂ تعلیم کیلئے ایک سانحۂ عظیم ہے،

جواز سود کے مسئلہ پر آج کل ہمارے چہل سالہ اصلاحی تحریکات کے مرکز علی گڈھ سے مسلسل مضامین اور رسائل شایع ہو رہے ہین، اس تحریک کا مرکز لوگ کہتے ہین کہ "سلطان جہان منزل" ہی مگر مضامین و رسائل کے عنوانات لوح اُس کو "ولایت منزل" ظاہر کرتے ہین، بہرحال اگر اس پردہ کے پیچھے ہماری مسلم ایجوکیشنل کانفرنس ہے تو اس کو سامنے آنا چاہئے، اور اگر نہین ہے تو اس کو علانیہ اپنی برات ظاہر کرنی چاہئے، یہ کیا ہی کہ

صاف چھپتے بھی نہین سامنے آتے بھی نہین،

بہر حال اس تحریک کا محرک جو بھی ہو، اور محرک کی نیت خیر محض ہی کیون نہ ہو، ہم دیکھتے ہین کہ اسکی بنیاد اول ہی کج رکھی جارہی ہے، صحیح صورت یہ تھی کہ محرک لین دین کی جن صورتون کو رباہین سمجھتے اُن کی پوری تفصیلات لکھکر علماے اسلام کے سامنے بطور استفتار کے رکھتے۔ وہ جو جوابات دیتے وہ اصلی گرہون کو کھول دیتے، ۱۳۲۷ھ مین مصر مین بھی یہ بحث ربا کی وبا پھیلی تھی، وہان اُس کا علاج یہی کیا گیا، اور مجلس دارالعلوم کے زیر اہتمام علما اور ارباب تعلیم جدید نے اس مسئلہ پر اچھے اچھے خطبے دیئے جنکے دو مجموعے چھپکر شایع ہو چکے ہین

موجودہ سطح خاکی سے ہزارون فیٹ نیچے ایک تاریک دنیا کا پتہ چلا ہے، جہان آتشی چشمے، شاداب باغ، تیز دریا، زرین گنبد، اور حسین تر قوس وقزح موجود ہین، یہ عجائبات ایک فرانسیسی حکیم اڈورڈ انوبڈ ہرٹل کی مردانہ کوششون کے نتائج ہین، وہ چالیس سالون سے مسلسل اس اندرونی دنیا کی دریافت واکتشاف مین مشغول تھا، اسکا ایک خطرناک تجربہ فرانس کے دریائے ابل کی زیر آب سیر تھی، جہان تک علم ہے کسی انسان نے وہان تک پہنچنے کی ہمت نہین کی تھی، اسکے بعد وہ سرزک کے قریب سورنس مین سیاحت کے لیے روانہ ہوا اور اسی سلسلہ مین چشمۂ آتشی کا پتہ چلا، وہ رسیون، سیڑھیون، موم بتیون، دیاسلائیون، ہتھوڑون، چھریون، حرارت ناؤن، بادپیماؤن، گیسون اور دوسری ضروری چیزون سے مسلح تھا؛ اپنی گردن کے گرد اس نے ٹیلیفون کا ایک سلسلہ بھی لگا رکھا تھا تاکہ بالائی دنیا سے خود اسکا سلسلہ منقطع نہ ہو جائے، کیا اب بھی ہم کو وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ، خدا کی مخلوقات کی فوج کو کوئی نہین جانتا، کا یقین آیا، یا نہین؛

خواتین مجلس معلومات نے جو اعداد وشمار عورتون کے کامون اور پیشون کے متعلق حاصل کیے ہین، اُن سے پتہ چلتا ہے کہ عورتین نہایت ہی تیزی سے اب ان میدانون مین بھی

اتر رہی ہین جو صرف مردون کے لیے مخصوص تھے، گذشتہ دس سالون مین باربرداری کے پیشہ مین اونکی تعداد دگنی ہوگئی ہے محرّرون، مختصر نویسون، ٹائپ کرنے والیون، دائیون، اور ٹیلیفون پر کام کرنے والی عورتون مین انکی ۵۰۰۰۰ ہم جنسون کا اضافہ ہوا ہے، تجارت، صنعت، حرفت، فن عمارت وغیرہ مین انھون نے خاصی ترقی کی ہے، اعلیٰ سرکاری ملازمتون مین بھی انکی تعداد بڑھ رہی ہے، چنانچہ سنہ ۱۹۱۰ء مین اونکی تعداد ۵۰۷ تھی اور سنہ ۱۹۲۰ء مین ۶۵۲ ہوگئی، سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ اس وقت ۸ ہوا باز، ۵۷ موجد، ۴۱ انجینیر، ۱۴۷ پیمائش کرنے والی، ۲ حکام جنگلات اور ۲۵ مختلف فرائض کرنے والی عورتین موجود ہین، یہ سچ ہے کہ ان طریقون سے ان خواتین کو دولت کا کچھ سرمایہ ہاتھ آیا لیکن معلوم نہین آنکو معصوم خانگی خوشیون کا سرمایہ بھی ملا یا نہین؟

ریاست بڑودہ نے لازمی تعلیم کے جو خوشگوار نتائج حاصل کیے ہین وہ حکومت اور ماہرین تعلیم دونون کے لیے قابل غور وفکر ہین، بڑودہ اور کاٹھیاوار ۱۶۱، غیر بڑودی کاٹھیاوار ۱۳۰ برطانوی گجرات ۱۵۱۶۰ اور ریاستون کو نکال کر عام صوبہ کے تعلیمی اعداد ۹۱۷ ہین، ریاست مین لازمی تعلیم صرف ۱۷ برس سے عالم وجود مین آئی ہے اور ذیل کے اعداد اسکی مسلسل ترقی کے ثبوت ہین

ریاست بڑودہ	تعداد	برطانوی گجرات	
سنہ	تعداد	سنہ	تعداد
سنہ ۱۹۰۱ء	۹۰۸	سنہ ۱۹۰۱	۱۲۹۵
سنہ ۱۹۱۱ء	۱۱۰۹	سنہ ۱۹۱۱	۱۳۰۷
سنہ ۱۹۲۱ء	۱۴۱۷	سنہ ۱۹۲۱	۱۵۰۶

یہ بڑودہ کی ۱۷ برس کی ترقی ہے، اسکا مقابلہ ہندوستان کی ڈیڑھ سو برس سے کرو،

انسانی دماغ پر عجب ترین تجربہ اندنون امریکہ کے بحری ہوائی اسکول مین کیا جارہا ہے، اور اس تجربے کے نتائج بھی جو کچھ کم حیرت انگیز نہین ہین، کامیاب صورت مین حاصل ہو رہے ہین، نوجوانون کو لاسلکی طریقہ سے تعلیم دیجاتی ہے وہ ریسیور کو کانون سے لگا لکر سو جاتے ہین، اور ریڈیو کے ذریعہ ان کے اسباق ان کے دماغون مین پہنچتے رہتے ہین، صبح کو جب وہ بیدار ہوتے ہین توان کے اسباق انکو مکمل طور سے یاد ہوتے ہین، اس ایجاد نے اب صورتِ حال یہ پیدا کردی ہے کہ طلبہ اپنے کمرون مین آرام سے میٹھی نیند کے مزے لوٹتے ہونگے، رسیوران کے کانون مین لگے ہونگے اور پروفیسر اپنے لکچر ناقابل فراموش طریقہ سے ذہن نشین کرا رہے ہونگے،

لیکن یہ کس قدر عجیب ہے کہ ہم اس دنیا مین جب اپنا یہ سبق اس طرح پڑھا کرینگے تو ہم کو کوئی تعجب نہ ہوگا، لیکن جب امتحان گاہِ آخرۃ مین عمر بھر کا سبق دہرانا پڑیگا اور سب غلطیان نگاہون کے سامنے معلوم ہونگی:

ووضع الکتب فتری المجرمین مشفقین	اور اعمالنامہ کا کاغذ ہاتون مین دیا جائیگا تو دیکھوگے
مما فیہ ویقولون یویلتنا ما لھذا	کہ مجرم جو کچھ اس مین لکھا ہو اس سے ترسان اور لرزان
الکتب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ	ہونگے، اور کہینگے کہ اے خرابی ہماری! کیسا ہے یہ لکھا
الا احصٰھا ووجدوا ما عملوا حاضرًا	جس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہ چھوڑی جسکو اس نے
ولا یظلم ربک احدًا (کہف ۵)	گھیر نہین لیا ہے، اور دنیا مین جو کچھ کیا تھا، وہ وہان سامنے
	پائین گے اور تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہین کرتا،

اور اس وقت اپنی دنیاوی غفلت کی نیند کے عالم مین جو کچھ کیا دھرا ہوگا، وہ بھی حرف بحرف یاد آجائے گا، تو اسکے لیے ابھی سے ہم کو منکرانہ تعجب ہے!

مقالات

تحریم سُود اور اُسکے علل و اسباب

(۱)

از

مولٰنا عبدالسلام ندوی،

اس زمانے مین سود کے متعلق اگرچہ اس کثرت سے رسالے، کتابین، اور مضامین لکھے گئے کہ اس مسئلہ کا کوئی پہلو چھوٹنے نہین پایا، تاہم مستقل طور پر کسی شخص نے تحریم سود کے علل و اسباب سے بحث نہین کی، جس سے مسلمانون کو یہ فیصلہ کرنے کا موقع ملتا کہ آج سود کے جن اقسام کو جائز کیا جا رہا ہے، اُن مین یہ علل و اسباب پائے جاتے ہین یا نہین؟ خود قدما مین ایک گروہ ایسا موجود ہے جو اس مسئلہ کو ایک تعبدی مسئلہ قرار دیتا ہے یعنی اونکے نزدیک شریعت کے جو احکام ایسے ہین، جنکی حلت و حرمت کے اسباب و مصالح معلوم نہین ہو سکتے بلکہ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ان احکام کے سامنے اندھا دھند سر تسلیم خم کر دین، حرمتِ سود کا مسئلہ بھی انھین احکام مین داخل ہے، چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین،

ان حرمة الرباء قد ثبتت بالنص	سود کی حرمت نص قرآن سے ثابت ہے، اور یہ ضروری
ولا یجب ان یکون حکم جمیع التکالیف	نہین کہ تمام تکلیفات شرعیہ کی حکمتین مخلوق کو معلوم
معلومة للخلق فوجب القطع بحرمة	ہون اس لیے حرمتِ سود پر یقین کرنا ضروری ہے،

عقد الربا وان کنا لا نعلم الوجہ فیہ[1] گو ہم کو اسکی وجہ معلوم نہ ہو،

خود کفارِ عرب بھی حرمت سود کے اسباب و مصالح کے سمجھنے سے عاجز تھے اس لیے اس پر یہ عقلی اعتراض کرتے تھے کہ:

"ایک شخص نے دس درہم پر ایک کپڑا خریدا پھر اُسکو گیارہ درہم پر فروخت کردیا تو یہ حلال ہے، اسی طرح اگر وہ خود دس درہم کو اگیارہ درہم پر فروخت کردے تو اسکو بھی حلال ہونا چاہیے، کیونکہ عقل ان دونون معاملات مین کوئی فرق نہین کرتی یہ صورت تو اُس سود کی ہے، جو بصورت نقد ہو، لیکن ادھار سود کی بھی یہی صورت ہے کیونکہ فی الحال جس کپڑے کی قیمت دس درہم مل سکتی ہے، اگر کوئی شخص اوس کو ایک مہینہ کے وعدے پر اگیارہ درہم کے عوض مین فروخت کردے تو شرعًا جائز ہے، بعینہ اسیطرح اگر ایک مہینہ کے وعدے پر دس درہم دیکر کوئی شخص اگیارہ درہم لیلے تو اسکو بھی جائز ہونا چاہیے، اس لیے کہ دونون صورتون مین عقل کوئی فرق نہین کرتی، کیونکہ پہلی صورت اس لیے جائز ہے کہ اس پر جانبین نے اپنی اپنی رضامندی ظاہر کردی ہے، اسی طرح دوسری صورت مین بھی جب فریقین نے رضامندی ظاہر کردی تو اسکو بھی جائز ہونا چاہیے،

لین دین کے معاملے صرف رفع ضروریات انسانی کے لیے مشروع کیے گیے ہین اور یہ ممکن ہے کہ ایک سخت حاجت مند شخص فی الحال تہیدست ہو، لیکن آیندہ اوسکو بہت سے مال حاصل ہونے کی توقع ہو، اس صورت مین اگر سود جائز نہ ہو تو ایک صاحب مال اوسکو کچھ نہ دیگا، اور اس طرح انسان

[1] تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۵۳

کو سختی اور حاجتمندی مین مبتلا رہنا پڑیگا لیکن جواز سود کی صورت مین زیادتی کے لالچ سے صاحب مال اوسکو مال دیگا اور مدیون کے لیے مال کے ملنے پر اوس زیادتی کا ادا کرنا حاجتمندی مین مبتلا رہنے سے زیادہ آسان ہوگا، اس لیے جیسا کہ تمام معاملات مین ہمنے رفع ضرورت کے لیے جواز کا فتوی دیا ہے، اسی طرح اس سے سود کی حلت بھی ثابت ہوتی ہے[1]

لیکن خود خداوند تعالی نے قرآن مجید مین اس شبہہ کا کوئی جواب نہین دیا اور بیع و سود کی حلت و حرمت کے علل و اسباب اور ان دونون کے باہمی فروق و امتیازات نہین بتائے بلکہ نہایت تہدیدی الفاظ اور تحکمانہ لہجے مین فرمایا

قالوا انما البیع مثل الربوا و احل اللہ البیع و حرم الربوا، کفار کہتے ہین کہ بیع بھی تو سود ہی کی مثل ہے، حالانکہ خداوند تعالی نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کر دیا ہے

چنانچہ جو لوگ احکام شرعیہ مین قیاس کے قائل نہین ہین وہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ "احکام شرعیہ کے لیے صرف شارع کا حکم کافی ہے، ان کے لیے عقلی مصالح اور فلسفیانہ علل و اسباب کی ضرورت نہین، چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین،

واعلم ان نفاۃ القیاس یتمسکون بھذا الحرف فقالوا لو کان الدین بالقیاس لکانت ھذہ الشبھۃ لازمۃ فلما کانت مدفوعۃ علمنا ان الدین بالنص

جان لو کہ جو لوگ قیاس کا انکار کرتے ہین وہ اسی آیت سے حجت پکڑتے ہین، اور کہتے ہین کہ "اگر دین کا دار و مدار قیاس پر ہوتا تو یہ شبہہ ایک لازمی شبہہ تھا، لیکن جب خداوند تعالی نے اسکو مردود قرار دیا

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۳،

لا بالقیاس — تو معلوم ہوا کہ دین کا دارمدار شارع کے حکم پر ہے، قیاس پر نہین ہے،

لیکن ان کے علاوہ اور اور بزرگون نے حرمتِ سود کے علل و اسباب کا سراغ لگایا ہے اور بیع اور سود مین فرق و امتیاز قائم کیا ہے، مثلاً

(۱) سود کے ذریعہ سے ایک انسان کا مال بغیر کسی معاوضہ کے حاصل کیا جاتا ہے، کیونکہ جو شخص نقد یا ادھار ایک درہم دیکر دو درہم لیتا ہے، اوسکو ایک درہم کی زیادتی بغیر کسی معاوضہ کے حاصل ہوتی ہے،

یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک مدت تک کے لیے راس المال یعنی ایک درہم کا مدیون کے ہاتھ مین پڑا رہنا خود اس درہم زاید کا معاوضہ ہے، کیونکہ اگر راس المال خود مالک کے ہاتھ مین رہتا تو ممکن تھا کہ وہ اس مدت مین بذریعہ تجارت کے اس سے منافع حاصل کرتا، لیکن جب اوس نے اوسکو مدیون کے ہاتھ مین چھوڑ دیا، اور مدیون نے اوس سے فائدہ اٹھایا تو وہ صاحبِ مال کو ایک درہم زاید اس فائدہ کے معاوضے مین دے سکتا ہے،

لیکن یہ منفعت جسکا ذکر کیا گیا ہے، ایک وہمی چیز ہے، جو مدیون کو کبھی حاصل ہوتی ہے اور کبھی حاصل نہین ہوتی مگر ایک درہم کا لینا ایک قطعی اور یقینی چیز ہے، اس لیے ایک وہمی چیز کے لیے ایک یقینی چیز کا ضایع کرا دینا نقصان سے خالی نہین،

قفال نے سود اور بیع مین جو فرق بتایا ہے، وہ بھی یک گونہ اس اعتراض کا جواب ہوسکتا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ

> بیع اور سود مین فرق یہ ہے کہ جو شخص دس روپیہ کا کپڑا بیس روپیہ مین فروخت کرتا ہے وہ کپڑے کی ذات کو اس بیس روپیئے کے مقابل مین پیش کرتا ہے، اس لئے جب اس

باہمی مقابلے پر فریقین راضی ہو جاتے ہین تو ان دونون کے نزدیک، روپیہ اور کپڑا دونون مالیت مین ایک دوسرے کے مقابل ہو جاتے ہین اس لیے ایک دوسرے سے کوئی چیز بغیر معاوضہ کے نہین لیتا، لیکن اگر اس نے دس روپئے کو بیس روپئے کے مقابلے مین بطور قرض کے دیا تو جو دس روپئے زائد لیے وہ بلا معاوضہ لیے،

یہ نہین کہا جا سکتا کہ اسکا معاوضہ بھی ایک مدت تک کی مہلت ہی، کیونکہ خود مہلت مال یا کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکی طرف اشارہ کرکے یہ بتایا جائے کہ یہ دس روپیہ زائد کا معاوضہ ہے، اس لیے بیع اور سود کا فرق ظاہر ہو گیا۔[1]

(۲) سود خواری انسان کی عملی زندگی مین خلل انداز ہوتی ہے، کسب و عمل کے ذریعہ سے حصولِ معاش مین رکاوٹ پیدا کرتی ہے، کیونکہ جس شخص کے پاس ایک روپیہ موجود ہے، اگر سود کے ذریعہ سے اُسکو نقد یا ادھار ایک روپیہ زاید کے حاصل کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے تو وہ کسبِ معاش مین سہل انگاری سے کام لے گا، اور تجارت اور محنت طلب پیشون کی مشقت نہ برداشت کریگا، حالانکہ دنیوی کاروبار تمامتر تجارت، صنعت اور حرفت ہی کے ذریعہ سے چلتے ہین، اس لیے جوازِ سود کا قدرتی نتیجہ یہ ہوگا، کہ دنیا کے سامنے منفعت عامہ کے دروازے بالکل بند ہو جائینگے،

یہ امام رازی کی تقریر کا خلاصہ ہے،[2] لیکن شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے اوس سے چند باتین اور معلوم ہوتی ہین، یعنی یہ کہ،

(۱) سود خواری کسب مال کا تمدنی اور تعاونی ذریعہ نہین ہے،

(۲) سود خواری مین نہایت حقیر اور جزئی رقمون پر لوگ جان دیتے ہین، (جو معالی اخلاق

---

[1] تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۵۳۴ [2] ، صفحہ ۵۳۱

اور فیاضیِ نفس کے خلاف ہے)

(۳) اس سے باہم سخت نزاعین پیدا ہوتی ہین (مقدمات کی صورت مین تو ظاہر ہے، لیکن اس دور مین سرمایہ داری کے ذریعہ سے جو جنگ قائم رہتی ہے اوسکے تہ مین بھی یہی سود خواری کا جذبہ کام کر رہا ہے)،

چنانچہ وہ "البیوع المنہی عنہا" یعنی ناجائز خرید فروخت" کی سرخی کے تحت مین لکھتے ہین کہ

جوا، حرام اور ناجائز ہے، کیونکہ وہ لوگون کے مال کے اوچک لینے کا نام ہے، اور اسکا دار مدار، جہالت، حرص، اور ناجائز خواہشون پر ہے، اور اسکو تمدن و تعاون باہمی سے کوئی تعلق نہین ہے، اس لیے جو شخص ہار جاتا ہے، وہ اگر خاموشی اختیار کر لیتا ہے تو یہ غصہ و ناکامیابی کی خاموشی ہوتی ہے اور اگر جھگڑ پڑتا ہے تو یہ مخاصمت ایک ایسی چیز کے متعلق ہوتی ہے، جسکو اوس نے خود اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، اور اپنے قصد و ارادہ سے اس میدانِ جنگ مین اوتر آیا ہے، لیکن جو شخص جیت جاتا ہے، اوسکو یہ فتح نہایت لذیذ معلوم ہوتی ہے۔ اور تھوڑی سی کامیابی اوس کے لیے بہت بڑی کامیابی کی محرک ہو جاتی ہے، اور حرص اوسکو یہ اجازت نہین دیتی کہ وہ اس سے باز آئے، اس لیے تھوڑے ہی دنون مین اسکا وبال خود اس پر آجاتا ہے، اگر جوے کی عادت ڈالدیجائے تو لوگون کے مال برباد ہو جائین، طویل نزاعات قائم ہون، کسبِ معاش کے تمدنی ذرائع بیکار ہو جائین اور اوس تعاون سے روگردانی اختیار کرنی پڑے جسپر تمدن کا دار مدار ہے، بہت کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہین خود تمھارا مشاہدہ تمھارے لیے کافی ہے، کیا تم نے کسی قمار باز کو دیکھا ہے جسکی یہ متذکرۂ بالا حالت نہین ہوتی؟

اسی طرح سود یعنی وہ قرض جو اس شرط پر دیا جاتا ہے کہ مدیون کو زیادہ سے زیادہ یا اس سے بہتر مال ادا کرنا پڑیگا حرام اور ناجائز ہے، کیونکہ اس طریقہ سے قرض لینے والے عام طور پر غربا، اور مجبور لوگ ہوتے ہین جو اکثر مدت معینہ پر اس قرض کو ادا نہین کرسکتے اس لیے وہ بڑھ کر دونا، تگنا ہوجاتا ہے، اور پھر اس سے کبھی چھٹکارا نہین حاصل ہوتا،

جوئے اور سود مین برائی ہے، جھگڑا ہے، اور اس قسم کے معاملات صرف شارع کے اختیار مین ہین، کہ وہ ان کے لیے ایک حد مقرر کرے اور جو چیز اس حد سے نیچے ہو اوسکی اجازت دیدے اور اس سے اوپر کے لیے سختی کے ساتھ ممانعت کردے، یا انکو سرے سے ممنوع قرار دے،

عرب مین قماربازی اور سودخواری کا عام رواج تھا اور ان کے ذریعہ سے جنگ ونزاع کا ایک غیر مختتم سلسلہ قائم ہوگیا تھا، اور ان مین تھوڑا سا حصہ لینا بھی، ان مین بہت زیادہ حصہ لینے کا محرک ہوتا تھا، اس لیے اس سے زیادہ صحیح اور سزاوار بات کوئی نہ تھی کہ قبح وفساد کا پوری طور پر لحاظ کرکے کلیتہً ان دونون کی ممانعت کردیجاے

سود کی دو قسمین ہین، ایک تو حقیقی سود ہے، اور دوسرا وہ سود ہے جو حقیقی سود کے حکم مین شامل کرلیا گیا ہے، تو حقیقی سود صرف قرض کی صورت مین لیا جاتا ہے، اور ہم اوپر بیان کرآئے ہین کہ اوسکے ذریعہ سے معالات کا اصل موضوع بالکل بدل جاتا ہے (کیونکہ معاملات کی شان یہ ہے کہ وہ تمدن کے لیے مفید ہون اور ان کے متعلق معاملہ کرنے والون مین نزاع نہ پیدا ہو) اس لیے اگر سود کو معاملات مین شامل کرلیا جائے تو یقیناً نزاعین قائم ہونگی اور معاملات کا اصل موضوع بالکل

بدل جائیگا،)

اہل عرب زمانۂ جاہلیت مین اس مین شدّت کے ساتھ مصروف و مشغول تھے، اوران کے ذریعہ سے طویل لڑائیان قائم ہوگئی تھین، اور اسکا تھوڑا سا حصّہ بھی اس کے زیادہ حصّے کا محرک ہوگیا تھا، اس لیے یہ ضروری ہوا کہ کلیتہً اوسکا دروازہ بندکردیا جائے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مین خصوصیت کے ساتھ صرف اسی صورت کے متعلق حکم نازل ہوا،

دوسری صورت "ربا و فضل" کی ہے، اور اس مین اصل یہ حدیث مستفیض ہے،

"الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء، يدا بيد، فاذا اختلفت هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يدا بيد"

"یعنی سونے کو سونے کے برابر، چاندی کو چاندی کے برابر، گیہون کو گیہون کے برابر جو کو جو کے برابر، کھجور کو کھجور کے برابر، اور نمک کو نمک کے مثل بمثل، برابر، برابر، ایک ہاتھ سے لینا دوسرے ہاتھ سے دینا چاہیے، لیکن جب ان اقسام مین اختلاف ہوجائے (مثلاً جو، اور گیہون کا تبادلہ ہو) توجس طرح چاہو خرید فروخت کرو، بشرطیکہ ایک ہاتھ سے لینا دوسرے ہاتھ سے دینا ہو"

صرف سختی کے اصول پر عمل کرکے اور نیز اسلیے کہ اسکو حقیقی سود کے ساتھ مشابہت حاصل ہے اسکا نام سود رکھا گیا ہے، اور اس حیثیت سے اس حدیث کے معنے بھی سمجھ مین آجاتے ہین کہ "لا ربا الا فی النسیئة" یعنی سود صرف ادھار یعنی قرض مین ہے، تاہم اس دوسرے مفہوم مین بھی شریعت مین سود کا لفظ زیادہ تر مستعمل ہو

اس لیے وہ اس معنی مین بھی حقیقت شرعیہ بنگیا واللہ اعلم[1]

(۳) انسان قرض دیکر دوسرے پرجو احسان کرسکتا ہے، سودخواری اسکا بالکل خاتمہ کردیتی ہے کیونکہ اگر سود حرام کردیجائے تو لوگ نہایت خوشی کے ساتھ روپیہ لینگے، اور نہایت مسرت کے ساتھ اسکو واپس کرین گے، لیکن اگر سود کو حلال کردیا جائے تو مجبورًا ایک حاجت مند شخص کو ایک روپیہ دو روپیے کے معاوضہ مین لینا پڑیگا، اور اس حالت مین لازمی طور پر ہمدردی، غمخواری، اور فضل و احسان کا خاتمہ ہوجائیگا،

(۴) اگرچہ دولت مند لوگ بھی بعض اوقات قرض لیتے ہین لیکن عام طور پر قرض لینے والے مفلس اور قرض دینے والے دولتمند ہوتے ہین، اس لیے اگر سود کو جائز قرار دیا جائے تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ ایک دولتمند شخص کو یہ اختیار دیدیا گیا کہ ایک محتاج اور مفلوک الحال شخص سے زاید مال حاصل کرے، اور خداوند تعالیٰ کی رحمتِ عام اسکو جائز نہین قرار دیتی،

لیکن ان تمام علل و اسباب مین موجودہ تمدّنی حالات کے لحاظ سے اخیر دو سبب بہت زیادہ قوی نہین قرار دیے جاسکتے،

(۱) یہ سچ ہے کہ سودی روپیہ سے مدیون جو تجارتی، صنعتی اور زراعتی فائدہ حاصل کرسکتا ہے، وہ ایک وہمی چیز ہے جو کبھی حاصل ہوتا ہے اور کبھی حاصل نہین ہوتا. لیکن اس لحاظ سے تو دنیا کی ہر چیز وہمی ہے، اگر اس وہم کا اعتبار کرلیا جائے تو دنیا کے تمام کاروبار ناجائز ہوجائین، سب سے بڑھکر یہ کہ سود کی رقم جسکو اس وہمی منفعت کے مقابلے مین قطعی اور یقینی قرار دیا جاتا ہے وہ بھی اس حیثیت سے قطعی اور یقینی نہین ہے، سیکڑون مقدمات مین سود تو درکنار، خود اصل رقم سے بھی دائن کو ہاتھ دھونا پڑتا ہے،

[1] حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۹۷-۸۰

وہ مدت جس مین دائن کا روپیہ مدیون کے ہاتھ مین پڑا رہتا ہے، اگرچہ بذات خود مال یا کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکی طرف اشارہ کرکے یہ بتایا جائے کہ یہ زاید روپیہ کا معاوضہ ہے" تاہم یہ محض قدیم فقہی اصطلاح ہے، جدید علم الاقتصاد نے اس اصطلاح کو بالکل بدل دیا ہے، اور سود کو ایک دوسری چیز کا معاوضہ قرار دیا ہے، اس لیے لازمی طور پر سود کی حقیقت بالکل بدل گئی ہے، چنانچہ سود کی تاریخی حقیقت اور تاریخی تغیرات کے واضح کرنے کے لیے ہم مسٹر ایکس برنی کی مشہور کتاب علم المعیشت سے چند اقتباسات نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین،

(۱) یورپ مین سو مدتون مذہباً حرام اور قانوناً ممنوع رہا، اور ایسا ہونا کچھ عیب و بیجا بھی نہ تھا، جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہین اس مین صرف ایک خاص قسم کا لین دین مروج تھا، دولتمندون کا ایک مختصر گروہ تھا جن کے پاس زر نقد کے بڑے بڑے ذخیرے بیکار پڑے تھے، معاشی پس ماندگی کی وجہ سے اس زمانہ مین ایسے فاضل اندوختون سے بطور اصل عمل پیدائش مین مدد لینے کا بہت کم موقع حاصل تھا، ایسے زر نقد کا اگر کوئی مصرف تھا تو بس یہ کہ غریب آفت زدہ اور حاجت مندون یا ناعاقبت اندیش عشرت پرستون کو سود پر قرض دیا جاتا، بہر صورت ایسے قرضون سے بطور دولت احتیاجات رفع کیجاتی تھین عمل پیدائش دولت مین بطور اصل ان سے کوئی کام نہین لیا جاسکتا تھا گویا قرض دھندے اور قرض گیر دونون کے ہاتھون مین زر قرض محض دولت تھا جو احتیاجات رفع کرنے کے کام آتا تھا، وہ کسی جانب بھی اصل شمار نہین ہوسکتا تھا کیونکہ اس مین ہر دو جانب صفت پیدا آوری مفقود تھی، چنانچہ ارسطو کا مقولہ کہ "زر نقد بچے نہین دیتا،، اسی غیر پیدا آوری پر زور دیتا ہے، ایسے قرض پر جو سود دیا جاتا تھا وہ در اصل غریب قرضدار کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہوتی تھی

زرقرض سے نہ اصل کا کام لیا جاتا تھا نہ رقم سود اسکی پیداوار ہوتی تھی ایسے غیر پیداآور قرضون کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند دولتمندون سے جنکے پاس فاضل دولت کا کوئی اور مصرف نہ تھا بیشمار غریب لوگ بحالت مجبوری وناچاری تھوڑا سا قرض لیکر جسکو وہ جلد ما یحتاج زندگی مین صرف کر دیتے ہین ہمیشہ کے واسطے ان کے پنجہ مین گرفتار ہو جاتے تھے، قرض ادا کرنیکا توذکر کیا ہے، سود ہی ادا کرتے کرتے عمر گذر جاتی تھی،

(۲) یورپ مین قرون وسطی کے ساتھ ساتھ سود کے دور ثانی کی ابتدا ہوئی، اس سے قبل تو قرض بالعموم رفع احتیاجات کے واسطے محض بطور دولت استعمال ہوتا تھا لیکن جب عام بیداری اور ایجادات کی بدولت صنعت وحرفت نے فروغ پایا، اور تجارت کا عروج شروع ہوا تو حوصلہ مند کارگذارون نے بیکار اندوختے قرض لے لیکر کاروبار جاری کر دیئے اور ماحصل زائد مین سے کچھ قرض دہندونکو بمد سود ادا کیا اور باقی بطور منافع خود سنگوایا،

جب بیکار اندوختون مین خاصیت پیدآوری نمایان ہوگئی اور کاروبار مین صرف زرنقد سے شریک ہوکر نفع اوٹھانے کی صورت نکل آئی تو ایک حالت مین قدیم طرز کے غیر پیداوار قرضون پر بھی سود جائز قرار پاگیا[1]

(۳) سود کیا ہے؟ کس طرح پر پیدا ہوکر کس اصول کے مطابق تقسیم ہوتا ہے؟ ماہیت سود کے متعلق ان سوالات پر بیحد اختلاف رائے پھیلا ہوا ہے، (لیکن سود کے متعلق جو متعدد مسائل نکالے گیے ہین وہ چند انواع مین مرتب ہو سکتے ہین،

(ب) مسئلہ پیدآآوری، سود اصل کی اُن خدمات کا معاوضہ ہے جو پیدائش دولت مین وہ سرانجام دیتا ہے، اور جس طرح کہ مزدور کی محنت کا معاوضہ اجرت کہلاتا ہے

[1] بنکون کے سود کے عدم جواز کی یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے،

اصل کی خدمات کے معاوضے کو سود کہتے ہین،

(ج) مسئلہ اجتناب۔ انسانی خاصہ ہے کہ کسی چیز سے بوقت موجودہ لطف اٹھانے کو بمقابلہ مستقبل کے زیادہ دل چاہتا ہے، اور التوائے لطف بہت گران گذرتا ہے، اول تو پیدائش اصل کے واسطے پس اندازی یعنی بعض موجودہ ضروریات ترک کرکے مستقبل ضروریات کے خیال سے کچھ بچانا شرط لابدی ہے، دوسرے اندوختہ سے بجائے دولت کے بطور اصل کام لینا یعنی اس سے فوری احتیاجات رفع نہ کرکے مزید دولت پیدا کرنا گویا اس لطف اندوزی کو ملتوی کرنا ہے، پس پیدائش اور شغل اصل دونون مین اجتناب مضمر ہے، اور اجتناب کیا ہے؟ لطف اندوزی کے کام سے باز رہنا جو کہ ہم مقدمہ مین واضح کرچکے ہین، خدمت کی ایک شکل ہے، اور ہر طرح پر دولت کہلانے کا مستحق، پس سود معاوضہ ہے اسی خدمتِ اجتناب کا، اس مسئلہ کے رو سے پیدائش اصل بہت کچھ اور شغل اصل سراسر سود پر منحصر ہے، اور چونکہ پیدائش دولت مین اصل اس قدر معاون ہے سود دینا لابد اور درست ہی،

(د) مسئلہ محنت۔ بعض نے پس اندازی شغل اصل کو سیدھے سادے طور پر محنت قرار دیکر سود کو اصل دار کی اس محنت کا معاوضہ یا اجرت قرار دیدیا یہ مسئلہ بھی مسئلہ اجتناب سے ملتا جلتا مگر اس سے زیادہ سادہ ہے،

اگرچہ اب بھی سود کی یہ علمی تشریح و توجیہ بالکل ادھوری اور غیر تشفی بخش ہے، تاہم سود کی اس قدیم حقیقت سے کہ وُہ صرف ایک مدت تک کی مہلت کا معاوضہ ہی بہت زیادہ مکمل اور قابل اطمینان ہے،

(۲) حرمت سود کی دوسری وجہ بھی اس زمانے مین کوئی بہت زیادہ مکمل اور قابل اطمینان

نہین ہے،

ممکن ہے کہ قدیم زمانے مین سود خواری کے ذریعہ سے انسان کی عملی زندگی مین خلل واقع
ہوتا ہو اور وہ تجارتی، زراعتی اور صنعتی ذرائع سے مستعدانہ طریقہ پر اپنی معاش پیدا کرنے کے بجائے
اپاہجون کی طرح ایک پھٹے پرانے ٹاٹ کے ٹکڑے پر بیٹھکر صرف سود کے ذریعہ سے روپیہ کما سکتا ہو،
لیکن اس زمانے مین تو تمام تجارتی، صنعتی، زراعتی، بلکہ علمی اور مذہبی سرگرمیان بھی صرف سود کے
ذریعہ سے قائم ہین، اس لیے جوازِ سود کا قدرتی نتیجہ یہ کیونکر ہوگا، کہ

"دنیا کے سامنے منفعت عامہ کے دروازے بالکل بند ہو جائین گے"

خود تمدن جدید نے جوازِ سود پر جو دلیل قائم کی ہے یعنی یہ کہ

سود دنیا کی عملی جد وجہد کو ایک سلسلے مین مربوط کر دیتی ہے ارباب مال اور اربابِ
خیال کے درمیان تعاون و تکافل پیدا کرتی ہے، مثلاً فرض کرو کہ انجینیرون کی ایک
جماعت کے سامنے ایک ایسا کام ہے جو تمام دنیا کے لیے مفید ہے، اور خود اس
جماعت کو اس کے ذریعہ سے عظیم الشان مالی فائدہ پہنچ سکتا ہے، لیکن اس تجویز کو عملی
صورت مین لانے کے لیے اس جماعت کے پاس روپیہ نہین، اس لیے اگر وہ سرمایہ
دارون سے چار پانچ روپیہ فیصدی سالانہ کے حساب سے روپیہ لیکر خود اس سے بیس
پچیس روپیہ سالانہ کا فائدہ اٹھائے تو آخر اس مین کیا حرج ہے ؟ ارباب تجاویز سرمایہ
دارون کو اونکے روپیہ کا فائدہ نہ دینگے تو وہ انکو قرض بھی نہ دین گے، اسکا نتیجہ یہ ہوگا
کہ انکی تجویزین بیکار پڑی رہ جائینگی، اور اس طرح اہم تجاویز اور صنعتی تگ و دو
مین رکاوٹ پیدا ہو گی لوگ انکے فوائد سے محروم رہ جائینگے، اور قوم کی ترقی تھک کر
بیٹھ جائیگی، اور دوسری قومین تمدنی اور ارتقائی میدان مین اس سے بازی لیجائینگی، [1]

[1] کنز العلوم واللغۃ فرید وجدی ص ۱۹۱،

وہ بالکل حرمت سود کی دوسری دلیل کے منافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانے مین سود کا جو طریقہ تھا وہ اب اس تمدنی دور مین بالکل بدل گیا ہے، اس لیے شرعاً و قانوناً صرف وہ سود حرام ہے جو دوگنا تگنا کی مقدار مین لیا جائے اور اس آیت "لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس" سود خوار لوگ (قیامت کے روز یا خود دنیا مین) نہین کھڑے ہونگے مگر اس شخص کی طرح جسکو شیطان نے مخبوط الحواس کر دیا ہو، سے صرف وہ سنگدل اور ظالم لوگ مراد ہین جو دیہاتون اور شہرون مین بستے ہین، اور عورتون اور ضعیفون کو عموماً ماہوار سو پر ایک گنی دیتے ہین، اس لیے ان کو فیصدی ساٹھ یا سو روپیہ سالانہ سود ملتا ہے، اور قرض ہی کی صورت مین یہ لوگ ان عورتون کے زیورات اور ان غریبون کے مکانات کو رہن لیتے ہین اسلیے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رہن تو غائب ہو جاتی ہے، اور ان بیچارونکی دولت کا خاتمہ ہو جاتا ہے،

لیکن جو عظیم الشان کام اعانت و کفالت باہمی کے محتاج ہین، اور انکے لیے ارباب مال اور ارباب خیال کا باہمی تضامن ضروری ہے، ان مین مال کا فائدہ کیون حرام ہوگا؟ حالانکہ اس صورت مین اگر صاحب مال سالانہ فیصدی پانچ روپیے کا فائدہ اٹھائیگا تو قرض لینے والا فیصدی پچیس یا اس سے زیادہ فائدہ حاصل کریگا[1]،

غرض جدید دور مین حرمتِ سود کے یہ دونون اقتصادی اسباب تو بہت زیادہ قوی تسلیم نہین کیے جا سکتے، البتہ اخیر کے دو اخلاقی اصول یعنی یہ کہ

(۱) سود کے ذریعہ سے ہمدردی، مواسات اور فضل و احسان کا خاتمہ ہو جاتا ہے،

(۲) ایک محتاج شخص سے ایک متمول آدمی کو زائد رقم دلوانا رحمت خداوندی کے منافی ہے،

[1] المکرامۃ الاسلامیۃ صفحہ ۲۹۴،

اس زمانہ مین بھی صحیح تسلیم کیے جا سکتے ہین، چنانچہ مسٹر الیکس برنی علم المعیشت مین اسکو سخت بداخلاقی قرار دیتے ہین اور لکھتے ہین،

"غریبون سے بیحد زیادہ شرح سے سود لیکر چھوٹی رقمین قرض دیکر ہمیشہ کے واسطے انکی کمائی کا شریک غالب بن جانا یا شوق دلا دلاکر بھولے بھالے وارستہ مزاج رئیس زادون کو قرض دیکر انکی جائداد ضبط کرلینا سوسائٹی کے حق مین اسقدر خطرناک اور اخلاقی لحاظ سے اس قدر مذموم ہے کہ قانوناً اسکی بندش اشد ضروری ہے"

اور اسلام نے سود کو حرام کرکے یہی ضروری بندش کی ہے، اسلام مین ایک متمول انسان کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ جو لوگ بالکل محتاج ہین، صدقہ و زکوٰۃ کے ذریعہ سے انکی اعانت کرے، لیکن جو لوگ صدقہ و زکوٰۃ کے مستحق نہین ہین انکی اعانت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ انکو بلا سود ہی قرض دے اور اگر مدت معینہ مین ادا نہو سکے تو اس احسان پر دوسرا احسان یہ کرے کہ اوسکو مہلت دے لیکن سود خواری، بخل، حرص، اور قساوت قلب کو بڑھاکر اعانت کے ان دونون طریقون کا سد باب کردیتی ہے، چنانچہ قرآن مین جہان جہان، سود کا ذکر آیا ہے ان تمام مواقع پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

(۱) خداوند تعالیٰ نے مال و دولت کو ہمدردی، مواسات، اعانت، فیاضی اور فضل و احسان کا بہترین ذریعہ بنایا ہے، اور ان اخلاقی اوصاف کا بہترین مظہر زکوٰۃ ہے جو تمام مسلمانون پر فرض ہے،

(۲) اس کے بعد صدقہ و خیرات کا درجہ ہے جو گو فرض نہین ہے، لیکن بہت زیادہ ثواب کا کام ہے،

(۳) ان دونون کے بعد قرض کا درجہ ہی جس کے ذریعہ سے انسان لوگون پر بہت کچھ

احسان کرسکتا ہے،

(۴) بیع کا درجہ ہے، جو اگرچہ فضل و احسان کا ذریعہ نہین تاہم بہرحال ایک تعاونی چیز ہے، اور کم ازکم اس سے ہمدردی و اعانت کے اُن اخلاقی اصول کی بیخکنی نہین ہوسکتی جنکو اسلام نے زکوٰۃ و صدقہ اور قرض کے ذریعہ سے ترقی دینا چاہا ہے،

(۵) لیکن سودخواری کلیۃً ہمدردی و اعانت کے ان اخلاقی اصول کا خاتمہ کرکے سنگدلی، قساوت، خودغرضی اور غارتگری کا بدترین نمونہ قائم کرتی ہے، اس لیے وہ صدقہ و زکوٰۃ تو کیا تعاونی حیثیت سے بیع کے مثل بھی نہین ہوسکتی، یہی بدیہی وجہ تھی کہ جب کفار نے یہ اعتراض کیا

انما البیع مثل الربوا — بیع سود کے مثل ہے،

توخداوند تعالیٰ نے اس بدیہی غلطی کا ازالہ نہین کیا، بلکہ نہایت تحکمانہ لہجے مین جس سے سخت غصہ کا اظہار ہوتا ہے فرمایا،

واحل اللہ البیع وحرم الربوا — (بیع اور سود دونون یکسان کیونکر ہوسکتی ہے) حالانکہ خدا نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے،

بیع کی صرف ایک صورت ہے جس سے خودغرضی اور سنگدلی کا اظہار ہوتا ہے، یعنی بعض اوقات مجبور اور حاجتمند اشخاص سینکڑون روپیہ کی چیزین دس پانچ روپیہ پر فروخت کردیتے ہین، اور لینے والے انکو شوق لیتے ہین، بلکہ جن لوگونکو اسکا چسکا پڑجاتا ہے وہ اس قسم کی چیزونکی تلاش مین رہتے ہین لیکن ابوداؤد کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع کی یہ صورت بھی ناجائز ہے، چنانچہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہین،

قال محمد حدثنا شیخ من بنی تمیم قال — محمد کہتے ہین کہ ہم سے بنو تمیم کے ایک بڈھے شخص نے

خطبنا علی بن ابی طالب او قال قال علی سیاتی علی الناس زمان عضوض یعض الموسر علی ما فی یدیه ولم یومر بذالك قال الله تعالی لا تنسوا الفضل بینکم ویبایع المضطرون وقد نھی النبی صلی الله علیه وسلم عن بیع المضطر وبیع الغرر وبیع الثمرۃ قبل ان تدرك

(ابو داؤد کتاب البیوع باب فی بیع المضطر)

یہ روایت کی کہ ایک بار ہمارے سامنے علی ابن ابی طالب نے خطبہ دیا یا یہ کہ حضرت علی نے فرمایا کہ انسانون پر ایک سخت زمانہ آنیوالا ہے، جس مین دولتمند شخص اپنے مال کو سختی کے ساتھ روک رکھے گا، حالانکہ اوسکو اسکا حکم نہین دیا گیا ہی، خداوند تعالی فرماتا ہی کہ باھمی احسان کو نہ بھولو اور مجبور لوگون سے خرید و فروخت کیجائیگی حالانکہ رسول اللہ صلعم نے مجبور کی بیع، دھوکے کی بیع اور پکنے سے پہلے پھل کی بیع سے منع فرمایا ہے،

لیکن سودخواری کے ذریعہ سے انسان کسی انسان کے ساتھ ہمدردی یا کم ازکم تعاون کر ہی نہین سکتا بلکہ بداخلاقی کے تمام عناصر اس مین شامل ہین، اور اس حیثیت سے بنک کے سود کو دوسری قسم کے سودی کاروبار پر کوئی ترجیح حاصل نہین ہے، اس لیے وہ بیع کے مثل نہین ہوسکتی اسلئے خداوند تعالی کا یہ جواب اخلاقی حیثیت رکھتا ہے اقتصادی حیثیت نہین رکھتا، بہرکیف سودخواری صدقہ، زکوۃ، اور قرض کے اصل موضوع یعنی ہمدردی، مواسات اور فیاضی کے بالکل مضاد اور منافی ہے، اور بیع وشرا، کے ساتھ تعاونی حیثیت سے اسکو کوئی مشابہت و مماثلت حاصل نہین ہے، اس لیے وہ اون سے بھی الگ ہے یہی وجہ ہے کہ خداوند تعالی نے ہر موقع پر ان تمام چیزون کا ذکر ساتھ ساتھ حریفانہ حیثیت سے کیا ہے، صدقۂ زکوۃ کی فضیلت اور سودخواری کی مذمت بیان کی ہے، فضل و احسان کی تکمیل کے لیے قرض مین ہر ممکن نرمی کے اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے، اور سود کو بیع سے بالکل الگ چیز قرار دیا ہے،

یمحق الله الربوا ویربی الصدقات

خدا سود کو گھٹاتا اور صدقہ کو بڑھاتا ہے،

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

مسلمانو! خدا سے ڈرو اور اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اس سود کو چھوڑ دو جو لوگون کے ذمہ باقی ہے، اور اگر ایسا نہین کرتے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے ہوشیار رہو، اور اگر تم لوگ توبہ کرتے ہو تو اپنی اصل رقم تم کو ملسکتی ہے، نہ تم کسی کا نقصان کرو، نہ کوئی تمھارا نقصان کرے، اور اگر کوئی تنگدست (تمھارا مقروض) ہو تو (اسکو) فراخدستی تک کی مہلت (دو) اور اگر سمجھو تو تمھارے لیے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اسکو (اصل قرضہ بھی) بخش دو،

" " " "

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس، ذلک بانہم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا

جو لوگ سود کھاتے ہین، وہ (قیامت کے دن یا دنیا ہی مین) نہین کھڑے ہونگے مگر اس شخص کی طرح جسکو شیطان کے آسیب نے مخبوط الحواس کر دیا ہو، یہ اُن کے اس کہنے کی سزا ہے کہ بیع مثل سود کے ہے، حالانکہ بیع کو تو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام،

" " " " "

ان تمام مباحث و مقدمات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام نے معاملات کی بنیاد اخلاقی اور تعاونی اصول پر رکھی ہے، اور صدقہ و خیرات مین نرمی، فیاضی، ہمدردی، اور فضل و احسان کے جو اخلاقی عناصر شامل ہین، تمام معاملات مین انکی آمیزش کی ہے، لیکن سودی قرض ان تمام عناصر کو دفعۃً فنا کر دیتا ہے، اس لیے وہ بالکل اسلامی اصول کے منافی ہے، چنانچہ شیخ محمد خضری تاریخ التشریع الاسلامی مین لکھتے ہین،

ولم یبین القرآن ما البیع وما الربا

اور قرآن مجید نے یہ بیان نہین کیا کہ بیع کیا ہے اور

الاکتفاء ببیان معنی وقاعدة السامعین، وقد بین ان الربا منافٍ لمبدء التسامح الذی شیدت علیه الشریعة الاسلامیة

سود کسکو کہتے ہین، ؟ کیونکہ قران مجید کے سامعین کے نزدیک یہ ایک جانی ہوئی بات تھی اور قرآن مجید نے اسی اصول موضوعہ پر اکتفا کیا البتہ یہ بیان کر دیا کہ سود نرمی اور فیاضی کے اس اصول کے بالکل منافی ہے جس پر شریعت اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی ہے،

خود جدید علم الاقتصاد بھی سود کی ان سخت گیریون کو تسلیم کرتا ہے، چنانچہ مسٹر الیاس برنی اپنی کتاب علم المعیشت مین تحریر فرماتے ہین،

ہم بتا چکے ہین کہ ہماری اصطلاح مین ربا سے مراد وہ معاوضہ ہے جو غریب حاجتمندون یا امیر ناعاقبت اندیشون کی فوری احتیاجات رفع کرنے نہ کہ پیدا آور کامون کے واسطے زر نقد قرض لیکر بشرح اعلی وصول کیا جائے، شرح کی زیادتی قرضخواہ کی لاچاری، وشدت احتیاج اور قرض دہندہ کی چیرہ دستی و بیرحمی کے مطابق ہوگی، خدا کی رحمت یعنی مرفہ الحالی کی ناشکری اور زر نقد کی بد استعمالی اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ غریبون کی تنگدستی اور اپنی دولت سے ناجائز فائدہ اوٹھا کر انکی چھوٹی چھوٹی کمائیون سے حصہ چھینے، بنہایت اعلی شرح سود پر تھوڑا سا قرض دیکر ہمیشہ کے واسطے انکو اپنا غلام بنا لے کہ گاڑھے پسینہ کی کمائی مین سے وہ اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر اسکو مدت العمر سود دیا کرین اور ادائگی قرض کی کبھی نوبت نہ آنے پائے، یا کسی بھولے بھالے رئیس زادہ کو اول اول عیش وعشرت کی چاٹ لگا کر نہایت دلجوئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ قرض مرحمت کیا جائے اور چند ہی روز مین بر سر عدالت انکو جائداد و ریاست کی ملک وآمدنی سے سبکدوش

کرکے ان کا خاتمہ بالخیر کردیا جائے، یورپ مین تو یہود شہرۂ آفاق ہین[1]، لیکن ہمارے یہان کے مہاجن بھی کسی سے کم نہین، رباخوری کے لین دین سے سب کی آنکھون کے سامنے، خود قانون کی ظل عاطفت مین (جسکی مشہور عالم غرض واحد کمزورون کی حمایت اور قیامِ حفظ و امن ہی) چور اور ڈاکوون سے کہین زیادہ بیشمار غریب اور نادانون کا گھر لوٹ رہے ہین، افلاس پھیلا کر غرِ تمند اور نیک نیت خستہ حال مقروضون کیلئے بھیک اور چوری کے سوائے بسرِ اوقات کا کوئی ذریعہ نہین چھوڑتے اور اپنے مقروض فاقہ کش خاندانون کی اموات مین طاعون کا حق ادا کردیتے ہین،

اس کے بعد اونھون نے بہت سے سودی مقدمات کی فہرست دی ہے جن مین پچاس پچاس کی رقمین بڑھ کر تین تین چار چار ہزار تک پہنچ گئی ہین، اور اُن قوانین و اصلاحات کا تذکرہ کیا ہے، جو اس قسم کی سودخواری کو روکنے کے لیے جاری کی گئی ہین، لیکن اُنکے نزدیک یہ تمام سخت گیریان صرف اوس سود مین پائی جاتی ہین جو قدیم زمانے مین تمام دنیا مین رائج تھا، اور جسکو دورِ جدید مین ربا کہتے ہین، باقی بنک کا سود جسکی شرح بہت کم ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ سے بہت کچھ مال و دولت پیدا کی جاسکتی ہے، اس سے بالکل الگ ہے، چنانچہ جب اس قسم کے سود کا رواج ہوا، تو خود قدیم زمانے کے طریقۂ سود پر بھی اس کا اثر پڑا اور وہ بھی جائز قرار دیا گیا، چنانچہ مسٹر الیس برنی لکھتے ہین،

جبکہ بیکار اندوختون مین خاصیت پیدا آوری نمایان ہوگئی اور کاروبار مین صرف زرِ نقد سے شریک ہوکر نفع اُٹھانے کی صورت نکل آئی تو ایک حالت مین

---

[1] عہدِ رسالت مین بھی شہرۂ آفاق تھے،

قدیم طرز کے غیر پیدا آور قرضون پر بھی سود جائز قرار پاگیا،

غرض بنکون کے سود کی حالت قدیم طریقۂ ربا رسے بالکل مختلف ہی، کیونکہ:

(۱) ربا رمین شرح سود غیر معین اور بہت زائد ہوتی ہے، اور بنکون کے سود کی شرح معین اور بہت کم ہے،

(۲) ربا رسے انسان دولت نہین پیدا کرسکتا اور بنکون کے ذریعہ سے دولت پیدا کرسکتا ہے،

لیکن جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین اسلام نے ربا کو ایک خاص اصول کی بنا پر حرام قرار دیا ہے، جو اسلام کا سنگ بنیاد ہے، یعنی نرمی، فیاضی، ہمدردی، اعانت اور مسامحت وغیرہ، اس لیے ہم کو سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ بنکون کے سود سے اس اصول کی مخالفت لازم آتی ہے یا نہین؟ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اصول مین کمی وبیشی اور ضعف وشدت کا لحاظ نہین کیا جاتا، مثلاً ایک انسان کی جان کا تحفظ مذہب وقانون دونون کے ابتدائی اصول مین داخل ہے، اس لیے قانوناً جو سزا ارسطو اور افلاطون کے قاتل پر عائد ہوگی وہی ایک شیر خوار بچے کے قاتل کو بھی دیجائیگی، اس لیے اصولی حیثیت سے ہم کو بنکون کے سود مین بھی کم وبیش سخت گیری کا وہ مادہ نظر آتا ہے جسکو اسلام نے اصولاً فنا کردیا ہے مثلاً

بنکون کا منافع یہ ہی کہ زرنقد کم شرحِ سود پر اماتناً لین اور زیادہ شرح سود پر قرض دین (علم المعیشت)

اس لئے شرح سود کی یہ زیادتی گو ربا کی شرح سے کم ہو لیکن وہ بہرحال ایک قسم کی خود غرضی اور سخت گیری پر مبنی ہے، جو اسلامی اصولِ مسامحت کے بالکل منافی ہے، اس کے علاوہ بنک صرف تاجرون، کاشتکارون، اور کاریگرون ہی کو قرض نہین دیتے

بلکہ ایک حاجت مند شخص ایک بھولا بھالا رئیس بلکہ ہر وہ شخص جسکے پاس نیلام پر چڑھنے کے لیے جائداد موجود ہو وہ بنکون سے سود دے سکتا ہے، اور وہ بنک اونکی جائداد کو اوسی طرح نیلام کروا سکتے ہین جسطرح یورپ کے یہودی اور ہندوستان کے مہاجن ہمیشہ اس قسم کی تاک جھانک مین لگے رہتے ہین، اس لیے یہ بھی اسلام کے اصول اعانت و مواسات کے منافی ہے، سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام اخلاقی تعاون کی تعلیم دیتا ہے اور بنکون کا تعاون و تکافل بالکل تاجرانہ اور خودغرضانہ ہوتا ہے، شرح سود اگرچہ معین اور کم ہوتی ہے، لیکن یہ تحدید مجبورانہ ہے، ورنہ قانون اجازت دے تو بنک اس سود مین بیدریغ اضافہ کرسکتے ہین،

اگرچہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنکون کے رواج نے ایک عام تجارتی گرم بازاری پیدا کردی ہے، لیکن درحقیقت جو چیز کسی چیز کا خاصہ لازمی ہوتی ہے وہ اوس سے جدا نہین ہوتی، چنانچہ حرمت سود کا دوسرا سبب یعنی یہ کہ اس سے انسان بیکار ہوجاتا ہے، اور حصول معاش کے جائز ذرائع مثلاً تجارت، زراعت، اور صنعت و حرفت کو چھوڑکر خود سود کی آمدنی پر زندگی بسر کرنے لگتا ہے، خود بنکون کے سود مین بھی پایا جاتا ہے اور ایک دولتمند شخص بنک مین روپیہ جمع کرکے ہمیشہ کے لیے بےفکری اور بیکاری کی زندگی بسر کرسکتا ہے، چنانچہ مسٹر ایلیسن بُرنی اپنی کتاب علم المعیشت مین لکھتے ہین،

> آج کل حتی الوسع ہر کوئی اپنے اندوختہ سے بطور اصل کام لینے کا خواہشمند نظر آتا ہے، موجودہ طریق کاروبار نے شغل اصل مین ایسی آسانیان پیدا کردی ہین کہ ہر شخص بلا درد سر اپنے اصل سے سود حاصل کرسکتا ہے معتبر بنک مین اندوختہ داخل کردے، یا سرکاری شرح معین سود والے پرامیسری نوٹ اور اسٹاک خرید لے یا کسی انجمن شراکت کے حصے خرید ے، غرضکہ بلامحنت و مشقت اصل دار اپنے سود کی آمدنی سے نہایت

عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہین، غریب مزدور تو پیٹ پالنے کی خاطر دن رات جان کھپاتا ہے، زمیندار کو بھی ریاست کے کام مین بہت کچھ تگ و دو کرنی پڑتی ہے، لیکن اکثر اصل دارون کو وقت معینہ پر گورنمنٹ یا بنک یا کارخانون سے سود وصول کرنا اور چین اڑانا اس کے سوا اور کوئی کام ہی نہین،

سود سے اگرچہ بظاہر مال مین اضافہ ہوتا ہے، اور صدقہ و خیرات سے اوس مین بظاہر کمی آجاتی ہے، تاہم خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے،

یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات خدا سود کو ہمیشہ گھٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے،

اور ہمارے مفسرین نے اسکی تفسیر مین سود کے دنیوی نقصانات کی جو صورتین بیان کی ہین اُن مین دو صورتین یہ ہین،

(۱) جو حاجت مند لوگ یہ دیکھتے ہین کہ ایک سود خوار نے اونکا مال سود کے ذریعہ سے لے لیا ہے، وہ اوس پر لعنت بھیجتے ہین، اوس سے بغض رکھتے ہین، اور اوسکو بددعا دیتے ہین اور یہ اوس کے جان و مال مین خیر و برکت کے زوال کا سبب ہو جاتا ہے

(۲) اور جب لوگون مین یہ مشہور ہو جاتا ہے کہ اوس نے سود کے ذریعہ سے دولت جمع کی ہے تو حرص و آز کا رخ اوسکی طرف پھر جاتا ہے، اور ہر ظالم، ہر چور، اور ہر حریص اسکا قصد کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ درحقیقت یہ اوسکا مال نہین ہے اس لیے اوسکو اوسکے ہاتھ مین نہین رہنے دینا چاہئے[1]،

اور شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ فقرہ ہم اوپر نقل کر آئے ہین کہ

اہل عرب زمانۂ جاہلیت مین سودخواری مین بہ شدت مصروف و مشغول تھے،

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۳۸،

اور اس کے ذریعہ سے طویل لڑائیان قائم ہوگئین تھین،

لیکن سود کے یہ تمام نتائج یعنی بغض، کینہ، بدبینی اور جنگ و نزاع قدیم طریقۂ ربا ہی کے ساتھ مخصوص نہین ہین بلکہ آج بھی شدت کے ساتھ موجود ہین، بلکہ ان مین اور بھی اضافہ ہوگیا ہے، چنانچہ مسٹر الیاس برنی لکھتے ہین،

> سیر و سیاحت، شکار و تفریح کے سوا انکو (سرمایہ دارون کو) نہین معلوم کہ کونسی ہوا چل رہی ہے، دوسرونکا انکے عیش و بے فکری پر حسد کرنا بالکل قدرتی بات ہے، چنانچہ اصل کے متعلق ایک عام شکایت ہے کہ وہ آمدنی غیر مکتسب کا آئینہ بنا ہوا ہے

آج یورپ مین اشتراکیت نے جو عام جنگ قائم کرادی ہے اوسکا سبب بھی بغض وحسد اور سرمایہ دارون کی عیاشانہ زندگی کے سوا اور کچھ نہین ہے، اس کے علاوہ جو ملکی اور سیاسی لڑائیان قائم ہوتی ہین، ان مین بھی درپردہ سرمایہ دارون ہی کا ہاتھ کام کرتا ہے،

جدید تمدن نے علم الاقتصاد کو مسئلہ اجتناب و غیرہ کی صورتین قائم کرکے اگرچہ سود کے متعلق بہت سی دقیق اصطلاحین پیدا کردی ہین لیکن تمدن کے سادہ اور محسوس اصول کے لحاظ سے معاوضہ کی صورتین معین ہین، مثلاً اسباب کے مقابل مین اسباب، غلہ کے مقابل مین غلہ، روپیہ کے مقابل مین روپیہ، محنت اور اجرت کے مقابل مین، کرایہ اور مزدوری وغیرہ لیکن یہ اصول محض اصطلاحی اور فرضی نہین ہین بلکہ قدرتی ہین یا کم از کم ان کو اصطلاحی صورت مین لانے کے لیے ان کے قدرتی ماخذ موجود ہین، لیکن جسطرح ایک "مدت کی مہلت" کا معاوضہ معین کرنا اور اوسکا نام سود رکھنا ایک ایسی اصطلاح ہے جو سادہ اور محسوس نہین ہے، یا کم از کم اوسکا کوئی قدرتی ماخذ نہین ہے، بعینہ اسی طرح "مسئلہ پیداواری

"مسئلۂ اجتناب" اور مسئلۂ محنت" کو اصل کا معاوضہ قرار دینا ایک فلسفیانہ اصطلاح ہے، جو دماغ کے تہ کے اندر سے پیدا ہوئی ہے، قدرت کے سادہ اور محسوس ماخذون سے ماخوذ نہین ہے، لیکن اسلام کا تمدن بالکل قدرتی ہے، سادہ ہے، محسوس ہے، اور ہر شخص کی سمجھ مین باسانی آسکتا ہے، اس لیے وہ ان تمام چیزون کا کوئی معاوضہ نہین قرار دے سکتا ہے، اس لیے بنکون کا سود حرمتِ سود کے پہلے سبب کے تحت مین بھی آجاتا ہے، غرض تمدنی، اقتصادی، معاشرتی اور اخلاقی کسی حیثیت سے اسلام کا تمدن سود کا متحمل نہین ہوسکتا، اور ان اخلاقی اصول کے معین ہوجانے کے بعد دارالحرب اور دارالاسلام کا سوال بالکل بیکار ہوجاتا ہے، کیونکہ دارالحرب مین اگرچہ احکام اسلامیہ کا نفاذ نہین ہوسکتا تاہم اسلامی اخلاق بہرحال قائم رہتے ہین، اور سود کی حرمت اخلاقی ہی وجوہ پر مبنی ہے،

اب ہم اخیر مین دورِ جدید کے روشن خیال مصنّف فرید وجدی کے ایک مضمون کا خلاصہ درج کرتے ہین جس سے ہمارے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے، وہ لکھتے ہین،

"حامیانِ سود کا یہ قول ہے لیکن مین کہتا ہون کہ سود کلیۃً حرام ہے، تھوڑا بھی، زیادہ بھی، لینے والے پر بھی اور دینے والے پر بھی، کیونکہ اسکی حرمت پر بہ کثرت دلائل موجود ہین، اور تمام قرائن اسکی تائید کرتے ہین، مثلاً (۱) قرآن مجید مین سود کلیۃً حرام کیا گیا ہے، اور اس حرمت کے بعد سخت سود معتدل سود، اور اوس سود کے درمیان جس سے عظیم الشان تجویزون مین حرکت پیدا ہوتی ہے کوئی فرق و امتیاز نہین کیا گیا ہے، اگر اسکی حرمت مین کسی قسم کے نرمی کی گنجائش ہوتی تو خداوند تعالیٰ اوسکا ذکر کرتا جیسا کہ اوس نے سود کے علاوہ اور تمام مسائل مین کیا ہے[1]، (۲) مالی تعامل کی

[1] مثلاً نماز کی قضا روزے کا فدیہ اور فریضۂ حج کا اسقاط بشرط عدم استطاعت

اس تشکل کا اثر اسلام کے تمدنی ڈھانچے سے بالکل مٹا دیا گیا تھا چنانچہ کسی نے اوسکا تذکرہ نہین کیا اگر تم یہ کہو کہ تمدنی معاملات کی حرکت اُس زمانہ مین دھیمی تھی تو ہم کہینگے کہ اوسکے بعد انتہا درجہ کی سرگرم اور نشاط انگیز حرکت پیدا ہو گئی لیکن اس متحرک عملی زندگی کے لیے بھی سود کوئی لازمی چیز نہین تھی، اور کسی نے اوسکی ضرورت کو محسوس نہین کیا،

مجھے اسکی وجہ صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ عربی تمدن کے محرکات و مؤثرات، مغربی تمدن کے محرکات و مؤثرات سے الگ تھے، مغربی تمدن کا محرک جس سے کوئی شخص انکار نہین کر سکتا، خود غرضی، معتدل جسمانی اور طبعی لذت کی افراط، اور انتہا درجہ کی مصنوعی جدت طرازیان ہین اور انھی محرکات نے وہ مؤثرات و عوامل پیدا کیے ہین، جو ان کے ساتھ مناسبت رکھتے ہین مثلاً مزاحمت، کشمکش، قوم کے بیشتر حصے کا فقر و افلاس، اور معاملات عامہ کا بنکون اور سرمایہ دارون کے ہاتھون مین انتقال وغیرہ، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قومونکا باہمی تعاون، بالکل اقتصادی اور مالی مصالح کے زیر اثر ہو گیا، اور اوسکو حق و انصاف سے کوئی لگاؤ باقی نہ رہا، یہان تک کہ دور حاضر کے مدبران ملکی کو اس کے اعلان و تصریح سے بالکل شرم نہین آتی بلکہ وہ صاف صاف کہتے ہین کہ سیاست کا نہ کوئی مذہب ہے، نہ کوئی نظام اخلاق،

لیکن عربی تمدن کی روح کو نہ ان محرکات نے پیدا کیا اور نہ اوس مین متذکرہ بالا مؤثرات و عوامل کی نشو و نما ہوئی بلکہ مسلمانون کی پیدائش کا پہلا سبب صرف یہ تھا کہ ایک بہترین امت پیدا کیجائے جو حق کی تائید و حمایت اور باطل کی تذلیل و تفریق کرے، لوگون کو کلمۃ اللہ کی دعوت دے، اس کلمہ کی حامی ہو، سرکشون کی تادیب کرے، اونکو پیس ڈالے، اور دنیا مین ایک ایسا انقلاب پیدا کر دے، جسکا نتیجہ

صرف خیر و فلاح ہو، خود خداوند تعالیٰ فرماتا ہے،

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم بہترین اُمت ہو جسکو لوگونکی ہدایت کے لیے

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ نمایان کیا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ، سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو،

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا اسی طرح ہمنے تمکو بیچ کی امت بنایا ہے تاکہ

لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ تم اور لوگون کے مقابلے مین گواہ بنو اور

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا تمھارے مقابلے مین (تمھارا) پیغمبر گواہ بنے

اسی عظیم الشان محرک نے اس عربی تمدن کی حرکت کے تمدنی مؤثرات کو پیدا کیا ہے اور انھی مؤثرات مین احقاقِ حق، اور ازہاقِ باطل کیلئے ٹوٹ پڑنا، ایک ایسی عادلانہ حکومت قائم کرنا جو حکم قرآنی کو قائم رکھے، اور شیطانی طریقے کو مٹائے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عامل ہونا، نماز کے قائم کرنے کے لیے جمع ہونا، صدقات دینا، روحانی ترقی کیلئے باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا، فضیلت اور حکمت کی اشاعت کرکے روح کو حصول کمال کیلئے تیار کرنا، اسلامی جماعت کو مالی امداد دینے کے لیے ملکون اور شہرون کا فتح کرنا تاکہ وہ اپنے متعلقہ کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اشاعت کر سکے نہ کہ اس فاتحانہ ذریعہ سے تجارتی راستے صاف اور ہموار کیے جائین اور مفتوحہ قومون کا مال چھینا جائے جیسا کہ اس صدی مین نو آبادیات کے قائم کرنیکا مقصد

غرض اسی قسم کے محرکات و مؤثرات پر عربی تمدن کی عمارت کھڑی کیگئی، اسلیے اس مین زندگی کی حرکت کا ظہور، مزاحمت کشمکش، اور رشک و حسد کی صورت مین نہین ہوا، بلکہ وہ باہمی رحم، آسانی اور نرمی کے قالب مین نمایان ہوئی،

کشمکش اور رشک و تنافس کے یہ الفاظ جنکے کہنے والے سے (آج) کوئی مواخذہ نہین کیا جاتا اور جو لوگ انپر عمل کرتے ہین اُنپر کوئی ملامت نہین کیجاتی یہان تک کہ خریدارون کے مائل کرنے کے لیے دوکانون کے اوپر لکھے جاتے ہین، بلکہ وہ ہزارون تجارتی مرکزون کے نام ہو گئے ہین، عربی تمدن کے ابتدائی زمانے مین باعث ننگ و عار تھے، اور وہ صرف اُن اشخاص کی زبانون سے نکل سکتے تھے، جو نہایت ذلیل، اور تمام فضائل سے معرا تھے، اگر وہ یہ الفاظ کہتے بھی تھے تو صرف اپنے ہمجنسون کے کانون مین چپکے سے کہتے تھے، اور اپنی تجارتی دکانون پر عنوان بنا کر ان کے لکھنے کی جرأت نہین کر سکتے تھے،

مجھکو اس سے انکار نہین ہے کہ عربی تمدن مین ان مؤثرات کا پوری طور پر لحاظ نہین کیا گیا اور مجھے یہ اعتراف ہے کہ بہت سے لوگ ریاکارانہ طریقہ پر ان کی پیغامبری کرتے تھے، لیکن کوئی شخص مجھ سے اس معاملے مین اختلاف کرنے کی قدرت نہین رکھتا کہ اس حرکت کے حقیقی مؤثرات صرف یہی تھے، اور ابتدا مین اس کے سوا اوسکا اور کوئی مؤثر نہ تھا، مین یہ بھی اقرار کرتا ہون کہ اس کے بعد یہ تمام مؤثرات اپنے اضداد کے قالب مین بدل گئے، اور تراحم (باہمی رحم) درحقیقت تزاحم (باہمی کشمکش) ہو گیا اور تواہب (باہم ایک کا دوسرے پر ہبہ کرنا) واقع مین تناہب (ایک کا دوسرے کو لوٹنا) کی شکل اختیار کر لی جبکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بعینہ موجودہ دور کے مؤثرات بن گئے لیکن اس کے ساتھ کوئی شخص مجھ سے اس بارے مین اختلاف نہین کر سکتا کہ جب ان مؤثرات نے اپنے اضداد کا قالب اختیار کر لیا تو اس حرکت مین بھی ساتھ ساتھ ضعف آگیا اور وہ بالکل رُک گئی کیونکہ یہ مؤثرات

اُس کے اصلی مؤثرات ومحرکات سے بالکل مختلف تھے،

اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ عربی تمدن کا نظام سودخواری کا مقتضی نہین ہے، اور اگر وہ اوسکا مقتضی ہوتا تو اوس مین سودخواری کا رواج ہوجاتا، لیکن سودخواری موجودہ تمدن کے اقتضارات کے بالکل مطابق ہے، اور وہ اوس سے جیساکہ ہراوس شخص پر جس نے اوس کی زندگی کے کل پرزون کی حرکت پر غور کیا ہے، روشن ہی محفوظ نہین رہ سکتا، پس اگر ہم ایک ایسا انسانی تمدن چاہتے ہین، جسکا محرک باہمی رحم، باہمی عطیہ، زندگی، کی باہمی ذمہ داری، معاش کے کاروبار مین باہمی کفالت، اور قوم کے تمام افراد مین باہمی اعانت ہو، تاکہ یہ تمام لوگ اپنی اپنی روحون کو کمال مقدس تک پہنچاسکین اور کامل روحانی سعادت جسکے لیے، خدا، قیامت، اور پیغمبرون پر ایمان لانا ضروری ہے، حاصل کرسکین، تو اس چاہنے کے ساتھ ہی ہمارے درمیان سے سودخواری رخصت ہوجاتی ہے، اور اسکا اثر بالکل مٹ جاتا ہے، لیکن اگر ہم یورپ کی حرکت مین اوسکا مقابلہ کرنا چاہتے ہین، اور اوسکے فضائلِ زندگی سے طالب امداد ہین، اور اوسکی پارٹی مین شامل ہونا چاہتے ہین، بلکہ اوسکی قومون کے جسم مین اپنے آپ کو فنا کردینا چاہتے ہین تو اپنے اقتصادی اصول مین ہم کو لازمی طور پر سودخواری کے اصول کو بھی شامل کرلینا چاہیئے،

اگر تم کہو کہ یہ کیون کر ہوسکتا ہے؟ حالانکہ حرکت ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہے اور اس کا روکنا ہمارے بس مین نہین ہے تو مین کہون گا کہ "ہرگز نہین" یہ ایک عاجزی کا لفظ ہی کیونکہ دنیا کی کل قومون مین بہت سے اشخاص ہین جنکو اشتراکی یعنی سوشلسٹ کہا جاتا ہے، ان لوگون نے علم الاقتصاد کے متعلق اس قدر بلند اصول قائم کئے ہین،

کہ تقریباً اونکا مذہب خیالی سمجھا جائیگا، لیکن باانہمہ وہ اپنے اصول کی محافظت کرتے ہین اور، وہ اپنی پارٹی مین اور پارٹیونکو شامل کرتے جاتے ہین، حالانکہ اونکے مذاہب ہمیشہ بالکل نظری رہے، اور کبھی کسی قوم کی حالت پر منطبق نہ ہوسکے، اور آج تک یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کامیاب ہوگا یا ناکامیاب؟ تو کیا ان کے اس استقلال مین ہم ان کے برابر نہین ہوسکتے؟ حالانکہ ہم اپنے نفوس کے اندر ایسا عقیدہ رکھتے ہین جو اس حیثیت سے مضبوط ہے کہ ہمارے اصول اس دور کے تمدنی اصول سے بلند ہین، اور کیا ہم ہر روز جدید مباحث اور صحیح تحریرون سے اس عقیدے کی قوت کو اس غرض سے بڑھا نہین سکتے؟ کہ جب مناسب وقت آئے تو رائے عام کو اوسکے قبول کرنے کے لیے تیار کردین، جیسا کہ خود یورپ کے سوشلسٹ خود اس قسم کے مناسب وقت کا انتظار کر رہے ہین، اس کے علاوہ ہم مین اور سوشلسٹون مین ایک بڑا فرق یہ ہے کہ اب تک تجربے نے اونکے مذہب کی تائید نہین کی ہے، اور ہمارے مذہب کے بل پر ایک طویل زمانے تک ایک ایسی قوم نے زندگی بسر کی ہے جو اوس زمانے مین کمال زندگی، اور تمدنی رونق کی بہترین مثال خیال کیجاتی تھی تو اس کے بعد تمدن یورپ کے مریض ترین حصے پر منطبق کرنے کے لیے نصوص قرانی کی تاویل کے کیا معنی ہین؟

غالبًا ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ بات تو ٹھیک ہے، لیکن وہ زیادہ تر خیالی ہے، تو مین کہہ سکتا ہون کہ اگر ہم ایک ایسے مضبوط مذہب کی دعوت دینے پر جسکی حقانیت پر دلائل قائم ہوچکے ہین اور حقیقت نے اوسکی بلند پائگی کی شہادت دیدی ہے، خیال کیطرف منسوب کیے جاسکتے ہین، تو ہمارے حریف سوشلسٹون کو کیا کہا جائیگا حالانکہ وہ ایک ایسے اصول کی دعوت دیتے ہین جو تمدنِ یورپ کے اقتصادی

اصول کے بالکل منافی ہین، اور وہ اب تک کسی قوم پر منطبق نہین ہوئے ہین، بااینہمہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے ہمیشہ تگ و دو مین مصروف ہین، اور لوگون کو اوس کے قبول کرنے پر آمادہ کر رہے ہین، یہان تک کہ بعض ممالک مین اُنکو غلبہ بھی حاصل ہوگیا ہے، کیا ہمارے مذہب کے اصول اونکے اصول سے کم درجہ کے ہین؟ کیا تجربہ نے اونکو کامیاب اور ہمکو ناکامیاب کیا ہے[1]؟

علامہ فرید وجدی کی اس پسندیدہ تقریر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر ہم موجودہ زمانہ کی اقتصادی کشمکش مین سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتے ہین تو اوسکی صورت یہ نہین ہے کہ تمام نصوص قرآنی کو بدل کر خود اس تمدن کے دائرے مین شامل ہوجائین، بلکہ ہم کو خود اس تمدن کے بدلنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور اگر ہم ایسا نہین کرسکتے تو کم ازکم اپنے گذشتہ تمدن کو دوبارہ زندہ کرکے، سادگی، کفایت شعاری اور مواسات و ہمدردی کیساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے، آج ہم کو جن مقاصد کے لیے روپیہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور وہ ہم کو سودخواری پر مجبور کرتی ہے' انکو صرف اسلام کی یہی سادگی، کفایت شعاری، فیاضی اور مواسات و ہمدردی دور کرسکتی ہے، لیکن اس فیاضانہ ہمدردی کے ساتھ اسلام کی یہ بھی تعلیم ہے کہ قرض داد و ستد کا معاملہ پوری ایمانداری اور مضبوطی کیساتھ ہونا چاہیے، چنانچہ تحریر دستاویز کے متعلق قرآن مجید مین ایک مفصل آیت جو سورہ بقرہ کی سب سے آخری اور قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے، نازل ہوئی ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُم	مسلمانو! جب تم ایک مدت مقررہ تک کے لیے قرض
بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ	کا لین دین کرو تو اوسکو لکھ لیا کرو اور تمھارے
وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ	درمیان مین کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھدے

[1] کنز العلوم واللغۃ از صفحہ ۴۰۵ تا صفحہ ۴۰۸،

وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ	اور لکھنے والے کو چاہیے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے جس
فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ	طرح خدا نے اوسکو (لکھنا پڑھنا) سکھایا ہے، اور اسیطرح
وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا	اوسکو بھی چاہیے کہ لکھدے اور جس کے ذمہ قرض عاید
فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا	ہوگا وہی (دستاویز کا) مطلب بولتا جائے اور اللہ
أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ	سے کہ وہی اُسکا پروردگار ہے، ڈرے اور (بتاتے
فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا	وقت قرض دہندہ کے) حق مین سے کچھ کم نہ کرے
شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ	پھر جس کے ذمہ قرض عاید ہوگا اگر وہ کم عقل ہو یا معذور یا
يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ	خود ادائے مطلب نہ کرسکتا ہو تو (جو) اوسکا مختار کار
تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ	(ہو وہ) انصاف کے ساتھ (دستاویز کا) مطلب بولتا
إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى	جائے اور اپنے مردون مین سے دو مردون کو گواہ کرلیا کرو
وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا	پھر اگر دو مرد نہ ہون تو ایک مرد اور دو عورتین جنکو تم
تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا	بحیثیت گواہ کے پسند کرتے ہو کہ ان مین سے کوئی
إِلَى أَجَلِهِ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ	ایک بھول جائیگی تو ایک دوسرے کو یاد دلا دیگی اور
وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا	اور جب گواہ (ادائے شہادت کے لیے) بلائے جائین
إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا	تو (حاضر ہونے سے) انکار نہ کرین اور معاملہ میعادی
بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا	چھوٹا ہو یا بڑا اوسکی (دستاویز) کے لکھنے مین کاہلی
وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ	نہ کرو خدا کے نزدیک یہ بہت ہی منصفانہ (کارروائی)
كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفْعَلُوا	ہے اور گواہی کے لیے بھی یہی طریقہ بہت ٹھیک
فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ	ہے، اور زیادہ تر قرین (قیاس) ہے کہ تم کسی طرح

واللہ بکل شیٔ علیم ۰ وان کنتم علی	کا شک و شبہہ نہ کرو، مگر سودا دم نقد ہو جسکو تم (ہاتھوں
سفر و لم تجدوا کاتبا فرھن	ہاتھ) لیا دیا کرتے ہو تو اوسکی (دستاویز) کے نہ لکھنے
مقبوضۃ فان امن بعضکم بعضا	مین تم پر کچھ گناہ نہین او جب (اس قسم) کی خرید و فروخت
فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ و	کرو تو گواہ کر لیا کرو، اور کاتب (دستاویز) کو (کسی قسم)
لیتق اللہ ربہ ولا تکتموا الشھادۃ	کا نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ گواہ کو، اور اگر ایسا کرو گے
ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ واللہ	تو یہ تمھاری بدکاری ہے اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمکو (معاملہ
بما تعملون علیم ۰	کی صفائی) سکھاتا ہے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے، اور اگر
(بقرہ ۳۹) " " " "	تم سفر مین ہو اور تمکو کوئی لکھنے والا نہ ملے (اور قرض لینا
" " " " " " " " " "	ہو) تو رہن با قبضہ (رکھ کر لو) پس اگر تم مین سے ایک
" " " " " "	ایک کا اعتبار کرے (اور بے رہن رکھے قرض دیدے) تو
" " " " " " "	جس پر اعتبار کیا گیا (یعنی قرض لینے والا) اوسکو چاہئے
" " " " " "	کہ قرض دینے والے کی امانت (یعنی قرض) کو ادا کردے
" " " " " "	اور خدا سے جو اوسکا پروردگار ہے ڈرے اور گواہی کو نہ چھپاؤ
" " " " " "	اور جو اوسکو چھپائیگا تو اوسکا دل گنہگار ہے، اور جو کچھ
" " " " " "	تم لوگ کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے،

(۲) اور قرآن مجید کے ساتھ احادیث مین بھی دیانت داری کیساتھ قرض ادا کرنے والون کو بہترین انسان قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے،

احاسنکم احاسنکم قضاء — تم مین بہترین لوگ وہ ہین جو قرض ادا کرنے مین بہترین لوگ ہین

حضرت عائشہ رض اکثر قرض لیا کرتی تھین ان سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیون لیتی ہین؟

بولین کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ قرض کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اپنی جانب سے اوس کا مددگار مقرر کردیتا ہے، تو مین اسی مددگار کی جستجو کرتی ہون"،

رسول اللہ صلعم جب قرض ادا فرماتے تھے تو بہترین مال دیتے تھے، ایک بار آپ نے کسی سے اونٹ لیا تھا صدقہ کا مال آیا تو اوسکو ایک بہترین اونٹ دیا اور فرمایا،

خیار الناس احسنھم قضاءً — بہترین لوگ وہ ہین جو قرض کو اچھے طریقے سے ادا کرتے ہین،

صحابۂ کرام کا عمل بھی اسی حدیث پر تھا، ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کسی سے چند درہم قرض لیے، قرض ادا کیا تو اوس سے بہتر درہم دئے، اوس نے کہا، آپ کے درہم تو میرے درہم سے اچھے ہین، بولے "مجھے معلوم ہے لیکن میرا دل اسی طرح خوش ہوتا ہے"

(۳) اور نہ قرض دینے والے سخت مذہبی مجرم قرار دئے گیے ہین، چنانچہ ایک شخص کا جنازہ آیا جسپر تین دینار قرض باقی تھا، تو رسول اللہ صلعم نے نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرمایا،

لیکن اسی کے ساتھ آپ نے ادائے قرض کے متعلق مسلمانون کو اور چند اخلاقی باتین سکھائی ہین،

(۱) ایک تو یہ کہ اگر ایک مسلمان قرض نہ ادا کرسکتا ہو تو دوسرے مسلمانون کو اس کے ادا کرنے مین اُنکی اعانت کرنی چاہیے، چنانچہ ایک بار رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "فلان قبیلہ کا کوئی شخص ہے؟ ایک صحابی نے کہا "یا رسول اللہؐ مین ہون" ارشاد ہوا کہ تمھارا بھائی قرض مین ماخوذ ہے اُنھون نے اوسکا کل قرض ادا کردیا، ایک صحابی نے باغ خریدا کوئی آفت آئی اور تمام پھل ضایع ہوگیا اب قیمت کیونکر ادا کرتے، رسول اللہ صلعم نے دیکھا کہ قرض سے گرانبار ہورہے ہین تمام صحابہ کو حکم دیا کہ سب لوگ اعانت کرین تمام صحابہ نے کچھ نہ کچھ اس مین حصہ لیا،

(۲) خود قرض دارون کو قرض ادا کرنے کے لیے مہلت دینا ایک بڑا کارِ ثواب قرار دیا

چنانچہ خود قرآن مجید مین اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی،

فنظرۃ الی المیسرۃ اگر قرضدار تنگدست ہو تو اوسکو اسقدر مہلت دینی چاہئے کہ وہ فراغ دست ہو جائے

اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص اپنے قرضدار کو مہلت دیتا ہے یا قرض معاف کر دیتا ہے، وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ مین ہوگا، چنانچہ ایک بار حضرت ابو الیسرؓ پر حضرت سمرہ کا قرض آتا تھا وہ تقاضے کو آئے تو وہ چھپ گئے، حضرت سمرہ تیزی کے ساتھ واپس ہوئے تو حضرت ابو الیسرؓ نے سمجھا کہ وہ نکل گئے جھانک کر دیکھا تو اُن سے آنکھین چار ہوگئین بولے کیا تم نے رسول اللہ صلعم سے نہین سنا ہے؟ کہ جو شخص تنگدست کو مہلت دیگا اللہ تعالیٰ اوسکو اپنے سایہ مین لے گا حضرت سمرہؓ نے فرمایا" مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے آپ سے یہ سنا ہے"،

(۳) مجبوری کی حالت مین قرض کے معاف کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ ابھی حدیث کے یہ الفاظ گذر چکے ہین، کہ جو شخص اپنے قرضدار کو مہلت دیتا ہے یا قرض معاف کر دیتا ہے وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ مین ہوگا،" بلکہ بعض حالتون مین حکماً قرض کے ایک حصّہ کو معاف کرا دیا، چنانچہ، ایک بار حضرت کعب بن مالکؓ نے مسجد نبوی مین ایک صحابی سے قرض کا تقاضا کیا، شور وغل ہوا تو کاشانۂ نبوت مین آواز پہنچی آپ نے پردہ اٹھا کر فرمایا "کعب آدھا قرض معاف کر دو" اور انھون نے معاف کر دیا،

اب اگر ہم مسلمانون کو غربت و افلاس سے محفوظ رکھنا چاہتے ہین تو اسکا علاج یہ نہین ہے کہ خود اُنکو سود خواری کی ترغیب دین یا بڑے بڑے کالجون کو سود کے ذریعہ سے چلا کر قوم مین تعلیم پھیلائین، مذہبی گناہ کے علاوہ دنیوی حیثیت سے بھی یہ طریقہ بہت زیادہ مفید اور کامیاب نہین ہو سکتا، آج جو قومین علانیہ سود لیتی ہین وہ بھی سود خواری کے تمام خطرات سے محفوظ نہین ہین، ممکن ہے کہ باہم فرق مدارج ہو لیکن مسلمانون کی طرح ہندوؤن اور عیسائیون کی

جائدادین بھی سود مین نیلام ہوتی ہین، بلکہ اسکا بہترین اور کامیاب طریقہ وہی ہے جو اسلام نے قائم کیا ہے، یعنی

(۱) مسلمانون کو عموماً اور غربا، اور متوسط الحال طبقہ کو خصوصاً عملی طور پر قناعت، کفایت شعاری، اور سادگی، وغیرہ کا خوگر بنایا جائے تاکہ قرض لینے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے،

(۲) شادی بیاہ کی رسومات کی مناسب اصلاح کیجائے اور ان مواقع پر تمام مسلمانون کو ایک معینہ ضابطہ کا پابند بنایا جائے،

(۳) امرار کے طبقہ مین مواسات، ہمدردی، ایثار اور فیاضی کے جذبات پیدا کیے جائین، جو صرف کالجون کے چندون ہی تک محدود نہ رہین بلکہ دوسرے مواقع پر بھی کام آئین،

(۴) کم از کم قرض کے متعلق مسلمانون کے تمام معاملات داد وستد مسلمانون ہی تک محدود رہنے دئے جائین، اور قانوناً کوشش کیجائے کہ کوئی مسلمان بنکون اور غیر قومون سے سود نہ لینے پائے،

(۵) مسلمانون کے دولتمند طبقہ کو قرض اور بوقت ضرورت وصولی قرض مین مہلت دینے یا اسکو کلاً وجزاً معاف کرنے کی ترغیب دلائی جائے،

(۶) جو قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق تحریری اور دستاویزی ہو، اور ہر مسلمان اسکا ادا کرنا اپنا مذہبی اور اخلاقی فرض سمجھے،

(۷) لیکن اگر ایک مسلمان قرض ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو (جسکا موقع بے سودی قرض مین بہت کم آئیگا) تو دوسرے مسلمان ادائے قرض مین اوسکی مالی اعانت کرین، بہتر تو یہ ہے کہ مسلمانون کے قرض دینے کے لیے تمام قوم سے چندے وصول کرکے ایک عام بیت المال قائم کیا جائے، جو اہل ضرورت کو کافی تحقیقات کے بعد بذریعہ دستاویز

کے بلا سودی قرض دے،

(۸) اور اسی کے مقابل مین ایک دوسرا بیت المال زکوٰۃ کے مال سے قائم ہو جو کافی تحقیقات کے بعد صرف اُن مسلمانون کی طرف سے اونکا قرض ادا کرے جو قرض ادا کرنے کی استطاعت نہین رکھتے،

بہرحال اگر ہم مسلمانون کو غربت و افلاس کی مصیبت سے نجات دلانا چاہتے ہین تو اسکا بھی اخلاقی اور مذہبی طریقہ ہو سکتا ہے، باقی بنکون کے سود کا جواز، سود پر قانونی بندشین اور مقدارِ سود کی تعیین، وغیرہ اصولِ شریعت کے بالکل خلاف ہین، چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب کے یہ الفاظ ہم اوپر درج کر آئے ہین کہ،

اس قسم کے معاملات صرف شارع کے اختیار مین ہین کہ وہ اس کے لیے ایک حد مقرر کرے اور جو چیز اس حد سے نیچے ہو اوسکی اجازت دیدے اور اس سے اوپر کیلئے سختی کیساتھ ممانعت کر دے یا ان کو سرے سے ممنوع قرار دے،

عرب مین قمار بازی اور سود خواری کا عام رواج تھا اور ان کے ذریعہ سے جنگ و نزاع کا ایک غیر مختتم سلسلہ قائم ہو گیا تھا اور ان مین (یعنی جوے اور سود مین) تھوڑا سا حصہ لینا بھی ان مین بہت زیادہ حصہ لینے کا محرک تھا، اسلیے اس سے زیادہ صحیح اور سزاوار بات کوئی نہ تھی کہ قبح و فساد کا پوری طور پر لحاظ کرکے کلیۃً ان دونون کی ممانعت کردیجائے،

اور جدید علم الاقتصاد بھی اسکو غیر مفید خیال کرتا ہے، چنانچہ مسٹر الیس برنی علم المعشیت مین تحریر فرماتے ہین،

البتہ جو لوگ روپیہ قرض لیکر مجبوری یا بخوشی غیر پیدا آور کامون مین صرف کرتے ہین

جیسا کہ بحالتِ افلاس قرض لیکر بسر اوقات کرنا، یا آوارہ مزاج رؤسا کی طرح رنگ رلیان منانا، ایسے اصل مین قرض دہندہ کیطرف سے تو انتظار کشی موجود ہوتی ہے لہذا وہ سود کا طالب ہوتا ہے لیکن قرض گیر کے ہاتھ مین آکر ایسا اصل محض دولت رہجاتا ہے۔ اس سے پیداواری مفقود ہوجاتی ہے، اور اسی وجہ سے وہ خود مع سود اس پر بارگران نبکر تباہی کا باعث ہوجاتا ہے اب اگر محض اس بناپر کہ اصل مستعار سے پیداآوری کا کام نہین لیا گیا تھا قرض دہندہ کو سود سے محروم کیاجائے تو وہ قرض دینے سے انکار کریگا لیکن یہ خیال غلط ہے کہ ایسی قانونی بندش سے لین دین رک سکتا ہے، ایسے قرض گیر جو نہایت ناعاقبت اندیش ہوتے ہین، طرح طرح کی تدابیر نکال کر قرض لیے بغیر نہ رہینگے البتہ قانونی گرفت کے خوف سے قرض دہندہ شرح سود کو اور بھی بڑھا دینگے، اور اس اضافہ کو مطالبۂ خطر کہینگے جسکی تشریح ہم اقسامِ سود کے تحت مین آیندہ کرینگے،

غرض جب تک سر رہیگا یہ سودا نہین جاسکتا، اس لیے بہتر یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس سرہی کو اُڑا دیا جائے،

علم الکلام

مولانا شبلی مرحوم کی وہ مشہور تصنیف جس مین علم الکلام کی تاریخ اور اس کے عہد بعہد کی ترقیان اور تدریجی رفتار، اور ہر دور کے اکابر متکلمین کے مسائل مجتہدات پر تبصرہ ہے، مدت ہوئی کہ نا پید ہوگئی تھی، اب مطبع معارف نے نہایت عمدہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ چھاپا ہے، قیمت عہ/

"منیجر"

تذکرہ مخزن الغرائب پر ایک نظر

از
مولوی محمد محفوظ الحق ام - اے، لکچرر عربی وفارسی پریسیڈنسی کالج کلکتہ

معارف دبابت مارچ ۱۹۲۴ء میں نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان شروانی کا دلچسپ مضمون تذکرۂ مخزن الغرائب پر نظر سے گذرا، اور ساتھ ہی اُس کی خریداری کا لطیفہ بھی معلوم ہوا، بقول مولانا "خریداری لطیفہ ہے، گفت وشنود کے بعد فی شاعر ایک پیسہ قیمت ٹھہری اس شرح سے کتاب تو ایک سو پینتیس (مایہ) کی ہوگئی مگر شاعر بیچارے پیسہ اخبار کے دفتر مین بھرتی ہوگئے۔ . . ."، لیکن شرح خریداری کے لطیفہ سے ایک غریب تر لطیفہ یہ ہے کہ مولانا کے "عزیز" جنھون نے وہ تذکرہ خرید فرمایا ہے کوئی پچاسی روپیہ کے گھاٹے مین رہے، تذکرہ ہذا مین کل ۳۱۴۸ شعرا کا حال درج ہے، اس لئے ایک پیسہ فی شاعر کے حساب سے اسکی قیمت اُنتالیس روپیہ تین آنہ (للعہ) ہونی چاہئے، نہ کہ (مایہ) روپیے، لیکن مولانا کے "عزیز" نے جو قیمت دی ہے اس حساب سے اس تذکرہ مین (۶۴۸۰=۱۳۵×۶۴) ۸۶۴۰ شعرا کا حال موجود ہونا چاہئے یعنی مخزن الغرائب کے موجودہ قلمی نسخون سے اس تذکرہ مین ۵۴۹۲ شعرا کا مزید تذکرہ ملنا چاہئے، لیکن مولانا خود فرماتے ہین کہ اس مین "تین ہزار سے زائد شعرا کا کلام اور حال درج ہے" اس لئے سمجھ مین نہین آتا کہ ایک پیسہ فی شاعر کے حساب سے اس کی قیمت صہ سے کسی طرح زیادہ نہین ہوسکتی؛

شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ تذکرہ کا نام چونکہ "مخزن الغرائب" ہے اس لئے اس کے "غرائب" مین ایک اور "غریب" کا اضافہ ہوا ہے!!

مولانا شروانی نے مولفِ تذکرہ کے حالات بیان کرنے مین نہایت اختصار سے کام لیا ہی،

لیکن ہمین یقین ہے کہ مولف کی داستانِ زندگی اہل ذوق کو پر لطف معلوم ہوگی، اس لئے بعض ایسے حالات و واقعات جو عام طور پر معلوم نہین ہدیۂ ناظرین ہین:-

مولف کا نام احمد علی ہاشمی ہے، "تذکرہ" مین وہ اپنے باپ اور دادا کا نام اس طرح لکھتا ہے "شیخ غلام محمد بن فضیلت مآب مولوی محمد حاجی طاب مضجعہ،" ولادت ۱۱۶۴؁ھ مین ہوئی، سندیلہ وطن تھا، لیکن گردشِ روزگار نے وہان چین سے بیٹھنے نہ دیا، عرصہ تک خاک چھانتے کے بعد نواب عزت الدولہ مرزا احسن سہراب جنگ، خلف الصدق مرزا محمد محسن (برادر اکبر نواب صفدر جنگ) کے یہان ملازمت اختیار کرلی کچھ عرصہ بعد اپنے آقا کی اجازت سے شاہ عالم بادشاہ کے فوجی رسالہ مین جو ذوالفقارالدولہ مرزا نجف خان کی ماتحتی مین تھا داخل ہوگئے، مرزا نجف خان نے ۱۱۹۶؁ھ ہجری مین قضا کی، اس وقت مولفِ تذکرہ کا سن بتیس ۳۲ سال تھا، وہ لکھتا ہے کہ مرزا نجف خان کی وفات کے بعد اسے خراسان عراق اور فارس کے لوگون سے ملنے کا اتفاق ہوا ان کے فیض صحبت سے اُس نے بہت سے شعراء کے حالات اور ان کے کلام کے اجزا فراہم کئے، مولانا شروانی فرماتے ہین،" نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے سرکاری ملازم تھے وہان اہل کمال کا مجمع تھا ان کو بھی استفادہ کا موقع ملا، اسی فیض صحبت کا نتیجہ یہ تذکرہ ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ مرزا نجف خان کی سرکار کا یہ فیض خاص نہین، کیونکہ مرزا نجف خان نے ۱۱۹۶؁ھ ہجری مین قضا کی اور یہ تذکرہ ان کی وفات کے ۲۲ سال بعد ۱۲۱۸؁ھ ہجری مین، لکھا گیا ہے، علاوہ برین مولف خود کہتا ہے کہ نجف خان کی وفات کے بعد اس نے یہ حالات فراہم کئے اور اپنے استاد مرزا قتیل کی فرمایش پر اُن کو تذکرہ کی صورت مین ترتیب دیا، اس لئے واقعتاً مولف کا ذوق اور مرزا محمد حسین قتیل کی تحریر اس تذکرہ کی تالیف کا باعث ہے،

تذکرۂ ہذا جیسا کہ معارف کے نوٹ مین ظاہر کیا گیا ہے، فارسی گو شعرا کا سب سے ضخیم تذکرہ ہے، ضخامت مین اس سے دوسرے درجہ پر الامجۂ الفصحا آذر انیس العاشقین مولفہ منشی الملک فخرالدولہ دبیر الملوک

راجہ رتن سنگھ ہشیار جنگ المتخلص بہ زخمی ہے، یہ تذکرہ دو ضخیم جلدون مین ہے جس مین دو ہزار سے زائد شعراء کا حال درج ہے، صرف جلد دوم (جو حرف "ط" سے ہے) کوئی ۱۱۷۶ شعراء کے حالات پر مشتمل ہے، تذکرۂ ہذا کے بعد نشترِ عشق مولفہ نواب قلی خان عشقی عظیم آبادی کا نمبر ہے جسمین ۱۴۷۰ شعرا کے حالات درج ہین، ان دو تذکرون کے علاوہ اور چند تذکرے اسی حجم اور ضخامت کے ہین لیکن مخزن الغرائب کے مقابلہ مین اُن کی ضخامت بہت کم ہے،

مشہور مستشرق ڈاکٹر ایتھے[۱] کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مخزن الغرائب مین کل ۳۱۴۸ شعراء کا حال درج ہے اور بقول ڈاکٹر اسپرنگر[۲] یہ تذکرہ ۳۰۶۱ شعرا کے حالات پر مشتمل ہے، لیکن اس باب مین ڈاکٹر ایتھے کا قول زیادہ صحیح اور قابلِ قبول ہے،

مولفِ مخزن الغرائب نے اپنے تذکرہ کی ترتیب مین بعض نادر تذکرے فراہم کئے تھے، چنانچہ حسب ذیل ماخذون کا حوالہ موجود ہے،

(۱) تذکرۂ عوفی (۲) تذکرۂ دولت شاہ سمرقندی (۳) مجالس العشاق مولفہ سلطان حسین بایقرا (۴) مجالس النفائس از میر علی شیر نوائی (۵) بہارستان جامی (۶) تذکرۂ صائب (۷) تحفۂ سامی از سام مرزا (۸) منتخب التواریخ از بدایونی (۹) طبقات اکبری از نظام الدین (۱۰) مجمع النفائس از سراج الدین علی خان آرزو (۱۱) تاریخ فیروز شاہی از ضیاء برنی (۱۲) کعبۂ عرفان یا عرفات العاشقین از تقی اوحدی (۱۳) نفائس المآثر از مرزا علاء الدولہ (۱۴) تذکرہ ملا طاہر نصرآبادی (۱۵) ہفت اقلیم از امین احمد رازی (۱۶) تذکرۃ النساء از فخری بن امیری (۱۷) مرأت الخیال از شیر خان لودی (۱۸) گلزار فطرت (۱۹) بیاض داراشکوہ

---

[۱] فہرست کتب فارسی (قلمی)، موجودہ بوڈلین لائبریری آکسفورڈ ص ۳۱۶ تا ص ۳۹۶، ڈاکٹر موصوف نے اُن ۳۱۴۸ شعرا کے حالات کی تلخیص، جنکا ذکر مخزن الغرائب مین موجود ہے اپنی فہرست مین دی ہے، یہ ایک نہایت ہی کار آمد چیز ہے،

[۲] فہرست کتبخانہ شاہان اودھ مرتبہ ڈاکٹر اسپرنگر (ص ۱۴۶)

(۲۰) بیاض محمد اکبر بن عالمگیر (۲۱) تذکرۃ المعاصرین از شیخ علی حزین (۲۲) ریاض الشعرا از علی قلی خان واله داغستانی، وغیرہ

اس طویل فہرست مین جتنے تذکرے ہین وہ اس وقت تک یا توچھپ گئے ہین یا اون کے قلمی نسخے مشہور کتب خانون مین دستیاب ہوسکتے ہین لیکن اس فہرست مین تین کتابین ایسی ہین جن کا ایک پتہ نہ مل سکا، ایک تو تذکرہ صائب[۱] یا بیاض صائب ہے جس کا حوالہ مخزن الغرائب مین بار بار آتا ہے دوسرے بیاض دارا شکوہ اور تیسرے بیاض محمد اکبر بن عالمگیر بادشاہ ہے، اگر ان بیاضون کا پتہ مل سکے تو بہت خوب ہو،

مخزن الغرائب کا جو نسخہ (مرقومہ ۱۲۲۳ ہجری)، دار المصنفین مین ہے وہ میرے خیال مین معلوم نسخون مین سب سے قدیم ہے، لکھنو کے شاہی کتب خانہ مین جو نسخہ تھا اور جس سے ڈاکٹر اسپر نگر نے اپنی فہرست کی ترتیب مین مدد لی تھی، اس مین سن کتابت درج نہین، خبر نہین اب وہ نسخہ کہان ہے؟ ایک نسخہ مولوی خدا بخش خان مرحوم کے کتب خانہ مین ہے لیکن وہ چندان قدیم نہین، برٹش میوزیم (لندن) کا نسخہ بھی پرانا نہین، البتہ بوڈلین لائبریری آکسفورڈ کا نسخہ دار المصنفین سے دوسرے درجہ پر ہے، اُس کی کتابت کی تاریخ ۱۱ صفر ۱۲۲۷ ہجری ہے، گویا دار المصنفین کے نسخہ کے چار سال بعد لکھا گیا ہے،

ناظرین کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ احمد علی سندیلوی نے شعرائے فارسی کے کلام کا ایک دلچسپ مجموعہ بھی تیار کیا تھا اور اُس کا نام انیس العاشقین رکھا تھا، ڈاکٹر اسپر نگر نے اس "مجموعہ" کا ایک ضخیم نسخہ جو ۸۰۰ صفحات پر مشتمل تھا، لکھنؤ مین دیکھا تھا، ان کا بیان ہے کہ ۱۸۴۹ء عیسوی مین یہ نسخہ لکھنؤ کے ایک کتب فروش کے یہان بغرض فروخت موجود تھا، معلوم نہین یہ صحیفۂ علمی اب کہان ہے؟

---

[۱] نظام الدین خان مولف "حدیقۂ عشق افروز" نے بھی تذکرۂ صائب کو اپنی تالیف کا ماخذ قرار دیا ہے، حدیقہ مختصر گو فارسی کا ایک مختصر لیکن دلچسپ تذکرہ ہے،

بہرحال یہ امر موجب مسرت ہے کہ ڈاکٹر اسپرنگر نے اسی زمانہ مین اس کتاب کا نوٹ لے لیا تھا جس سے اس مجموعہ کی نوعیت کا پتہ ملتا ہے، اس کتاب مین ۱۶ ابواب تھے، اور شعراے فارسی کے کوئی بیس۲۰ ہزار اشعار درج تھے، تفصیل ابواب حسب ذیل ہے،

(۱) اشعار متعلق بہ حمد ومنقبت وغیرہ،

(۲) اشعار متعلق بہ عشق منقسم بر ۳۸ فصل (۳) انتخاب از تذکرۂ کلمات الشعرا مولفۂ افضل الدین سرخوش (۴) انتخاب از تذکرہ شیخ علی حزین (۵) انتخاب از بہارستان جامی باب ہشتم (۶) انتخاب غزلیات کاشی، نظیری، محتشم وغیرہ، (۷) انتخاب کلام شیوخ، علماء فضلا وشاہزادگان وغیرہ منقسم بر ۸ فصل (۸) انتخاب کلام شعراے قدیم مثلاً رودکی وغیرہ (۹) انتخاب کلام شعراے جدید مثلاً آہلی شیرازی، بابا فغانی آصفی وغیرہ (۱۰) کلام شعراے دیگر بترتیب حروف تہجی (۱۱) انتخاب کلام شعراے قدیم وجدید مثلاً از مثنوی مولانا روم، قطعات ملا اشرف ماژندرانی رباعیات، بابا فغانی وشرح غزلیات حضرت امیر خسرو دہلوی (۱۲) انتخاب مثنویات (۱۳) انتخاب قصائد (۱۴) انتخاب ترجیع بند (۱۵) انتخاب ساقی نامہ محمد صوفی، (۱۶) انتخاب غزلیات حافظ، وشوکت بخاری وغیرہ،

اسوۂ صحابہ جلد۱

مصنفہ

مولانا عبد السلام ندوی

صحابہ کرام کے عقائد، عبادات، اخلاق، اور معاشرت کی صحیح تصویر اور قرن اوّل کے اسلام کا عملی خاکہ، اس کا مطالعہ ہر مسلمان کا فرض ہے، ضخامت ۲۵۰ قیمت ہے،

اسیر گڈہ کے کتبات

از

جناب مولوی عبدالستار صاحب فاروقی ؛

ذیل کے مضمون کا بیشتر حصہ جناب ہیرالال بی اے ممبر آف دی رایل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹن کی کتاب Descriptive of Inscriptions in The C.P. Berar سے اخذ کر کے لکھا گیا ہے میری دلی تمنا تھی کہ ناظرین معارف کی خدمت مین کتبات کی اصل عبارت پیش کر دن مگر افسوس کوئی کتاب ایسی دستیاب نہ ہوسکی جسمین اصل عبارت لکھی ہوتی اور نہ مین خود اسیر گڈھ جاسکا،

(فاروقی)

ضلع نماڑ مین اسیر گڈھ ایک پہاڑی قلعہ ہے جو برہان پور سے ۱۴ میل اور چاندنی اسٹیشن سے ۴ میل پر واقع ہے یہ قلعہ مسلمان بادشاہون اور خصوصًا شاہانِ دہلی کا جنگ کے زمانہ مین صدر مقام رہا ہے، قلعہ کی دیوارون اور دروازون پر کئی کتبات منقوش ہین ان سے دکن مین شاہان اسلام کی نقل و حرکت، آمد و رفت اور امرای وقت کا نام و پتہ ملتا ہے، ان کی مفصل فہرست حسب ذیل ہے،

(۱) اکبری کتبہ۔ یہ کتبہ قلعہ کے مشرقی دروازہ پر کندہ ہے جو فتح اسیر گڈہ کی یاد مین کندہ کرایا گیا ہے، اسے محمد معصوم نے ۴۵ الٰہی مطابق ۱۰۰۹ھ؁ مین لکھا ہے،

(۲) شہزادہ دانیال کا کتبہ، شہزادے کا کتبہ اپنے باپ اکبر کے کتبہ کے پاس ہے اس

سے شہزادہ کی عہدۂ گورنری پر تقرری کا پتہ ملتا ہے جب کہ اکبر اپنی دکن اور خاندیس کی فتوحات کے بعد لاہور کا عزم سفر کیا شہزادہ اس عہدۂ جلیلہ پر ۱۲ اردی بہشت ۴۶ سنہ آلہی مطابق ۲۶ شوال المکرم ۱۰۰۹ سنہ ہجری مین مقرر ہوا،

(۳) شاہجہانی عہد کا کتبہ، یہ ایک پتھر کے لمبے ٹکڑے پر کندہ ہے، جو "چھوٹا دروازہ" کے قریب نصب ہے اسکی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۰۶۲ سنہ ہجری مین قلعہ سے متعلق چند عمارات کا قلعہ دار کی نگرانی مین بعہد شاہجہان، اضافہ ہوا ہے،

(۴) یہان شاہجہانی عہد کا ایک اور کتبہ تھا جو بڑے تالاب کے نزدیک رکھا گیا تھا یہ کنٹونمنٹ آفس سے گم ہوگیا ہے جنرل کننگھام کا بیان ہے کہ یہ ۱۰۶۱ سنہ ہجری مین لکھا گیا تھا، کہا جاتا ہے کہ وہ کتبہ والا پتھر قلعہ کے اوپری حصہ سے جہان شاہجہان کے عہد مین مسجد بنی تھی لایا گیا تھا، واللہ اعلم

(۵) قلعہ کے باہری دروازے کے نزدیک ایک کتبہ مان دھاتا[۱] کے راجاؤن کی یادگارون مین سے ہے اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ کو ۱۰۶۴ سنہ ہجری مین مان دھاتا کے راجہ کے لڑکے منوہر داس نے بنوایا تھا، آپ کو صرف کنور منوہر داس کا نام سنکر اس کتبہ سے کوئی خاص دلچسپی نہ ہوئی ہوگی، اس لئے مختصراً اس کا حال حوالۂ قلم کرتا ہون، شاہجہان نے ۱۰۴۴ سنہ ہجری مین اپنی روانگی کے وقت راجہ گوپال داس کو جو منصب پنجہزاری پر فائز تھا قلعہ کا محافظ مقرر کیا بعد ازان راجہ کے بڑے لڑکے کنور بلرام نے ۱۰۴۳ سنہ ہجری مین اپنے باپ کی جگہ لیلی ۱۰۶۶ سنہ ہجری مین کنور منوہر داس یہان کا قلعہ دار ہوا، اور یہی وہ کنور مین جنکا نام باہری دروازے پر کندہ ہے، مؤلف امرائے ہنود کا بیان[۲] ہے،

---

[۱] مان دھاتا نربدا ندی مین ایک جزیرہ ہے جو کھنڈوہ سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، [۲] اس بیان سے اور اوپر کی چند سطرون مین اختلاف ہے ناظرین نوٹ کرلین،

"راجہ گوپال داس گوڑ شاہجہان کے ایام شاہزادگی کا وفادار اور جان نثار غلام، اور انکی طرف سے آسیر (اسیر گڈھ) کا قلعہ دار تھا جس زمانہ میں شاہ مزاج بیگم نورجہان نے کہ جو شہنشاہ جہانگیر کے دل و جان پر حکمران تھین بادشاہ کو اپنے پیارے بیٹے سے برافروختہ کر رکھا تھا اور شاہجہان باپ کی فوج کے تعاقب سے ادہر ادہر مارا پھرتا تھا راجہ گوپال داس مع اپنے بڑے بیٹے بلرام کے اس کی رفاقت مین سایہ کی طرح ساتھ ساتھ تھا اور ٹھٹہ کے محاصرہ مین اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر معہ اپنے بیٹے بلرام کے اپنی عزیز جان کو حق نمک پر فدا کر گیا"

مؤلف امرائے ہنود نے منوہر داس کے احوال مین تحریر کیا ہے کہ "وہ شہنشاہ عالمگیر کے عہد مین شولاپور کا قلعہ دار تھا، ۲۰ ج ۱۰۸ھ مین پچاسں ہزار روپیہ پیش کر کے خطاب راجگی سے موصوف ہوا، تمام عمر اسی عہدہ پر سرفراز رہا، ۲۶ ج ۱۰۹۴ھ مین انتقال کیا، مولف امرائے ہنود کا یہ بیان صرف عہدِ عالمگیر کا ہے مگر کتبہ سے اسیر گڈھ کا قلعہ دار ہونا بھی ثابت ہوتا ہے،

(۶) عالمگیری کتبہ۔ یہ کتبہ کنور گڈھ دروازے کے نزدیک ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ..... احمد نامی کوئی شخص عالمگیر کے حکم سے سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین اسیر گڈھ کا قلعدار مقرر ہوا، اور غالباً اسی سال عالمگیر نے مہمات دکن کو چھوڑ کر دارالسلطنت کی طرف مراجعت کی اس وقت شاہجہان سخت علیل تھا،

(۷) جامع اسیر گڈھ کے کتبات، اسیر گڈھ کی جامع مسجد مین عادل شاہ[۱] دوم کے دو کتبے ہین

۱؎ عادل شاہ کا شجرۂ نسب یہ ہے،

ملک راجہ

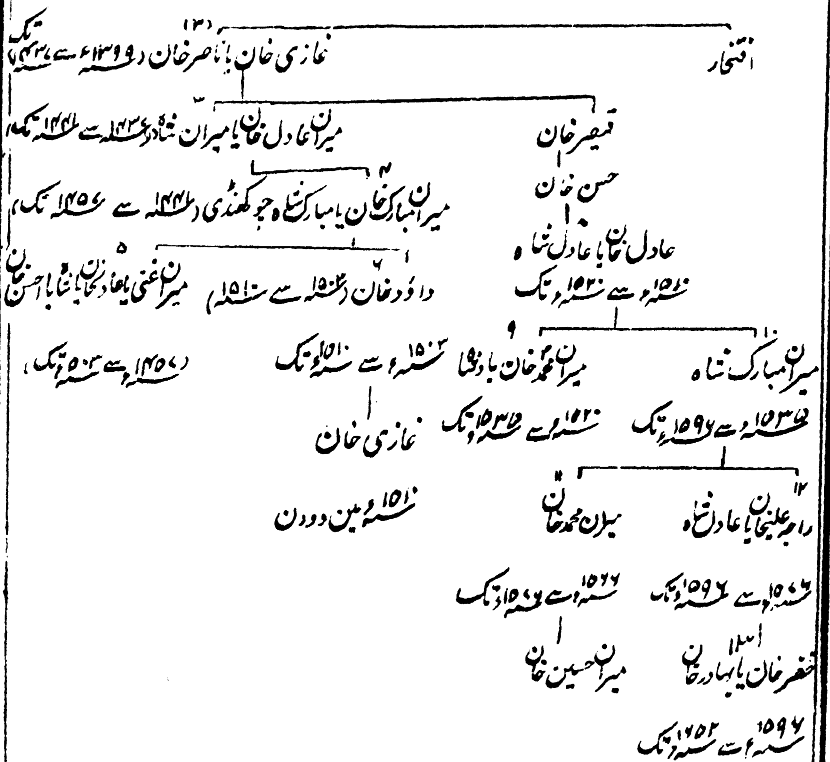
(۱)

سنہ ۱۳۷۰ سے سنہ ۱۳۹۹ تک

ایک عربی دوسرا سنسکرت زبان مین عربی کتبہ سے ۴ر شعبان سنہ ۹۹۶ ہجری اور سنسکرت کتبہ سے ماہ ساون
سمت سنہ ۱۶۴۴ کا سال تعمیر معلوم ہوتا ہے، ڈاکٹر بلاک نے اسکی وجہ بیان کرکے ایک نئے مگر اہم
مبحث کا آغاز کردیا ہے، مگر ہم اس مبحث پر کچھ لکھنا نہین چاہتے، صرف ڈاکٹر موصوف کے نظریہ
کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین وہ خود فیصلہ کرلین، ڈاکٹر موصوف فرماتے ہین،

"عادل شاہ کی یہ دلی تمنا تھی کہ ہندو و مسلمان ہر دو قومین اپنے اپنے طریقہ پر مسجد مین جو خدا
کا گھر ہے عبادت کرین اور ان مین سے کوئی ایک اس کو اپنے لئے مخصوص نہ سمجھے اور اس سے
اس کا سب سے بڑا مقصد ان قومون کی امتیازی خصوصیات کو زائل کرنا تھا، اور یہ اثر اکبر کے نئے
مذہب دین الٰہی کا تھا ڈاکٹر موصوف ومرحوم سنسکرت کتبہ کے انداز آغاز سے اس کا ثبوت

۵: بقیہ حاشیہ صفحہ ماقبل



کرتے ہین، کتبہ کے آغاز مین ہندوانہ دعائیہ کلمات منقوش ہین، اس مین کوئی شک نہین کہ فاروقی خاندان نے اکثر ہندوانہ مراسم وخیالات کو قبول کرلیا تھا، یہ لوگ ہندو جوتشیون کی بڑی قدر کرتے تھے، مسجد کا سنگِ بنیاد ایسے زمانہ مین رکھا گیا جبکہ دکن مین ہندو لمانیؔ ہوا چل رہی تھی، اور آج تک اس قرب وجوار مین ایسے پیرزادے موجود ہین جن سے ہردو قومون کو عقیدت وارادت ہے اور وہ اوتارون کو مانتے ہین، ان کے کئی فرقے ہین اور تمام اپنے کو اسلام کا پیرو بتاتے ہین مگر ان کی طرزِ معاشرت خالص ہندوانہ ہے،

(۸) اس مسجد مین ایک دوسرا کتبہ ہے اسے محمد معصوم بن سید شیر قلندر بن باباحسن ابدال نے لکھا ہے کہ یہ کتبہ اکبر کی فتح اسیرگڈھ کی یاد مین ۱۰۰۸ھ مطابق سنہ ۴۵ سالِ الٰہی کو کندہ کرایا گیا ہے،

(۹) عالمگیری توپ کا کتبہ۔ عالمگیر اورنگ زیب کے حکم سے ایک توپ تانبے کی برہان پور مین بنائی گئی جو قلعۂ اسیرگڈھ مین رکھی گئی تھی ۱۹۰۴ء مین سرکارِ انگلشیہ کے حکم سے ناگپور لائی گئی، اس پر ایک فارسی کتبہ ہے جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے،

"جب مین حزن کی چنگاریان اُگلنا شروع کرتی ہون تو جان جسم کو چھوڑ دیتی ہے جیسا کہ منطقۂ حارہ کی شعلہ باری سے دنیا پر رنج وغم طاری ہوجاتا ہے"

(اورنگ زیب کی مہر) "ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگزیب شاہ غازی"

"۱۰۷۴ ہجری مین برہان پور بن بنی"

(توپ کا نام) "ہیبت الملک توپ" "محمد حسین عرب کی نگرانی مین"

"۳۵ سیری گولا اور ۱۲ سیر بارود شاہجہانی وزن"

اے قوم یاد کرلے گذرا ہوا افسانہ

اقبال ہندیون کی اسلام کا زمانہ

ۛ ہندو لمانی۔ ہندو مسلم قوم کا متحدہ نام،

تلخیص و تبصرہ

فرعون اور بنی اسرائیل کی غلامی

جب سے قدیم مصریون کے خط طغرا پڑھنے کا طریقہ معلوم ہوا اور قدیم رسم الخطوط کے پڑھنے کے علم نے ترقی کی، تمام مصری پرانے قصے آج منظر عام پر آگیے ہین لیکن پھر بھی یہ حیرت باقی رہی کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے مظالم کا کہین کوئی تذکرہ نہین آتا، ایسے اہم واقعات مثلاً فرعون کا بنی اسرائیل کو غلامی مین رکھنا، حضرت موسیٰ کا فرعون کی تباہی کے لیے بد دعا کرنا، اور آخر کار فرعون اور اس کے لشکر کا بحر احمر مین غرق ہوجانا، (کتاب پیدائش مین بھی مذکور ہین) انکا کہین نہ کہین ذکر ہونا بالکل قرین قیاس معلوم ہوتا ہے،

لیکن جتنے کتابے اور تحریرین اتبک پائی گئی ہین، ان مین ان واقعات کا کہین پتہ نہین کہ بنی اسرائیل فرعون کے غلام رہے اور ان کو غلامی مین رکھنے کی وجہ سے فرعون پر عذاب الٰہی نازل ہوا، اس لیے اسکی کبھی تعین نہ ہوسکی کہ کس فرعون نے بنی اسرائیل پر مظالم کیے، بعضون کو یہ گمان ہونے لگا کہ آیا کبھی بنی اسرائیل مصر مین تھے بھی یا نہین، لیکن اب ایسے ثبوت ہاتھ آئے ہین جن سے فرعون، بنی اسرائیل اور انسے متعلق تمام واقعات کی تصدیق ہوجاتی ہے، فرعون کا اصلی نام رعمسس ثانی (Ramses II) تھا جسے بعض وقت رعمسس اعظم بھی کہتے تھے اور جو ۱۲۵۰ قبل مسیح مین تھا،

یہ عجیب بات ہو کہ یہ تحریرین فلسطین کے ایک چھوٹے سے موضع بیسن (Beisan) مین ملی ہین، یہ موضع ایک بڑے شہر اور قلعہ کی جو انجیل مین "بیت شہیئن" (Bethshean) کے نام سے موسوم ہے یادگار ہے، جو بحر گلیلی سے قریبًا ۱۲ میل جنوب اور دریائے یردن سے ۴ میل مغرب مین واقع ہے،

کوئی تین ماہ کا عرصہ گذرا کہ پنسلوینیا یونیورسٹی کے سائنس دانون نے ایک بڑی پتھر کی تختی کھود کر نکالی، یہ تختی خط طغرا سے پر اور اس پر فرعون رعمس ثانی کا شاہی دستخط تھا۔ عبارت پڑھنے سے یہ اندازہ ہوا کہ یہ فرعون کے حکم سے لکھی گئی ہوگی، اس عبارت مین انھین ایک ایسا جملہ ملا جس سے وہ ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے اور جو بنی اسرائیل کی غلامی کی قطعی طور پر تصدیق کرتا ہے، وہ جملہ یہ ہے "اس نے (فرعون) کچھ سامیون (Semites) کو جمع کیا اور ان سے اپنے اعزاز مین نیل کے مشرقی ڈیلٹا پر رعمس میری امین کا شہر تعمیر کرایا" خروج کے باب اول مین دوسری آیت کے الفاظ یہ ہین کہ "اور انھون نے فرعون کے لیے خزانون کے واسطے شہر پیتھام اور رعمس تعمیر کیے" ان دونون جملون کے مقابلہ کرنے سے فرعون اور بنی اسرائیل کے وجود کے متعلق پھر کوئی شبہہ باقی نہین رہتا، بعض تحریرین ابھی تک پڑھی نہین گئی ہین مزید تفصیلات کے لیے ہمین کچھ اور انتظار کرنا چاہیے،

تختی پر تاریخ بہت صاف درج ہے، لکھا ہے کہ یہ رعمس ثانی کے نوین سال حکومت مین، بہار کے چوتھے مہینہ کے پہلے دن نصیب کیگئی تھی، سرے پر قرص آفتاب اور سانپ کی تصویر بنی ہے، نیچے بائین جانب امین را دیوتا اور دائین جانب رعمس ثانی کی تصویرین ہین،

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ تختی فلسطین مین کیون نصب کیگئی؟ اور رعمس ثانی نے اُسپر یہ کیون لکھوایا کہ اس شہر کو بنی اسرائیل نے تعمیر کیا؟ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اُسکے باپ ستی اول نے

نے ۱۲۸۲ ق م مین بیت شہین کو فتح کیا تھا اور اسکی یادگار مین ایسا ہی ایک قلعہ بنوایا اور کتبے چھوڑے، معلوم ہوتا ہے کہ ریمزس ثانی کو بھی ایسی ہی کوئی بغاوت فرو کرنی پڑی ہوگی جسکی یادگار مین اُسنے یہ تختی نصب کرائی لیکن یہ کیون لکھوایا کہ بنی اسرائیل نے شہر کی تعمیر کا کام کیا، یہ امر آبتک ایک معمہ ہے،

بیت شین خود اس ارض مقدس کے قدیم ترین مقامات مین سے ایک دلچسپ شہر ہے،

پنسلو منیا یونیورسٹی کے سائنس دانون نے تین سال کے عرصہ مین آٹھ شہرون کا پتہ لگایا ہے جو یکے بعد دیگرے بنتے اور مٹتے گیے، عربی، بازنطینی، رومی، مصری شہر بہ ترتیب یکے بعد دیگرے نکلے ہین، موخرالذکر شہر مین فرعون جفا پیشہ کی وہ تختی پائی گئی ہے، اسکے نیچے کم ازکم دو شہر ہین سب سے آخری قریبًا ۴۰۰۰ صدی قبل مسیح کا پتہ دیتا ہے،

(پاپولر سائنس سفتنگز ۱۸ ۲۴)

جنگ بذریعہ خونریزی

سر آلیور لاج نے منتیل کونسل کے ایک جلسہ مین "انسان کی ترقی" پر ایک مضمون پڑھا جس مین انھون نے یہ دکھایا کہ مذہب و سائنس کا معرکہ اب تقریبًا ختم ہوگیا ہے، انھون نے بیان کیا کہ مخالفین اعتقاد گو ہین لیکن بہت کم، اور میرا خیال ہے کہ وہ روز بروز ضعیف ہوتے جاتے ہین،

اصل مضمون سے بحث کرتے ہوئے سر آلیور نے فرمایا کہ بلحاظ اوسط انسان نے ابتک کچھ زیادہ ترقی نہین کی ہے،

"آجکل مشینون، آبدوز کشتیون اور ہوائی جہازون سے جنمین اکثر زہریلی گیس یا امراض کے جراثیم بھرے ہوتے ہین، جنگ کرنا ترقی کی راہ مین ایک قدم آگے بڑھانا خیال کیا جاتا ہے، اگر صحت دماغ نہ حاصل ہوئی تو ہم اس طریقۂ جنگ کے عام طور پر عادی ہو جائین گے،

"خونریزی اور جنگ دو جداگانہ چیزین ہین اور یہ خونریزی ہے جسکی طرف اب پھر انسانیت بڑھ رہی ہے، باہمی ہلاکت اگر انسان چاہے تو اسکا انجام ہوسکتا ہے، اس کا فیصلہ کرنا خود ہی کے

ہاتھ مین ہے آئندہ حالات کچھ ایسے خوفناک ہو گیے ہین کہ ایک دن اس طریقہ کے خلاف بغاوت ہونی لازمی ہے

"ایک نہ ایک دن انسانیت محسوس کریگی کہ قومون کی باہمی امداد و اعانت اور اتحاد عمل سے کیسی زبردست قوتین پیدا ہو سکتی ہین اور جو ان کے قوار کو قومی حرص و طمع اور چھوٹے چھوٹے مقاصد پر ضایع کیجاتی ہین،

" اس وقت بھی ایک دوسرے کی لغزشون کی اصلاح کر کے اور اختراعات سائنس مین اپنا اپنا حصہ ادا کر کے بہت کچھ آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے"

مصری ریاضیات

عام روایات کے مطابق اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یونانیون نے ابتدائی ریاضی مصر سے حاصل کی، بیان کیا جاتا ہے کہ تھیلس (تالیس) نے مصر کا سفر کیا اور وہان سے جیومٹری لایا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے یونانی فلاسفہ اور ریاضی دان مصر بغرض تعلیم گیے اور یہ خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے اس قدر طویل سفر کسی ایسے فن کے حاصل کرنے کے لیے نہ کیا ہو جو بہت بیش قیمت ہو، انھی مین سے دیمقریطس مشہور ریاضی دان بھی تھا اور روایات یہ بتاتی ہین کہ اس نے کبھی یہ دعوی کیا تھا "خطوط کے مع ثبوت باہم ملانے مین (جیومٹری کی شکل سے مراد ہے) مجھ سے آج تک کوئی نہ بڑھ سکا، یہان تک کہ مصری مہندسین بھی سبقت نہ لیجا سکے"۔ اس قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مصر مین ریاضی کا عملی استعمال یعنی پیمائش و مساحت وغیرہ ترقی پر تھا، بہرصورت یہ سوال کہ یونانیون نے مصر سے کس قدر ریاضی حاصل کی، مورخین ریاضیات کیلئے ایک دلچسپ مسئلہ ہے

بدقسمتی سے مصر کی قدیم ریاضی کے متعلق معلومات بہت قلیل ہین، Rhind papyrus (مصر کی قدیم ریاضی پر ایک کتاب ہے) کے علاوہ چھ کتابین اور ایسی ہین جو کسی قدر اہمیت رکھتی ہین۔ مزید معلومات کے لیے ہمین ماسکو کی کتابون کے شایع ہونے کا انتظار کرنا چاہیے، کہا جاتا

ہے کہ اس مین اہرام کی پیمائش کے اصول اور دوسرے ریاضی مسائل درج ہین زیادہ تر مسائل عملی ریاضیات سے متعلق ہین، اور مشکل سے اس مین کوئی نظریہ ملیگا، اس بنا پر یونانیون کا یہ دعویٰ کہ انھون نے ریاضیات کو بحیثیت ایک نظری علم کے پیدا کیا اپنی جگہ پر درست ہے۔

(ٹائمز لٹریری سپلیمنٹ ۲۰ مارچ ۲۴ء)

طریقۂ تعلیم مین انقلاب

سلسلۂ تعلیم مین سب سے مشکل چیز بچون کی تعلیم ہی کہ وہ تعلیم کی اہمیت اور ضرورت سے بے خبر ہین، اور کھیلنے کے سوا کسی اور چیز سے وہ دلچسپی کا اظہار نہین کرتے، اس بنا پر انکو جبراً دوات وقلم اور کتاب پر دیکھاتی ہی، اور زبردستی اونکو ادھر سے ادھر پھیرا جاتا ہی، جدید ماہرین تعلیم نے اب ایسے طریقے ایجاد کئے ہین، جنسے تعلیم اور کھیل کود باہم مرادف ہوگئے ہین، پہلے لڑکے کو حساب خالی سلیٹ اور پنسل سے سکھایا جاتا تھا، اور فرضی اعداد اونکو مشق کرائے جاتے تھے، اب یہ صورت اختیار کیجارہی ہے کہ سینکڑون چھوٹے چھوٹے کھلونے اور گیند لڑکو نکو تقسیم کردئے جاتے ہین، ادھر لڑکا انکو جمع کرتا ہی یا تقسیم کرتا ہے یا تفریق کرتا ہے اور ایک دوسرے سے اس مین مسابقت کرتا ہے، اس مین کھیل اور حساب کی تعلیم دونون شامل ہے،

جغرافیہ کی تعلیم کی یہ صورت ہی کہ پہلے کتابون کے خطوط اور نقوش سے فرضی اور خیالی صورت مین ملکون، شہرون، پہاڑون اور دریاؤن کے نام اور انکی شکلین رٹا رٹا کر یاد کرائی جاتی تھین، اب سینما کے ذریعہ سے ہر ملک، شہر، پہاڑ اور دریا کو اوسکے سامنے کردیا جاتا ہی بچے جن کرسیون پر بیٹھے ہوتے ہین، وہ ادھر سے ادھر پھرتی رہتی ہین اس سے انکو تخیل ہوتا ہی کہ وہ ریل پر جارہے ہین، اور یہ مناظر ان کے سامنے گذر رہے ہین،

دوسری زبانونکی تحصیل کا طریقہ اب یہ اختیار کیا گیا ہی کہ فونوگراف مین ان زبانون کے ماہرین اور اہل زبان کے ملفظون لہجون اور سبقونکو بھردیا جاتا ہی، طلبہ انکو سنتے ہین، اور انکی نقلین اتارتے ہین،

آخری صورت زیر تجویز یہ ہے کہ طلبہ پر مسمرزم اور ہپناٹزم کے ذریعہ سے اثر ڈالا جائے اور انکو مسحور یا خواب آلود کرکے تعلیم دیجائے،

(الہلال، مصر مئی ۲۴ء)

اخبار علمیّہ

دنیا کی تمام اقوام مین کاہل وجاہل ترین وہ قوم ہے جو بحر اسود و بحر اخضر کے ساحلی پہاڑی علاقون مین رہتی اور سواتنی کے نام سے یاد کی جاتی ہے، اُنھون نے گذشتہ ۲۵۰۰ سالون مین ایک اینچ بھی تمدن کی طرف قدم نہین بڑھایا ہے، وہ ہفتہ مین چار دن تعطیل مناتے ہین،

چین مین اثریات کا ایک بڑا خزانہ دستیاب ہوا ہے، یہ دفائن ہنگ چنگ تنین مین نکلے ہین، ایک شخص ایک کنوان کھود رہا تھا کہ اتفاقاً ایک قبر نکل آئی، اوس نے فوراً حکومت کو خبر دی، مزید تحقیقات سے پتہ چلا کہ وہ قدیم شاہی خاندان کا ہے جو ۱۱۲۳ ق م سے ۲۵۶ ق م تک حکومت کرتا رہا ہے، مقبرہ ہے، اس مین بہت سے بت نکلے ہین جن پر سونے کا کام ہے، اس مین جواہرات و موتی بھی نکلے ہین، جو اثری حیثیت سے اہم ہونے کے ساتھ ہی ۵۰۰۰ پونڈ اپنی قیمت بھی رکھتے ہین، چینی حکومت نے اس تحقیقات کو اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے،

مسٹر مارٹن بنڈی نے ایک مختصر نویس مشین ایجاد کی ہے جو ٹائپ اور مختصر نویسی دونون سے انسان کو بے نیاز کر دیگی، مقرر کے کھڑے ہونے کے وقت اس مشین کو کھول کر مقرر سے فاصلہ پر ایک تپائی پر رکھدیا جاتا ہے، اور وہ نہایت سرعت سے ۹۰ سے ۱۰۰ الفاظ فی منٹ تک لکھتی جاتی ہے کاربن کاغذ لگا کر اس کی متعدد نقلین بھی بیک وقت لی جاسکتی ہین، اس کا وزن ۲۰ پونڈ ہے اور اس مین ۱/۲ گھوڑے کی طاقت ہے،

کہا جاتا ہے کہ مریخ ۲۲۔ اگست کی نصف شب کو زمین سے اِس قدر قریب آ جائیگا جتنا گذشتہ ۱۲۰ سال کے عرصہ مین کبھی نہین آیا تھا، اُس وقت زمین اور اُس کے درمیان ۳۵۰۰۰۰۰۰ میل کا فاصلہ رہجائیگا، دونون کے درمیان کا فاصلہ عموماً بدلتا رہتا ہے اور بعض ۶۳۰۰۰۰۰۰ میل ہوجاتا ہے،

---

۱۳ مارچ کو غروبِ آفتاب انگلستان مین ایک عجیب وغریب "آفتابی ستون" دیکھا گیا، یہ ستون سب سے پہلے ایک مقام حسیوک سے قریب ۵ بجکر ۴۵ منٹ پر نظر آیا، اُس وقت اُس کی شکل سفید عمودی خط کی طرح تھی جو عرض مین آفتاب کی قرص کے برابر اس سے ۵ درجہ بلندی پر تھا، ۵ بجکر ۴۶ منٹ پر یہ ستون غائب ہوگیا، اور اس عرصہ مین قرص آفتاب کچھ عجیب بدنما سا ہوگیا تھا، جون جون یہ ستون شمالی کی جانب کھسکتا گیا، تون تون اس کا رنگ ہلکا گلابی ہوتا گیا، یہ ستون انگلستان کے دیگر مقامات پر بھی نظر آیا، ایک جگہ پر ۶ بجکر ۱۵ منٹ تک باقی رہا،

بیان کیا جاتا ہے کہ رچرڈ اور جان ویر دو جڑوان بھائی جو ۱۸۵۱ء مین بمقام ڈلون پیدا ہوئے تھے یگانگت ویکسانیت مین اب تک اپنا نظیر نہین رکھتے جب وہ ۱۲ برس کے تھے، تو انھون نے ویلز مین ڈھانچہ بنانے کا کام شروع کیا اور اُس وقت سے اب تک برابر اس پیشہ کو ساتھ ساتھ کرتے آئے ہین دونون کی شادی ایک ہی دن ہوئی اور وہ پاس پاس رہتے ہین، ہر ایک کے دس بچے ہین، ۲۵ سال تک دونون معلم اور مغنی رہ چکے ہین،

ریاست ہای متحدہ امریکہ کے پاس دنیا کی سب سے طاقتور مشین گن ہے، اسکی پھینک تقریباً ۵ میل ہے،

(مجلس تخفیف اسلحہ یہین منعقد ہوئی تھی اور امریکہ ہی کی تحریک پر بیسوین صدی کا "پیغمبر امن" (ڈاکٹر ولسن) بھی اسی خاک سے اُٹھا تھا، معارف)

......حریت کی قوت کی ایک برج لائٹ جو دنیا کی سب سے بڑی برج لائٹ بتائی جاتی ہے حال مین مین فرانسکو (امریکہ) مین قائم کیگئی ہے

یوکوہاما کی مجلس تجارت کے اعداد مظہر ہین کہ ۱۹۲۲ء مین جاپان سے ۲۰۰ ۱۹۱۴۳ کن ریشم کے ہندوستان آئے، ان کی قیمت ۲۴۵،۴۰۰،۶۷ین ہوئی ۱۹۲۱ء مین ۲۶۲۰۲۸۰۰ کن ریشم آیا تھا اور اُس کی قیمت ۳۴۱۴۱۲۴۱۷ ین تھی ایک کن ۲۲۳۰۱ پونڈ کے برابر اور ین ڈیڑھ روپئے کے برابر ہے

عہدِ جنگ مین بعض ایسے جہازات بھی جو سونا اور دیگر قیمتی اشیاء لئے جارہے تھے تحت البحرون کا شکار ہوئے تھے، اختتامِ جنگ کے بعد سے ہر حکومت اپنے غرق شدہ خزینہ کے نکالنے کی کوشش کررہی ہے، چنانچہ حال ہی مین تین سال کی مسلسل کوششون کے بعد برطانیہ کے غوطہ زنون نے ایک غرق شدہ جہاز سے جو جنوری ۱۹۱۷ء مین ......۵ پونڈ کا سونا امریکہ لئے جارہا تھا اور جرمنی تحت البحر نے اُس کو غرق کردیا تھا، تقریباً سب سونا حاصل کرلیا ہے، صرف .....۳ پونڈ کا سونا نکلنا باقی ہے جس کے متعلق اُمید ہے کہ قبل موسمِ بہار حاصل ہو جائیگا، جہاز کا نام لورنٹک تھا،

۱۹۱۰ء سے ۱۹۲۳ء تک ...۸۵ امریکون کی جانین زہر قتل یا گولی کا شکار ہوئی ہین، صرف گذشتہ سال اس متمدن ملک مین ۸۵۰۰ قتل ۶۷۹۰ مہلک حملون کی واردا تین ہوئین،

گذشتہ ستمبر ۱۹۲۳ء مین ہندوستان کے مختلف کانون سے ۰۰-۱-۷۱۲۸۰۹ روپیے کا سونا بمبئی کے ٹکسال مین گیاہے، اِس کی تفصیل یہ ہے میسور ۰۰-۱۳-۱۳۲۵۰۹۴ اور گوم ۲۱۶۵۰۰ روپیے ندی درگ ۰۰-۴-۱۵۱۳۵۶ اور چمپین ریف ۱۰۵۲۶۶ روپئے،

اسی سلسلہ مین یہ معلوم کرنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ دنیا کا سالانہ حصول نقرہ ۱۷۵...... اونس سے ......۱۱ اونس تک ہے، اس مین سے ......۱۱ اونس چاندی امریکہ مین نکالی جاتی ہے باقی چاندی کناڈا، مکسیکو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے،

ڈاکٹر ڈی، ایس، ایلن نے حال ہی مین ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس سے قلب کے تمام حالات دیکھے جاتے ہین، اور اُس سے قلب پر کوئی اثر بھی نہین ہوتا، یہ ایک خوردبین کے قسم کا آلہ ہے، اس کو سینہ پر رکھنے سے ایک روشنی نکلتی ہے، اور اس سے قلب کی اندرونی حالت عیان ہوجاتی ہے،

شیشہ کی نئی چیزون مین نقلی بال بھی ہین، جرمن ماہرین کا خیال ہے کہ اس وقت تک جتنے اقسام کے مصنوعی بال ایجاد ہوئے ہین اون مین یہ بہترین ہین، اس کا رنگ دائمی، وزن سبک اور اصل سے ملتا ہوا سپید ھا اور گھنگھروردار دونون ہوتا ہے،

ادبیات

ارمغان عزیز

جناب عزیز لکھنوی

پہلے اپنے دل کی طاقت آزمانا چاہئے
پھر حریم ناز کا پردہ اٹھانا چاہئے

جذب ہو جائیں عناصر ایک عنصر میں فقط
خاک ہو جاؤں یہاں تک خاک اڑانا چاہئے

اب ندے تعلیم بے صبری کہ نازک وقت ہے
آہ کو لب تک پہنچتے اک زمانا چاہئے

دل لہو ہو جا کہ اس مدہوش کو ہنگام خواب
خون میں ڈوبا ہوا راز اک فسانا چاہئے

اس لئے کوچہ میں اس کے چھوڑ کر جاتا ہوں دل
پھر پلٹنے کے لئے کوئی بہانا چاہئے

ہے ازل کے روز سے دنیا وہ زندۂ لم یزل
لب پہ جس کے رات دن کوئی ترانا چاہئے

عہد صیاد اور نشیمن چار تنکے ہی سہی
اور کیا روح القدس کا آشیانا چاہئے

اور کچھ عالم ہوں پیدا یہ جہاں محدود ہے
حسن خود آرا تجھے پھر مسکرانا چاہئے

سوز باطن رائگاں ہو یہ تو ممکن ہی نہیں
میں کروں ضبط اور پسینا ان کو آنا چاہئے

طاقتیں عالم کی ہیں سرگرم میرے واسطے
ان کو مٹنا چاہئے خود یا مٹانا چاہئے

پوچھتا پھرتا ہوں سینہ میں لئے ویران دل
کس طرح اجڑی ہوئی بستی بسانا چاہئے

دل کا سرمایہ تھا جتنا وہ قریب ختم ہے
رک گئے آنسو اب کلیجہ منہ کو آنا چاہئے

روح ہے دل میں تو یہ جنبش فقط کافی نہیں
آپ کی آواز اس خلوت سے آنا چاہئے

دامن تجرید پر ہم کو ابھرنا ہے عزیز
صفحۂ ہستی سے نقش اپنا مٹانا چاہئے

کلماتِ عابد

جناب سید عابد علی صاحب عابد بی۔ اے

ان کو اس حسرتِ انداز سے دیکھا نہ کرے / آنکھ کم بخت مرے راز کو افشا نہ کرے

ہائے وہ عشق کی آشفتہ سری کا بندہ / جو کبھی مصلحتِ کار کی پروا نہ کرے

اس کو ہو فکرِ سکونِ دلِ شیدا کیونکر / اس نے زنہار کیا ہے کبھی ایسا نہ کرے

صبر وہ دن بھی نہ اندوہِ جدائی سے ہوا / ہمنے چاہا تھا کہ اب دل تجھے چاہا نہ کرے

اُس ہوس کار کو کیا لذتِ الفت کی خبر / جو ترے زہرِ تغافل کو گوارا نہ کرے

اضطرابِ شبِ فرقت سے نہ ہو جان رہا / یاد آکر جو تری دل کو شکیبا نہ کرے

کفرِ نعمت ہے یہ اے شیخِ ریاکار جو تو / فصلِ گل میں ہوسِ بادہ و مینا نہ کرے

دلِ افسردۂ عابد کو کیا ہے زندہ
تو نے وہ کام کیا ہے کہ مسیحا نہ کرے

کلامِ باقی

حسن کی تاثیر تجھکو دیکھکر دیکھا کئے / رکھکے آگے آئینہ اپنی نظر دیکھا کئے

سوزِ دل دیکھا کئے سوزِ جگر دیکھا کئے / رات بھر ہم آہِ سوزاں کا اثر دیکھا کئے

منع ہم کرتے رہے تم چشمِ تر دیکھا کئے / ڈبڈبا آئیں نہ آنکھیں کیوں ادھر دیکھا کئے

کیوں نہ دم بھر بہلے آیا موت پر کچھ بس نہ تھا / ہم تو تیری راہ ظالم عمر بھر دیکھا کئے

ان کا جلوہ اور لائے تابِ نظارہ یہ آنکھ / ہم اُدھر دیکھا کئے یا رب کدھر دیکھا کئے

آنکھیں پھوٹیں کچھ سوا تیرے جو آیا ہو نظر ذرے ذرے کو تجھے ہم دیکھکر دیکھا کئے

کبتک آخر ناز اُٹھاتے دردہاے ہجر کے راہ لی ہم نے عدم کی چارہ گر دیکھا کئے

جب ہوئی صبح شبِ فرقت تو تھا خوابِ عدم جاگتے جب تک رہے خوابِ سحر دیکھا کئے

بے اثر دیکھا اسے پر سرگذشتِ گریہ ہے ہان وہ ہنس دیتے تھے آنسا بیشتر دیکھا کئے

آشیان کیسا کہ تیری دسترس جس تک نہو عمر بھر صیاد ہم تو وہ شجر دیکھا کئے،

یاد شاید آگیا تھا آج اُنھیں گم گشتہ تیر ورنہ پھر کیون وہ مرا زخمِ جگر دیکھا کئے

دو ہی چیزین تھین شبِ غم دردِ دل اور آسمان یا ادہر دیکھا کئے یا اودہر دیکھا کئے

اُف وہ تابِ برقِ حسن اللہ رے یہ شوقِ دید سوجھتا تو کچھ نہ تھا لیکن اُدہر دیکھا کئے

جب شبِ فرقت کی تاریکی سے دم گھٹنے لگا خود لگا کر آگ ہم حسرت سے گھر دیکھا کئے

کیا ہماری وصل کی شب اور کیا اُسکی خوشی شام ہی سے وہ تو رہ رہ کر سحر دیکھا کئے

کیا بتائین اپنی محویت خیالِ یار مین جسطرف اُٹھی نظر پھر ون اُدہر دیکھا کئے

آبھی نکلے جوشِ وحشت مین اگر گھر کی طرف دور ہی سے ہم کھڑے دیوار و در دیکھا کئے

سامنا آسان نہ تھا باقی نگاہِ ناز کا
دیکھ کر اون کی طرف اپنا جگر دیکھا کئے۔

بہادر خواتین اسلام

گذشتہ مسلمان خاتونون کے شجاعانہ کارنامون کا تاریخی مرقع، قیمت ۴ر

"منیجر"

باب التقریظ والانتقاد

جدید دُنیائے اسلام

از

مولوی ابوالجلال ندوی

صدیون کے مسلسل جمود کے بعد دنیائے اسلام ایک مرتبہ پھر بھی متحرک نظر آتی ہے، دوستونکو تو کچھ مسرت ہے مگر بہتون کو تردد ہے، پیش نظر کتاب جدید دنیائے اسلام، مسلمانان عالم کی موجودہ مساعی پر ایک مکمل تبصرہ ہے، جسکے دو پہلو ہین جہانتک یورپ کو تنبیہ کا تعلق ہے، واقعات بالکل سچے اور نتائج واضح ہین لیکن جہان پر روے سخن مشرق کیطرف ہے وہان خیرخواہی کے مشورون مین اس نسلی "میلان" کا اثر بھی موجود ہے جس سے مصنف نے الگ رہنے کی بہت کوشش کی ہے،

ڈاکٹر لوتھراپ اسٹاڈرڈ، امریکہ کے ایک مشہور ماہر سیاسیات ہین یہ کتاب انھی کی تصنیف ہے، جناب محمد جمیل صاحب بی اے بدایونی ہمارے شکریہ کے مستحق ہین جنھون نے اس کتاب کو اردو کا جامہ پہنایا، مصنف نے ۱۹۰۵ء مین ہارڈ یونیورسٹی سے وکالت کی سند حاصل کی مگر پریکٹس سے پہلے سفر یورپ کیا، اس سفر نے ان کے ارادۂ وکالت کو فسخ کردیا، اور سیاسیات مین وقت صرف کرنے کا شوق پیدا کردیا چنانچہ اب وہ سفر سے لوٹ کر اپنی مادر علم ہارڈ یونیورسٹی کے دامن مین بیٹھکر اس فن کا مطالعہ کررہے ہین،

جدید دنیائے اسلام ایک مقدمہ اور دو فصلون پر منقسم ہے،

مقدمہ مین اسلام کے عروج و زوال کا نقشہ اور اس کے علل و اسباب سے بحث کیگئی ہو، اسلام کے ابتدائی عروج اور تیز رفتار ارتقا کی علت ان کے نزدیک صرف یہ ہے کہ متقابل طاقتین، اخلاقی اور مادی ہر قسم کی قوت مقابلہ سے محروم تھین یہ خیال تقریباً تمام یورپین مورخین کا ہے، حضرت علامہ شبلی رحمۃ اللہ نے الفاروق مین اس پر کافی بحث کی ہے،

زوال کے اسباب مین سب سے اہم سبب بتایا ہو کہ غیر عربی عناصر کے اختلاط کی وجہ سے مکہ (نہین، بلکہ مدینہ) کی جمہوریت آلہیہ (تھیا کریسی) یعنی خلافت راشدہ کی صورت بگڑ کر دمشق و بغداد کی مطلق العنان شخصی حکومت ہوگئی اسکی وجہ سے نہ صرف یہ ہوا کہ اسلام کی سیاسی طاقتین منتشر ہوکر سیاسی تباہی کا باعث ہوئین بلکہ غیر عرب قبائل کے نسلی خیالات نے ایران کے پرپیچ عقائدِ تشیع، بربرون کی پیر پرستی، اور ہندوستان کے عقیدۂ ہمہ اوست کی صورت مین خاص اہمیت حاصل کرلی اور اسلام کی عربی توحید مسخ ہوگئی،

اسلام کی تباہی کے بے انتہا اسرار مین سے ایک معتزلہ کی تباہی بھی ہے معتزلہ اور قدامت پسندون مین محض معقول و منقول کی جنگ نہ تھی بلکہ معتزلہ چاہتے تھے کہ حجاز کی خدائی جمہوریت کو پھر زندہ کرین[1] دمشق (نہین بلکہ بغداد) کے خلفا نے بہت جلد انکی آزاد خیالی کے اصلی مرکز کو معلوم کرلیا اور بالآخر تحریکِ اعتزال کا خاتمہ کردیا گیا،

مصنف کے نزدیک مسلمانون کی بربادی کا سب سے اہم سبب ترکون کا اقتدار ہے:

"اسلام اور کل دنیا کے لیے اس سے زیادہ کوئی مصیبت نہین ہوسکتی کہ عنانِ حکومت ایک غبی اور متعصب قوم کے ہاتھ آگئی"

---

[1] جمہور کا عقیدہ ہو کہ خلیفہ شخصِ واحد ہوتا ہی اور اصحابِ شوریٰ اس کے معین ہوتے ہین معتزلہ کے نزدیک فرائض خلافت کو انجام دینا جمہور مسلمین کا حق ہے جامع الشروط خلیفہ نہو تو جائز ہے کہ شخص کے بجائے ایک جماعت کو فرائض خلافت تفویض کردئے جائین،

ان ترکون کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ

ساتوین صدی کا عرب سیلاب فتح شام کے بعد کوہ طارس پر رُک گیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔ مگر اب ترکون نے اس حد فاصل کو توڑ کر ایشیائے کوچک کو فتح کر لیا،،

ترکون کا یہ فعل انگریزون کی فتوحات ہند کی طرح ہرگز " بادل ناخواستہ" اور" رفتار زمانہ کے مطابق ضروری اور ناگزیر" نہ تھا بلکہ ان کا ایک اور جرم بھی ہے وہ یہ کہ

غارتگری کے طامع اور کفار سے متعصبانہ طور پر متنفر ترکون نے مقامات مقدسہ کو تباہ کر کے (؟) نصرانیون پر ظلم کیا اور زیارت کرنا ناممکن کر دیا (؟)

ترکون کا یہ غیر واقعی تعصب، اسپین کے حالات کو دیکھکر عیسائی رواداری کا جواب قرار دیا جا سکتا تھا مگر

دراصل جس ملک کے متعلق نزاع تھا وہ اسپین تھا یہان مسلمان اور عیسائی متواتر دست و گریبان رہتے تھے، بااین ہمہ اسپین کے واقعات سرحدی تنازعات سے زاید وقعت نہ رکھتے تھے،،

باوجودیکہ سرحدی تنازعات کی اس عجیب نوعیت نے اسپینی مسلمانون کو قتل یا ترک مذہب یا ترک وطن پر مجبور کر دیا تاہم یورپ مین اسلام اور نصرانیت کے مراسم اس قدر دوستانہ تھے کہ

" اگر روابط دوستانہ اسی روش پر قائم رہتے تو بنی نوع انسان کی ترقی نہایت ہی اہم نتائج پر منتج ہوتی،،

پہلی فصل مین ان تحریکون کا اجمالی بیان ہے جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے علل و اسباب ہین، آج کل دنیائے اسلام مین، وطن پرستی، اتحاد اسلام، اور اعتزال یا بقول مصنف " لا اُبالی اور آزاد منش" ایڈ روئی روشنخیالی تین بڑے عناصر کارفرما ہین،

اسلام کے تنزل کی ابتدا تیسری صدی ہجری سے ہوتی ہے، اٹھارہوین صدی مین مسلمانون کا انحطاط اپنی آخری منزل تک پہنچ گیا، اب زندگی کے لیے جد وجہد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، بیداری کی سب سے پہلی حرکت عرب سے نمودار ہوتی ہے،

دمشق وبغداد کے خلفا نے جب "عربی جمہوریت" کو چھوڑ کر مطلق العنان مشرقی شخصیت اختیار کرلی تو عربون نے مایوس ہوکر پھر اپنے صحراؤن مین پناہ لے لی، جہان انھون نے برابر اپنی بدویانہ حریت کو قائم رکھا، عرب مین عملی حکومت ہمیشہ قبائل کے شیوخ نے کی، ترکون کا اقتدار بھی برائے نام ہی رہا عربی اخلاق اور طریقون پر سب سے زیادہ نجد کے مسلمان قائم رہے، یہین سے عربی تحریک وہابیت کی ابتدا ہوئی، مصنف کے نزدیک وہابی تحریک کی وقعت اس سے زیادہ کچھ نہین کہ

"ہر مذہبی اصلاح کی پہلی منزل یہ ہے کہ وہ اپنے ابتدائی عقائد کی طرف بلاتمیز عود کرے"

وہ اس تحریک کی تنگ نظری سے بہت شاکی ہو پھر بھی اسے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ

"وہابی تحریک صحیح معنون خالص اصلاح تھی،،

اس اقرار کے باوجود وہ اعتزال یا لبرلزم کی تحریک کا مداح ہے قوم پرستون کو وہ بے راہرو بتاتا ہے، اسے یقین ہے کہ آخری کامیابی انھین آزاد خیال معتزلہ کی ہوگی جو اسلام کے فانوس مین یورپ کی برقی شمع روشن کرنے کے لیے کوشان ہین،

وہابی تحریک کے دو پہلو ہین، اسکا اخلاقی اور روحانی حصہ روز بروز مقبول عام ہوتا جاتا ہے اس تحریک کی سیاسی طاقت کو ترکون نے اپنے ایک سردار محمد علی (بانی خاندان خدیویہ) کی مدد سے فنا کردیا، اس تحریک کی چنگاریان دور دراز مقامات تک پہنچین، سید احمد بریلوی نے ہندوستان کے سرحد پر جو مذہبی حکومت قائم کرلی تھی جسے ۱۸۳۰ء مین سکھون نے مٹا دیا، اسی تحریک کا اثر تھی، کابل کے اندر جہاد کا جوش بھی اسی تحریک نے پیدا کیا، غدر ۱۸۵۷ء مین

انگریزون کو وہابیت کی بدولت سخت دشواریون کا مقابلہ کرنا پڑا اس کے بعد مصنف ان واقعات سے کوئی بحث نہین کرتا جن سے ہندوستان کے اندر وہابیون کو دوچار ہونا پڑا،

دوسری فصل اتحادِ اسلام پر ہے، اس تحریک کے تین بڑے داعی ہین عبدالوہاب نجدی، شیخ سنوسی، اور جمال الدین افغانی، تحریک کے خاص عناصر دو ہین خلافت اور حج،

یورپ نے تحریک کے بڑے بڑے رہنماؤن کو دیکھا کہ وقتی طور پر وہ خلیفہ کے مطیع تھے تو انھون نے خلیفہ کو مسلمانون کا پوپ سمجھ لیا، مصنف کے نزدیک تحریک اتحاد اسلام کی کامیابی خلافت کے نظام مین مضمر نہین ہے، بلکہ اس کے اثرات کو پیدا کرنے مین سب سے زیادہ حج کو دخل ہے، مقدس کعبہ کے گرد نسلاً بعد نسلٍ ہر زبان، اور ہر تمدن کے مسلمان ہر سال جمع ہوتے ہین اور یہی اجتماع باہمی اتحاد کا محرک ہے، عبدالوہاب نجدی، محمد بن سنوسی اور جمال الدین افغانی غرض اسلامی بیداری کے ہر بڑے مبلغ نے اسکی اہمیت کو محسوس کیا،

اتحاد اسلامی کی تحریک وہابی تحریک کا ایک لازمی جزء ہے، ابتداءً یہ تحریک صرف مسلمان حکمرانون کی پستیِ اخلاق کے خلاف احتجاج کی نوعیت رکھتی تھی، مگر یورپ کی مسلسل فتوحات نے بالآخر دریا کی روانی کا رُخ بدل ہی دیا، اور مغرب سے خوف و نفرت کا زور قوی ہوتا گیا، ۱۸۳۰ء سے تمام دنیائے اسلام مین یورپ کے خلاف تعصب کی لہر دوڑ گئی ۱۸۳۰ء کی بغاوت الجزائر، مصر، سوڈان کی مہدویت وسطی ایشیا کے نقشبندیہ فرقہ کا جوش، چینی ترکستان اور ڈچ ایسٹ انڈیز کی بغاوتین، سب اسی نفرت و غصہ کے نتائج تھین ان تمام تحریکون کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانون کا جذبۂ ہمدردی بھی شامل تھا،

اب تک ان تمام حرکتون مین کوئی متحدہ نظام نہ تھا، مگر اُنیسوین صدی مین یورپ کی حکومت کا جوا اتار پھینکنے کے لیے متحدہ جد و جہد شروع ہوئی اور اس کے لیے دو برادریان قائم ہوگئین، ایک برادری کا نظام خالص مذہبی رنگ رکھتا ہے جسکی باگ شیخ سنوسی کے ہاتھ مین ہے اور دوسری برادری محض

سیاسی رنگ رکھتی ہے،

تحریک وحدت اسلامی کی اصلی کامیابی سنوسیون کے کامیاب ہونے پر منحصر ہے،

اسلام مین سنوسیون جیسی صوفیانہ اخوتین مدتون سے موجود ہین مگران اخوتون کے اندر سیاسی نوعیت انیسوین صدی سے شروع ہوتی ہے:-

سید محمد سنوسی ۱۸۰۰ء کے قریب، الجزائر مین پیدا ہوئے فاس کے جامعہ مراکشی مین تعلیم پائی اس کے بعد افریقہ کا سفر کیا، پھر حج کے لیے مکہ آئے، یہان آکر وہابی معلمین سے استفادہ کیا، اور تحریک اتحاد اسلام کو ترقی دینے کا شوق لیکر واپس گیے ۱۸۴۳ء مین شمالی افریقہ مین آکر طرابلس مین قیام کیا، اور اپنا سب سے پہلا زاویہ خانقاہ لورنہ کے قریب قائم کیا، پھر ترکی حکام کے خوف سے انکو ریگستان لیبیا کے نخلستان جربوب مین اپنا مستقر منتقل کر دینا پڑا،

۱۸۵۹ء مین سید محمد سنوسی کا انتقال ہوا، اور انکی جانشینی خدا کے اوپر اعتماد کا ایک زبردست امتحان لینے کے بعد انکے بیٹے المہدی کو ملی، المہدی کو خرما کے ایک بہت اونچے درخت پر چڑھا کر حکم دیا گیا کہ خدا کا نام لیکر کود پڑو، وہ کود پڑے اور صحیح وسالم رہے، اس زبردست ایمان نے انکو باپ کا صحیح جانشین بنا دیا، ۱۹۰۲ء مین المہدی کا وصال ہو گیا اب اس فرقہ کے سردار ان کے بھتیجے احمد شریف ہین:-

افریقہ کے اندر سنوسیون نے جو زاوئے قائم کیے ہین وہ اب محض خانقاہ نہین بلکہ ہر زاویہ مین ایک وکیل یا ملکی عامل بھی رہتا ہے، جنکی وجہ سے افریقہ مین یورپ کی استعماری حکومتون کے علاوہ ایک زبردست باطنی حکومت بھی قائم ہو گئی ہے،

آج تک ڈاکٹر ناشیگل کے علاوہ کسی یوروپین نے شیخ سنوسی کا اصلی مرکز نہین دیکھا ہے، سنوسی راہ نما کسی کو اپنے شیخ کا مسکن بتانے پر موت کو ترجیح دیتے ہین، اس لیے شیخ نہایت خفیہ طور پر افریقہ

مین اپنے اثر کو بڑھاتا ہے، عرب پر سنوسیونکا کافی اثر ہے، افریقہ مین مراکش سے لیکر کالی لینڈ تک سنوسیون کے بہت سے زاویے قائم ہین،

سنوسی فرقہ کے لوگ اسکا کافی خیال رکھتے ہین کہ دول یورپ سے علانیہ کوئی نزاع نہ ہوجائے مسلمان ترکون کے ساتھ بھی انکا وہی رویہ ہے جو غیر مسلم حکومتون کے ساتھ ہے،

مختصر یہ کہ سنوسی فرقہ کے لوگ نہایت ہوشیاری کے ساتھ، خاموش اور مستقل ترقی کر رہے ہین، شمالی افریقہ مین اپنے زاویون اور مدرسون کے ذریعہ سے برابر وہ لوگون کو اپنے مقدس کلام کا ہم آواز اور مطیع بنا رہے ہین اور جنوبی افریقہ مین لاکھون باطل پرست حبشیون کو مسلمان بنا رہے ہین، وہ قبل از وقت توسیع کے فریب مین نہین، انکی رفتار نہایت سلیم ہے،

تحریک اتحاد اسلام کا دوسرا پہلو جمال الدین افغانی رحمہ اللہ کے مساعی ہین

شیخ سنوسی کے برعکس جمال الدین افغانی نے زیادہ وقت سیاسیات مین صرف کیا، یہ سب سے پہلے مسلمان ہین جنکو مغربی تسلط کا خطرہ پوری طور پر محسوس ہوا اور انھون نے اپنی زندگی مدافعانہ تدابیر مین صرف کی،

نو آبادیون کے اعمال نے انکو بہت جلد خطرناک شورش پسند سمجھ لیا، انگریز خصوصیت سے جلد خائف ہوگیے، کچھ زمانہ تک ہندوستان مین قیدرہکر تقریباً ۱۸۸۰ء مین مصر گیے، ۱۸۸۲ء مین جب انگریزون نے مصر پر قبضہ کرلیا تو ان کے اخراج کا حکم دیا یہ قسطنطنیہ پہنچے، سلطان عبد الحمید انکی شخصیت سے مسحور ہوگیے، اور سلطان نے انکو اپنے اتحاد بین الاسلامی کے دفتر تبلیغ کا افسر اعلی بنالیا ۱۸۹۶ء مین جمال الدین افغانی کا انتقال ہوگیا سلطان عبد الحمید کی تدابیر کی کامیابی کا راز زیادہ تر جمال الدین کے مساعی مین مضمر تھا،

سلطان عبد الحمید کی تحریک اتحاد امت تقریباً ۳۰ سال تک برابر بے روک ٹوک جاری رہی

سنہ ۱۹۰۹ مین سلطان عبد الحمید معزول ہوئے تو یہ تحریک کچھ مدھم پڑ گئی، آزاد خیال مسلمان سلطان کی مطلق العنانی کی وجہ سے متنفر تھے سلطان عبد الحمید کو سنوسیون کی حمایت بھی حاصل نہ ہو سکی مگر اسلامی حکمرانون اور مشاہیر نے اسلامبول کے صاحب سطوت خلیفہ کو حامی دین متین اور انکی حکومت کو مسلمانون کا قلعہ سمجھ لیا،

عبد الحمید کی یہ کامیابی بحیثیت خلیفہ نہ ہوئی بلکہ صرف مغرب کے روز افزون خوف اور نفرت نے یہ شکل اختیار کرلی،

سنہ ۱۹۰۸ کے ترکی انقلاب کیساتھ ہی ایران وغیرہ مشرقی ممالک مین دستوریت، قوم پرستی نیز دیگر معاشرتی بےچینی غرض مختلف قسم کے تلاطم پیدا ہوگئے سنہ ۱۹۱۱ مین اطالیون نے طرابلس پر حملہ کیا سنہ ۱۹۱۲ مین جنگ بلقان شروع ہوئی، اس قسم کی حملہ آورانہ پالیسی نے مسلمانون کے اندر نفرت وغصہ کے جذبہ کو اور مستحکم کردیا،

سنہ ۱۹۱۴ مین جب سلطان شریک جنگ ہوئے اور اعلان جہاد کیا تو بظاہر دنیائے اسلام مین کوئی تلاطم پیدا نہ ہوا لیکن یہ تحریک اس درجہ ناکام نہ رہی جتنی کہ یورپ کے خبر رسانون نے سمجھی طرابلس مین آتش بغاوت اتنی بھڑکی کہ اس نے اطالیون کو ساحل تک ڈھکیل دیا، ایران روس کی مداخلت کی وجہ سے ترکون کا شریک ہونے سے بچا، ہندوستان کی سرحدی حالت ایسی ہوگئی کہ انگریزون کو ۲ ½ لاکھ فوج رکھنی پڑی:۔ اسلام کے ارباب حل وعقد وسعت نظر سے کام نہ لیتے تو نقشہ کچھ اور ہوتا،

تیسری فصل مین ایشیا مین یورپ کی تاثیرات سے بحث کی گئی ہے:۔ خلاصہ یہ ہے کہ:

جن جن ممالک مین یورپ کا تسلط ہے وہان یورپین تمدن کا کافی اثر ہے آزاد ممالک مین بھی اس تمدن کے آثار موجود ہین لیکن ایشیا خود ایک مستقل تمدن کا مالک تھا، ان متضاد تمدنون

کے اجتماع نے صرف ذہنی اور دماغی بدنظمی پیدا کردی ہے،

یورپ کی مساعی اشاعت تہذیب مین خلوص نیت، اور افادہ کی غرض سے زیادہ اپنے خاص مفاد کے جذبات بھی مخفی ہین، اُنیسوین صدی تک یورپ کی شاہنشاہیت کچھ نفع بخش بھی تھی لیکن اب حالت زیادہ قابل تعریف نہین، جاپان کی حرکت حیات اگر ۳۰ برس بعد شروع ہوئی ہوتی تو وہ دیکھتا کہ "یورپ کے دول عظمیٰ اس کے بستر علالت پر مسلح کھڑے ہین اور اپنے آہنی پنجے قابل حصول تیار کے لیے بڑھا رہے ہین"، اس قسم کی متواتر کارروائیان دیکھکر باوجودیکہ مغربی تمدن نے بہت کچھ فائدہ پہنچایا مگر ایشیا کے ایک غریب کاشتکار سے لیکر ایک والیِ ملک تک یورپین طرز معاشرت سے نفرت کرنے لگا ہے۔ اور مسلمان خاص کر اس کے لیے کوشان ہین کہ اپنے قدیم تمدن کو زندہ کرین، وہ اپنے ماضی کو مغرب کے زرین عہد سے بہت زیادہ رفیع سمجھتے ہین مسلمانونکی یہ تعلیان کچھ حقیقت بھی رکھتی ہین فرقۂ ہنود کی تعلیان نہایت حیرت انگیز ہین، وہ ہندوستان قدیم کو تمام مذاہب حقہ کا پہلا مدرسہ، ہر تمدن کا پہلا گھر، ہر قوم کی پہلی تربیت گاہ تا آنکہ تمام جدید مخترعات کو ویدک عہد کی ایجاد قرار دے کر اپنے ماضی کی رفعت یاد دلاتے ہین،

مصنف کی پیش گوئی ہے کہ یہ تمام تعلیان بے کار ثابت ہونگی مشرق پر مغربی تمدن کا اثر پڑا اور پڑتا رہیگا مگر بالکل قلب ماہیت نہین ہوسکتی:

"مشرق ہمیشہ اصلاً بذاتہ قائم رہے گا لیکن یہ ایک جدید ہستی ہوگی جو مغربی خیالات کے صحیح طور پر سرایت کرنے کا نتیجہ ہوگی"

مصنف کے نزدیک مشرق کو مغرب سے محض محکومانہ مخالفت نہین بلکہ نسل و رنگ کا تعصب بھی کارفرما ہے،

لیکن مشرق تو نسل و رنگ کے فرق کا کبھی حامی نہ تھا اور نہ یہ تعصب اسکی فطرت مین

داخل ہے مصنف کو اتنا اور بتا دینا چاہئے کہ یہ خیالات درحقیقت مغرب سے مشرق مین آئے،

چوتھی فصل مین ان سیاسی تغیرات سے بحث کیگئی ہو جو مشرق مین سرعت کیساتھ رونما ہورہے ہین،

مشرق ہمیشہ مطلق العنان بادشاہ چاہتا تھا، گو قصص و حکایات مین "فیاض مطلق العنان"

یا "رعایا کے باپ" کا بکثرت ذکر کیا جاتا ہے، مگراس قسم کے بادشاہ بہت کم ہوتے ہین، مشرق کا ایک

بادشاہ جب حرم کی دلچسپیون مین پھنسکر اپنے تمام اختیارات وزیر کے لیے چھوڑ دیتا ہے اور خود

بے کار ہو جاتا ہے تب بھی اسکو اتنا اقتدار حاصل رہتا ہے کہ شام کو ایک رقاصہ کی جنبش لب خود

وزیر کو ایک حبشی سے قتل کرا دے سکتا ہے (کیا افسانے اور تاریخی واقعات برابر کی حیثیت رکھتے رہین؟)

مویشی چرانے والی اقوام اور عرب کے علاوہ تمام مشرق کے سلسلہ تاریخ کا خلاصہ اسی قسم

کی مطلق العنانی ہے، اب مشرق جمہوریت کو آہستہ آہستہ بہت پسند کرنے لگا، مشرق تسلیم کرے یا

نہ کرے یہ تو مغرب کی تاثیر ہے،

اگرچہ "کل مومن حر" ہر مسلمان آزاد ہے، "کل مومن اخوۃ" (انما المؤمنون اخوۃ)

تمام مسلمان باہم بھائی ہین، اس قسم کی بہت سی تعلیمات اسلام مین موجود ہین مگر مدت سے مسلمان

بھی انکو بھول چکے تھے، اب وہ بھی اس تعلیم کو یورپ ہی سے حاصل کر رہے ہین۔

جمہوریت اور مساوات کے خیالات اسلام کے اندر روز بروز نہایت سرعت سے

جڑ پکڑتے جاتے ہین،

اس کے بعد مصنف مشرق مین سلف گورنمنٹ کے قیام و بقا اور اسکی صلاحیت اور عدم

صلاحیت کی بحث کرتا ہے، اگرچہ وہ کہتا ہے کہ :۔

"مین خود اس مسئلہ پر کوئی رائے قائم نہ کر سکا"

لیکن وہ زیادہ تر ان فریب دہ الفاظ کو پرزور لہجہ مین ادا کرتا ہے، جنکا منشا یہ ہوتا ہے

کہ مشرق جمہوریت اور سلف گورنمنٹ کے لئے تیار نہین وہ ڈاکٹر ٹائیر کا قول نقل کرتا ہے کہ:

"جمہوریت کا لفظ بحیثیت ایک افسون کے ہندوستان مین پہنچ گیا ہے لیکن جمہوریت کی روح ابھی تک سوتر سے آگے نہین بڑھی"

اسی مفہوم کو خود اپنے الفاظ مین یون ادا کرتا ہے:

"بہت سے ہندو اور مسلمان اس کو محسوس کرتے ہین کہ ہندوستان ہنوز سلف گورنمنٹ کے قابل نہین"

مخالف دلائل کو بیان کرتے ہوئے زور قلم نے جواب دیدیا،

پانچوین فصل مین قوم پرستی اور اسکی مشرقی نوعیت سے بحث کی گئی ہے فصل ششم مین ہندوستان کی قوم پرستی پر ریویو ہے ان فصلون پر ایک طویل تبصرہ کی ضرورت ہے لہذا اس حصہ کو مین کسی آیندہ موقع کے لیے چھوڑتا ہون،

یورپ نے ایشیا پر محض سیاسی اقتدار حاصل نہین کیا ہے بلکہ اس نے اقتصادی پہلو کو بھی دبا لیا ہے مصنف نے اتحاد اسلام کی بحث مین کس قدر سچ کہا ہے:

"احکام شریعت کے یا اسلامی قانون کے ایسے نواہی جیسے حرمت ربا نے موجودہ طرز کی اقتصادی زندگی کو ناممکن کر دیا تھا"

ہم اس مفہوم کو اس طرح ادا کرین گے:

کہ موجودہ یورپین طرز معاشرت اور اصول معاشی نے اسلام کے اقتصادی احکام پر عمل کرنے کو تقریباً ناممکن بنا دیا ہے"

اس لیے مشرق کو اور خاص کر اسلام کو سخت ضرورت ہے کہ موجودہ طرز معاشرت اور اصول معاش مین ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا جائے،

فصل ہشتم میں ان علل و اسباب کی تشریح کیگئی جو عالم اسلام یا مشرق میں اقتصادی انقلاب پیدا کر رہے ہیں،

مغرب کے مقابلہ میں مشرق کی معاشی بربادی کے مختلف اسباب ہیں سب سے اہم سبب مغرب کا طریقۂ ساخت اور اسباب نقل و حرکت کی آسانی ہے، ان اسباب کے علاوہ ایک سبب مصنف کے نزدیک مشرق کا اصول مسابقت سے ناواقف ہونا اور موروثی پیشہ کی تخصیص بھی ہے مگر مشرق اس توجیہ کو قبول نہیں کر سکتا، ہمکو مسابقت کا موقع دینے میں حاکم مغرب کچھ بھی مروت و اخلاق سے کام لیتا تو یہ الزام صحیح ہوتا،

دوسری وجہ یہ بتائی ہے کہ مشرق سرمایہ کو استعمال کرنے کے بجائے زمین میں گاڑ کر رکھتا ہے، مگر یہ تو بتائے کہ مشرق کے پاس خام پیداوار کے سوا ہے کیا جسے وہ جمع کرے، خام پیداوار بھی مغرب کے قبضہ میں ہے،

مشرقی مصنفین خصوصاً ہندوستانی قوم پرست حکومت پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ مشرق کی صنعتوں کو تباہ کر دیتے ہیں، مصنف جواب میں کہتا ہے:

"آزاد مشرقی ممالک متعدد ترکی اور ایران میں بھی پارچہ بافی کی دستکاری مغرب کے مقابلہ میں اسی طرح تباہ ہوئی "

لیکن سوال یہ ہے کہ کمزور ایران، اور بیمار ترکی کے بستر علالت پر آہنین پنجوں والے "دول مغرب" "مسلح ہو کر" "قابل حصول اشیاء" کے لیے کس قدر جد و جہد کرتے رہے ہیں،

ایک غیر جانبدار مصنف کے یہ الفاظ اس قدر حیرت انگیز ہیں کہ:

"فی الحقیقت بعض ہندوستانی خود ہی سودیشی دلائل کی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں"

بہرحال مصنف اس پر خوش ہے کہ مشرق معاشی میدان میں بھی تگ و دو کر رہا ہے اور

یہ مُکّ و دو مغرب کے اثر سے پیدا ہوئی وہ پیشں گوئی کرتا ہے کہ:

" مشرق اپنے عہد کے انقلابی عمل مین مغرب کی تقلید کرے گا، . . . . ہماری بعض

بین غلطیون سے احتراز کرے گا لیکن فی الجملہ انھین طریقون کو استعمال کرے گا،،

آٹھوین اور نوین فصل مین معاشری انقلابات، اور بالشویزیم کی مقبولیت کے اسباب و علل

کی تشریح کرنے کے بعد آخر مین مصنف یہ رائے ظاہر کرتا ہے کہ:

بالآخر غیر متحرک مشرق متحرک اور کامل طور پر متحرک ہوگیا،،

مصنف اگرچہ اکثر مواقع پر اپنے نسلی میلان طبع سے محفوظ نہ رہ سکا اور اکثر وہ مغرب

کی طرف سے جواب دہی کرتا ہے لیکن حتی الوسع وہ غیر جانبدار رہتا ہے،

اردو مین "جدید دنیائے اسلام" سے زیادہ بہتر اس موضوع پر کوئی دوسری کتاب نہین

ہم کو نہایت افسوس کے ساتھ طباعت کی خرابی اور بعض عربی عبارتون کی غلطی کا

بھی اظہار کردینا چاہئے،

فاضل مترجم نے کوشش کی ہے کہ ان کا طرز بیان مشرقی سہولت کا نمونہ ہو، مگر معلوم ہوتا ہے

کہ جناب مترجم نے اس الجھاؤ کو درست کرنے کی کافی کوشش نہین کی جو انگریزی طرزِ عبارت کے

اندر تو الجھاؤ نہین معلوم ہوتا مگر مشرق کے طرز بیان کے اعتبار سے اسے الجھاؤ ہی سمجھنا چاہئے،

بہرحال کتاب اس قابل ہے کہ ہر وہ مسلمان جو دنیائے اسلام کی مساعی سے واقف

ہونا چاہتا ہے اس کا مطالعہ کرے،

مطبوعات جدیدہ

آئینۂ کفر و اسلام، علامۂ شبلی رحمۃ اللہ کو علمائے شریعت سے شکایت تھی کہ اُن کو ضروری کامون کے لئے تکفیرِ مسلمین سے فرصت ہی نہین ملتی الحمدللہ کہ اب علماء نے اس کو محسوس کر لیا کہ مسلمانون کے تمام فرقون کو مسلمان رہنے دینا نہایت ضروری ہے، ہمارے استاذ اور دار العلوم ندوہ کے سابق مدرس اور حال اُستاذ دینیات جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد دکن) جناب مولٰنا مفتی عبداللطیف صاحب کا ایک مختصر رسالہ آئینۂ کفر و اسلام شایع ہوا ہے جسمین علمائے متقدمین کے اقوال احادیث اور فقہی عبارتین پیش کر کے کفر و اسلام کے درمیان حد بندی کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر درست نہین، یعنی وہ تمام فرقے جو کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہین اور اسلام کے قبلہ کو قبلہ مانتے ہین وہ اسلام مین داخل ہین لیکن کتاب کے آخر مین احمدی فرقہ کو اسلام سے خارج قرار دیا ہے، اس لئے کہ وہ ختم نبوت اور قرآن کے اعجاز کے قائل نہین اور خدا کی عہد شکنی کے مدعی ہین، پہلے جرم کے تو قادیانی یقیناً مرتکب ہین، لیکن دوسرے جرم سے وہ شاید بری ہین اور تیسرا جرم اگر ثابت ہو جائے تو، ؎ این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند، بہرحال اس عہد مین مفتی صاحب ممدوح کا یہ رسالہ نہایت غنیمت اور اس قدر وسعت خیال بھی آج کل نہایت مغتنم ہے،

قیمت، آٹھ آنے ہے، اور مطبع رحمانیہ مخصوص پور مونگیر سے ملیگی،

حجاب زندگی، جو لوگ ہزار داستان دیکھا کرتے ہین وہ سید عابد علی صاحب بی، اے علیگ سے اچھی طرح واقف ہون گے، زیر نظر مجموعہ انہین کے چند افسانون کا مجموعہ ہے، جناب عابد کی انشاء و انگر پر شوکت ہے، انکی تحریرین زیادہ تر انگریزی عطر مین ڈوبی ہوئی ہین آج کل شوکتِ الفاظ کی تلاش مین ہمارے

نوجوان اہل قلم گمراہیوں کی حد تک پہونچ جاتے ہین اور بے معنی ترکیبین پیدا کر لیتے ہین، عربی اور فارسی الفاظ کا غلط استعمال کرنے لگتے ہین، اسی مجموعہ مین "حیات معاشقہ" اور "سخن نافہم" اور "زیر تحت" وغیرہ کی ترکیبین قابل اعتراض ہین، دیباچہ مین تین عنوانون کا ذکر ہے، "انحطاط شباب" "حجاب زندگی" اور "حربۂ نور" ان مین بہترین افسانہ حربۂ نور ہے، جسمین یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک چالاک عورت کس طرح ایک چالاک سے چالاک مرد کو پرستار اوہام بنا کر اسی کے ہاتھون انتقام لیتی ہے،

جناب عابد "حربہ نور" وغیرہ عنوان کے ماتحت جیسا کہ اُنھون نے دیباچہ مین لکھا ہے اپنے اس نظریہ کو پیش کرنا چاہتے ہین کہ گناہ کے عناصر فضا مین موجود ہین مگر ہم کو یہ چیز نظر نہین آتی،

دیباچہ مین ہمارے دوست نے تسلیم کیا ہے کہ ان افسانون کا مقصد:

"یہ ہے کہ انسان کی نظرت کے تاریک پہلو کو مختلف حسیات و جذبات .... کے زیر تحت عنوانات سے متاثر ہونے دکھایا جائے"

یہ مقصد خود اُن کو بھی خوفناک معلوم ہوتا ہے لیکن جواب صرف یہ دیا ہے کہ:

"یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے"

مگر یہ سمجھنا چاہئے کہ ہر حقیقت نفس الامری اسلئے نہین ہوتی کہ عوام کے مجمع مین بے دریغ اُسکی تشہیر کی جائے، قیمت ۸؍ پتہ دار الاشاعت ادب لطیف چمبرلین روڈ لاہور،

خواتین انگورہ، جناب ابو القدس ملا توحیدی بھوپالی کی تصنیف ہے، اخبارات مین ان کا ایک سلسلہ مضمون اقطاب انگورہ نہایت دلچسپی سے پڑھا گیا ہے، وہ جدید ٹرکی کی ایک تاریخ بھی مرتب کر رہے ہین، خواتین انگورہ اسی کا ایک ضمنی حصہ سمجھنا چاہئے، ذرایع معلومات کی قلت کے باوجود مؤرخانہ ذمہ داری کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے، قیمت عہ پتہ دائرۂ ادبیہ لکھنؤ،

فہرست مطبوعات مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن

۱۔ **الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم** علامہ شیخ عبدالکریم سبط شیخ عبدالقادر جیلانی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بہترین طریقہ پر شرح لکھی ہی، قیمت ۴ر

۲۔ **اعجاز البیان فی تاویل ام القرآن** شیخ علامہ صدرالدین محمد بن اسحاق تونوی المتوفی ۶۷۲ھ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر نہایت عمدہ طریقہ پر لکھی ہے اور سورہ فاتحہ کی ام القرآن ہونے پر بہترین استدلالات قائم کیے ہین، عا ر

۳۔ **عمل الیوم واللیلہ**، علامہ ابن السنی رحمہ اللہ المتوفی ۳۶۴ھ نے تمام رات دن کے اعمال نبوی اور وظائف کو جمع کیا ہے، عمر

۴۔ **مشکل الآثار**، امام طحاوی المتوفی ۳۲۱ھ کی نہایت نایاب اور نادر تصنیف ہے علامہ نے بہت ہی محنت و مشقت سے تمام مشکل احادیث کو جمع کیا ہی اور انکے تعارض کو مختلف طریقون سے رفع کیا ہے (۴ جلدمین) عـــہ،

۵۔ **جامع المسانید**، قاضی القضاۃ ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی المتوفی ۶۶۵ھ نے ان تمام مسانید کو جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن و فضائل اور مرویات پر لکھی گئی تھین بہترین طریقہ پر ابواب و فصول کی ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہی، (دو جلدمین) ے

۶۔ **کنز العمال**، شیخ علی المتقی المتوفی ۹۷۵ھ کی عظیم الشان تصنیف ہے علامہ نے تمام احادیث صحیحہ وغیر صحیحہ کو جمع کر دیا ہے اس کتاب کی طباعت نے تمام دوسری کتب احادیث سے مستغنی کر دیا ہی حروف تہجی کے لحاظ سے یہ کتاب (۸ جلدون مین) عـــہ ر

۷۔ **المستدرک مع التلخیص**، امام ابوعبداللہ الحاکم کی یہ معرکۃ الآرا تصنیف ہی علامہ موصوف نے ان تمام احادیث کو جو صحیحین کی شرائط کے مطابق ہین اور صحیحین مین موجود نہین ہین، انکو جمع کر دیا ہی اس کے ساتھ علامہ ذہبی کی تلخیص بھی طبع ہوئی ہے امام ذہبی نے اس کتاب پر بہترین تنقید کی ہی اور علامہ موصوف کی لغزشون اور فرگذاشتون کو بیان کیا ہے یہ کتاب چار جلدون پر منقسم ہے، تیسری جلد کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس مین معرفۃ الصحابہ کا مکمل اور مفصل بیان ہی جلد اول للعہ جلد دوم عہ رسوم لہ عـــہ، جلد چہارم زیر طبع،

۸۔ **المعتصر من مشکل الآثار**، کتاب مشکل الآثار مصنفہ امام طحاوی کی تلخیص ابوالولید باجی مالکی نے کی تھی لیکن سندون کو حذف کر دیا تھا اور امام مذکور پر چند اعتراضات کیے تھے اس لیے قاضی یوسف بن موسی نے مشکل الآثار کی نئی طرز پر مع سند کے تلخیص کی اور انکے اعتراضات کے جواب بھی دئے، قیمت ے ر

(دیکھو صفحہ ۲)

۹- کتاب الاعتبار، علامہ محمد بن موسیٰ حازمی المتوفی ۵۸۴ھ نے مختلف مسائل پر احادیث سے بحث کی ہے خصوصاً ناسخ و منسوخ کی بحث کو بہترین پیرایہ مین لکھا ہے، عہ

۱۰- القول المسدد فی الذب عن مسند احمد، حافظ ابن حجر عسقلانی نے روایات مسند امام پر جو اعتراضات ہوئے تھے اونکو بہت بہترین طریقہ سے دفع کیا ہے، ۸/

۱۱- الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی، علامہ علاؤ الدین المارینی المتوفی ۷۴۵ھ نے سنن بیہقی پر رد کیا ہے اور مسائل فقہیہ کو قرآن مجید و احادیث سے ثابت کیا ہے للعہ

۱۲- مسند ابی داؤد طیالسی، یہ کتاب سلیمان بن داؤد البصری جو کہ دوسری صدی کے جلیل القدر محدثین مین سے تھے اونکی ہے، مسانید مین یہ پہلی یا دوسری کتاب ہے جو اس وقت لکھی گئی تھی، للعہ

۱۳- احادیث قدسیہ، علامہ شیخ مدنی کی یہ تالیف ہے یہ احادیث اپنے مراتب کے لحاظ سے قرآن مجید کے بعد تمام احادیث پر مقدم ہین، بلکہ قابل تلاوت، عہ

۱۴- شرح تراجم ابواب البخاری، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے ابواب صحیح بخاری کے اشکال کو بہترین پیرایہ مین حل کیا ہے جسکی وجہ سے یہ کتاب طلباء کے لیے بہت زیادہ مفید ہوگئی ہے، ۱۲/

۱۵- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، علامہ ابن عبد البر کی بہترین اور مستند کتاب ہے، جسمین تمام صحابہؓ و صحابیاتؓ کے مفصل حالات درج ہین فن رجال مین اس پایہ کی کوئی کتاب نہین ہے یہ کتاب غیر مرتب تھی دائرۃ المعارف نے حروف کی ترتیب سے اُسکو مرتب کر دیا ہے، (۳ جلد) ۱۲/

۱۶- کتاب الکنی والاسماء، علامہ ابو بشر دولابی المتوفی ۳۱۰ھ کی مشہور و معروف تصنیف ہے جس مین علامہ نے کنی اور اسماء کو مفصل طریقہ پر منضبط کیا ہے، (۲ جلد) صہ

۱۷- تجرید اسماء الصحابہ، علامہ ذہبی نے اسد الغابہ کی تلخیص کی ہے جس سے اسمائے صحابہ کی معلوم کرنے مین بہت زیادہ مدد ملتی ہے، (۲ جلد) عہ

۱۸- کتاب الجمع بین رجال الصحیحین، مصنفہ ابو الفضل مقدسی جو ابن القیسرانی کے نام سے مشہور ہین جس مین رواۃ صحیحین کی ثقہ اور غیر ثقہ اور انکے حالات کے متعلق بہترین بحث کی ہے یہ کتاب علماء و طلباء کے لیے بہت زیادہ مفید اور ضروری ہے (۲ جلد) للعہ

۱۹- قرۃ العین فی ضبط رجال الصحیحین، علامہ عبد الغنی الشافعی نے اس کتاب مین پہلے اصول حدیث سے بحث کی ہے اور پھر رواۃ صحیحین کی اشتباہ کو دفع کیا ہے ۸/

۲۰- تعجیل المنفعۃ فی رجال الائمۃ الاربعہ، حافظ ابن حجر عسقلانی نے ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ کی رواۃ کو جمع کر دیا ہے

۲۱- تہذیب التہذیب، علامہ ابن حجر کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے اور فن رجال مین سب سے بسوط کتاب ہے (۱۲ جلد)

۲۲- لسان المیزان، علامہ ابن حجر نے اس کتاب مین ثقہ اور غیر ثقہ راویون کے مختصر حالات مع تنقید لکھے ہین، (۶ جلد)

۲۳۔ الجواہر المضیۃ، محی الدین ابو محمد عبدالقادر قرشی المتوفی ۷۷۵ھ نے پہلے اسماءِ باری تعالیٰ اور اسمائے نبوی پر مفصل طور سے بحث کی ہے پھر طبقات حنفیہ مفصل طریقہ پر لکھی ہیں، (۲ جلد) صہ

۲۴۔ تذکرۃ الحفاظ، امام ذہبی کی مشہور اور بہترین تصنیف مصنف نے ائمہ محدثین کے حالات طبقات کے لحاظ سے لکھے ہیں، (پانچ جلد) عنہ ر

۲۵۔ رسائل خمسہ اسانید، اس مجموعہ میں مختلف مصنفین کی اسانید کے متعلق بہترین رسالے ہیں (۵ جلد) عہ ر

(اسانید و حدیث)

۲۶۔ دلائل النبوۃ، علامہ ابو نعیم اصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ کی یہ مشہور تصنیف ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام دلائل یعنی معجزات کو لسند لکھا ہے، عہ

۲۷۔ الخصائص الکبریٰ، علامہ سیوطی نے معجزات نبوی کو تمام احادیث سے انتخاب کرکے بہترین طریقہ پر جمع کیا ہے (۲ جلد) عہ

۲۸۔ مناقب امام اعظم رحمہ اللہ، علامہ موفق بن احمد مکی المتوفی ۵۶۸ھ نے امام اعظمؒ کے حالات بسط کے ساتھ لکھے ہیں، علامہ کردری کی کتاب مناقب اعظم بھی شامل ہے جسکی وجہ سے یہ کتاب امام صاحب کے حالات کے متعلق بہترین ذخیرہ بنگئی ہے (۲ جلد) للعہ

۲۹۔ ستہ کتب العقائد مع شرح الفقہ الاکبر وغیرہما، یہ عقائد و علم کلام کی چھ بہترین رسالوں کا مجموعہ ہے، عہ

(مناقب و عقائد و کلام و تصوف)

۳۰۔ الروضۃ البہیۃ، علامہ شیخ ابی عذبہ نے اشاعرہ اور ماتریدیہ کے اختلافی مسائل کو یکجا کیا ہے اور انمیں باہم تطبیق دی ہے، ۸ ر

۳۱۔ السمط المجید، علامہ صفی الدین احمد بن محمد مدنی قشاشی نے صوفیہ کرام کے طرق بیعت، خرقہ اور تلقین کو بیان کیا ہے اور احادیث اور آثار سے ان کا ثبوت دیا ہے، عہ ر

۳۲۔ الصارم المسلول، اس کتاب میں علامہ ابن تیمیہ نے احادیث اجماع قیاس غرضکہ ہر طریقہ سے ثابت کیا ہے کہ انبیائے کرام کو سب و شتم کرنیوالا واجب القتل ہے، عہ

۳۳۔ شفاء الاسقام، علامہ شیخ تقی الدین سبکی نے آنحضرت صلعم کی زیارت کو احادیث آثار صحابہ اور اقوال ائمہ سے ثابت کیا ہے اور منکرین زیارت کی تردید کی ہے، ۱۲ ر

۳۴۔ کتاب الروح، علامہ ابن قیم نے اس کتاب میں روح اور بعد موت قبر میں جو حالتیں ہوتی ہیں ان تمام کے متعلق بہت دلچسپ بحث کی ہے عہ ر

۳۵۔ الذخیرہ، اس کتاب میں علامہ علاؤ الدین طوسی المتوفی (۸۸۷) ھ نے سلطان محمد خان فاتح کے حکم سے امام غزالی کی کتاب تہافت الفلاسفہ اور دیگر حکمائے اسلام کے درمیان محاکمہ کیا ہے، عہ ر

۳۶۔ استحسان الخوض، امام شیخ ابو الحسن اشعری نے اس کتاب میں ثابت کیا ہے کہ صفات باری اور زمانہ کے متعلق غور و خوض کرنا بدعت و ضلالت نہیں ہے ۲ ر

۳۷۔ الرسائل التسعہ، ان رسالوں میں علامہ سیوطی نے یہ دلائل ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین پر نار جہنم حرام ہے اور آپ بعد از وفات زندہ ہیں، اسکے علاوہ حضرت عبدالمطلب کے متعلق بھی بحث

بحث کی ہے (۹ جلد) ۱۲عہ

۳۸۔ **فتح المتعال فی مدح النعال**، علامہ احمد بن محمد المغربی المتوفی سنہ ۱۰۴۱ھ نے یہ اپنی طرز کی ایک نئی کتاب لکھی ہے مصنف نے نہایت جانفشانی سے تمام محدثین اور مورخین کے اقوال نعال نبوی کے متعلق جمع کیا ہے نیز مختلف لوگوں کی قصائد نقل کیے ہیں اور نعال پاک کے بہترین نقوش بھی فراہم کئے ہیں، ۱۲عہ

۳۹۔ **الاقتراح**، علامہ سیوطی نے اصول نحو میں یہ بہترین کتاب لکھی ہے، طلباء کے لیے بہت مفید ہے اور درس میں داخل کرنے کے قابل ہے، ۱۲ر

۴۰۔ **الاشباہ والنظائر**، علامہ سیوطی کی نحو میں یہ بہترین اور مفصل تصنیف ہے، (۴ جلد) للعہ ر

۴۱۔ **مصدق الفضل**، حضرت کعب بن زہیر کا مشہور قصیدہ بانت سعاد جو کہ آنحضرت صلعم کی تعریف میں کہا گیا تھا، اوسکی بہترین شرح ہے اس میں ہر شعر کے متعلق علم صرف ونحو ومعانی وبیان وعروض وغیرہ سے بحث کی ہے، ۱۲عہ ر

۴۲۔ **الفائق**، علامہ ابوالقاسم زمخشری نے لغات حدیث میں بہترین کتاب لکھی ہے (۲ جلد) ۲ سے

۴۳۔ **المغرب**، علامہ ابوالفتح الحنفی المتوفی سنہ ۶۱۰ھ نے فقہ کی لغات اور مصطلحات کو حل کیا ہے، (۲ جلد) قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ،

۴۴۔ **کتاب الازمنہ والامکنہ**، اس کتاب میں ابو علی مرزوقی نے زمان ومکان، افلاک کواکب اور بروج کے متعلق بہترین بحث کی ہے ایام جاہلیت کے حالات اور اعراب کے استعارات محاورات وخیالات وغیرہ کی تفصیل بیان کی ہے، (۲ جلد) ۱۲عہ

۴۵۔ **النفائس الارتضیہ**، مصنفہ ارتضا علیخان، یہ کتاب رسالہ عزیزیہ مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی کی شرح ہے اسمیں معانی وبیان کو سلیس پیرایہ میں لکھا ہے ۱۲ر

۴۶۔ **المنحۃ السراء**، مصنفہ ارتضا علیخان مصنف نے استعارہ ی

سے بحث کی ہے اور ہر ایک کی تاثیر لکھی ہے اور آخر میں بہت سی مفید فائدے اور اولہ بھی درج کئے ہیں، ۱۲عہ

۴۷۔ **مفتاح السعادۃ**، علامہ احمد بن مصطفےٰ المعروف طاش کبری زادہ المتوفی سنہ ۹۶۲ھ نے اس کتاب میں تمام علوم وفنون کے متعلق جو کہ اس وقت تک عالم وجود میں آچکی تھی ان تمام کی تعریف غرض وغایت اور اس وقت تک جتنی تصنیفیں ہر علوم میں ہوئی تھیں انکا ذکر مختصر تذکرہ مصنف کے ساتھ کیا ہے، (۲ جلد) ۱۲ر

۴۸۔ **دستور العلماء**، مختلف علوم وفنون کی اصطلاحات محاورات اسباب علماء انکی اختلافات اور ان تمام کی وجہ تسمیہ باحسن وجوہ لکھی ہیں، (۴ جلد) للعہ ۱۲

۴۹۔ **شرح السیر الکبیر**، یہ کتاب سیر کبیر مصنفہ امام محمد صاحب کی شرح ہے، امام محمد بن احمد سرخسی نے کی ہے جو چوتھی ہجری کے مشہور ومعروف علماء وفقہا میں سے تھے (۴ جلد) ۱۲عہ ر

۵۰۔ **دول الاسلام**، علامہ ذہبی کی فن تاریخ میں یہ بہترین تصنیف ہے دو جلدوں میں اپنے زمانہ تک تاریخ اسلام کو مدون کر دیا ہے، معہ ر

۵۱۔ **مرآۃ الجنان**، مصنفہ علامہ ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی المتوفی سنہ ۷۶۸ھ کی یہ کتاب غزوات شمائل معجزات نبوی اور مناقب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پر مشتمل ہے، اس کتاب میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ صوفیائے کرام کے حالات اور انکی کرامتیں تاریخی حیثیت سے لکھی گئی ہیں، (۴ جلد) للعہ ۱۲ ر

۵۲۔ **تحفۃ النظامیہ**، اس رسالہ میں شیخ علی اکبر بن محمود نے مختلف الفاظ جو ایک معنی میں آئے ہیں انکو جمع کر کے بہت باریکی سے ہر ایک کا فرق بتایا ہے، اور اصطلاحات کی بہترین تشریح کی ہے، عہ ر

۵۳۔ **رسالہ فی فضیلۃ العلم والصناعۃ**، امام ابونصر فارابی نے اس کتاب میں علم وصنعت کی فضیلت پر بحث کی ہے، ۳ ر

۵۴۔ **الفقہ الاکبر**، عقائد وکلام میں امام اعظم کا یہ مشہور ومعروف

لغات جدیدہ، چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری، عہ

دروس الادب، عربی کی پہلی ریڈر طبع سوم مع ترمیم، ۲/

دوسری ریڈر طبع دوم، ۳/

رسالہ اہل سنت الجماعت، فرقہ اہل السنۃ الجماعت کے اصولی عقائد کی تحقیق، طبع دوم، ۸/

حیات مالک، امام مالک کی سوانح عمری و موطا مالک پر تبصرہ، عہ

خلافت اور ہندوستان، آغاز اسلام سے اس عہد تک مسلمانان ہند اور خلفائے اسلام کے تعلقات اور سلاطین ہند کے سکون اور کتبون سے انکا ثبوت ۸/

دنیائے اسلام اور خلافت، موجودہ عہد مین خلافت عثمانیہ کے قیام و بقا کے لیے دنیا کی مسلمان قومین کیا جدوجہد کر رہی ہین، مصنف کے سفر یورپ کے دلچسپ معلومات ہین، ۶/

خلافت عثمانیہ اور دنیائے اسلام، اسمین یہ دکھایا گیا ہے کہ خلافت عثمانیہ نے مسلمانون اور اسلامی ملکون کی گذشتہ صدیون مین کیا خدمتین انجام دی ہین، عہ

بہادر خواتین اسلام، مسلمان عورتون کے جنگی اور اخلاقی بہادری کے کارنامے، طبع سوم ۴/

مولانا عبد السلام ندوی

اسوۂ صحابہ جلد اول، صحابہ کے عقائد، عبادات، اخلاق اور معاشرت کی صحیح تصویر اور قرون اول کے اسلام کا عملی خاکہ، اس کا مطالعہ ہر مسلمان کا فرض ہے، ضخامت ۴۵۰، ہے

اسوۂ صحابہ جلد دوم، صحابہ کے سیاسی، انتظامی اور علمی کارنامون کی تفصیل ضخامت ۴۵۰، قیمت للعہ

انقلاب الامم، ڈاکٹر لیبان کی مشہور کتاب "قومون کی ترقی و تنزل کے قوانین نفسی" کا خلاصہ طبع دوم، قیمت عا/

اسوۂ صحابیات، صحابیات کے مذہبی، اخلاقی اور علمی کارنامون کا مرقع قیمت عہ

سیرت عمر بن عبد العزیز، حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ اموی کے سوانح حیات اور ان کے مجددانہ کارنامے طبع دوم قیمت عہ

مولوی عبد الباری ندوی

برکلے اور اسکا فلسفہ، مشہور فلاسفر برکلے کے حالات زندگی اور اوس کے فلسفہ کی تشریح، مجلد ۱۲/ غیر مجلد عہ

مبادی علم انسانی، مادیت کی تردید مین برکلے کی مشہور کتاب پرنسپلز آف ہیومن نالج کا نہایت فصیح اور سنجیدہ ترجمہ جسمین حواس انسانی پر بحث کر کے مادیت کا ابطال کیا ہے، مجلد عا/

مولوی عبد الماجد بی اے

مثنوی بحر المحبت، شیخ مصحفی کی ایک نایاب مثنوی مع سوانح مصحفی، ۱۲/

فلسفۂ جذبات، جذبات انسانی کی نفسیاتی تشریح، عا/

پیام امن، موسیو رچرڈ پال ایک فرانسیسی مصنف کے خیالات دربارۂ امن عالم، و اخوت انسانی و خون آشامی دول یورپ کی ترجمانی ہے اور اس کے بعد مولوی صاحب موصوف کا تبصرہ ہے جس مین انھین مسائل پر انجیل اور قرآن کی تعلیمات کی تفصیل ہے، اردو مین بالکل نئے خیالات ہین، ۲۰۰ صفحے ۱۲/

مکالمات برکلے، برکلے کے ڈائیلاگس کا ترجمہ جس مین مکالمہ کی صورت مین برکلے نے مادیت کا ابطال کیا ہے، قیمت باختلاف کاغذ عہ و عہ

مولوی سعید صاحب انصاری

تفسیر ابو مسلم اصفہانی (عربی) معتزلہ کی مفقود، اور نادر الوجود عقلی تفسیر قرآن کے اجزا جو نہایت دیدہ ریزی سے امام رازی کی تفسیر کبیر سے جمع کیے گئے ہین، مین چھپی ہے قیمت ۸/

سیر الصحابیات، ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور عام صحابیات کی سوانح عمریان اور ان کے علمی اخلاقی کارنامے، للعہ

پروفیسر سید نواب علی ایم اے

معارج الدین، جدید علم کلام پر ایک محققانہ تصنیف، فلسفہ جدیدہ و اسلام کی باہمی تطبیق پر بہترین تبصرہ، ۱۲/

تاریخ صحف سماوی، توراۃ انجیل اور قرآن مجید کی جمع و ترتیب کی تاریخ کا باہمی موازنہ اور مخالفین اسلام کے اعتراضات بابت جمع قرآن کا جواب قسم اول ہے، دوم ۶/

شمع سخن، پروفیسر نواب علی کی اخلاقی قومی اور فلسفیانہ نظموں کا مجموعہ، ۱۰/

مولوی محمد یونس مرحوم فرنگی محلی

روح الاجتماع، موسیو لیبان کی کتاب "جماعتہائے انسانی کے اصول نفسیہ" کا اردو ترجمہ جس میں انسانی جماعت کے اخلاق عادات، جماعتوں کی خصوصیات، اور جماعتوں کے بننے اور بگڑنے کے قوانین نفسی بیان کیے گئے ہیں، صفحہ ۲۳۲، عگ/

ابن رشد، مشہور مسلمان اندلسی حکیم جو مسلمانوں میں ارسطو کے فلسفہ کا بہترین شارح سمجھا جاتا ہے، اور جس کی تصنیفات مدتوں تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی تھیں اوس کے سوانح اور اوس کے فلسفہ پر تبصرہ اور اسی ضمن میں مسلمانوں کے علم کلام و فلسفہ پر بھی ریویو، اور یورپ میں اسلامی علوم کی اشاعت کی تاریخ اور فلسفۂ جدیدہ و قدیمہ کا موازنہ بھی آگیا ہے، ابن رشد کے متعلق اتنا بڑا ذخیرۂ معلومات کسی شرقی زبان میں کیا کسی مغربی زبان میں بھی نہیں مل سکتا، ضخامت ۴۰۰ صفحے، قیمت ۲/

مفتی انوار الحق صاحب ناظم تعلیمات بھوپال

حقائق اسلام، اسلامی مسائل کی فلسفیانہ عقلی تشریح، عا/

تذکرۃ الحبیب، یعنی رسول اللہ صلعم کے اخلاق کا مفصل بیان، ۸/

مذہب کی باتیں، بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لیے، ۲/

رسالۂ قوت خیال، درستی اخلاق کے باب میں ایک مشہور انگریزی رسالہ کا ترجمہ، ۴/

اثبات واجب الوجود، یعنی ذات و صفات واجب الوجود پر عقلی پہلو سے ایک نظر، عہ/

تاریخ ابو البشر، کیفیت آغاز نوع انسانی حسب تحقیقات جدیدہ عہ/

منشی محمد مہدی صاحب نائب مہتمم تاریخ بھوپال

انسان، علم خواص الاعضاء کے ابتدائی مسائل سلیس و عام فہم زبان میں، ۲/

رموز فطرت، طبیعیات، فلکیات، ارضیات، ہیئت، اور جغرافیہ طبعی کے ابتدائی مسائل عام فہم اور سلیس عبارت میں، عہ/

منشی محمد امین صاحب مہتمم تاریخ بھوپال

بیگمات بھوپال، مصور و مجلد، ۳/

گیارہ قصے، اخلاقی، معاشرتی، مذہبی، ۸/

نعت پیمبر، عربی فارسی و اردو کی چند نعتیہ نظموں کا مجموعہ

پروفیسر محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی

الاستدلال، اس میں علم منطق کے اصول نہایت خوبی و عمدگی کے ساتھ سلیس اور سہل طریقہ سے بیان کیے گئے ہیں، صفحے ۱۴۰، ۸/

الانسان، اس میں انسان کے تمام قوائے نفسانی و جسمانی خصوصیات کی علمی تشریح کی گئی ہے صفحہ ۳۰۰، قیمت عگ/

تسہیل البلاغت، اردو زبان میں فن فصاحت و بلاغت و بدیع پر دلکش اور سہل اور آسان کتاب، ۸/

حکمت عملی، فن اخلاق پر جدید و قدیم معلومات کی جامع کتاب، ۸/

متفرق کتابیں

یاد ایام، مولانا عبد الحی مرحوم ناظم ندوۃ العلماء نے اس کتاب میں گجرات کی اسلامی تاریخ کے مختلف پہلو دکھائے اور وہاں کے امراء و وزراء و علماء و مشائخ کے حالات و علوم و فنون کی ترقی نہایت تاریخی تحقیق و تفصیل سے لکھے ہیں، عہ/

سیاحت قسطنطنیہ، مولانا شبلی مرحوم کی فرمائش سے خواجہ سید رشید الدین صاحب نے مشہور پروفیسر [illegible] کے سفرنامۂ قسطنطنیہ کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، عگ/

بدیہہ گوئی، جناب ہوش بلگرامی نے اس کتاب میں عربی، فارسی، اور اردو کے شعراء اور ادیبوں کی بدیہہ گوئی کے دلچسپ واقعات یکجا کیے ہیں قیمت عہ/

الندوہ کی جلدیں موجود ہیں، قیمت فی جلد ۶/ قیمت فی نمبر ۸/ یہ نادر ذخیرہ کمیاب ہے،

مینیجر

معارف جلد ۱۴۳

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔